التماس

اس مطبع میں ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کیلیے موجود ہے اور فہرست اُسکی ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ ملکہ
ہے جسکی معائنہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہے اس کتاب کے ٹیٹل پیج کی تین
سادہ ہین کتب متعلقہ مذہب ہنود درج کرتی ہین تا کتبیں فن کی یہ کتاب ہے اُس فن کی یہ کتاب ہے اُس فن کی اور بھی کتب موجود
کارخانہ سے قدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو۔

کتب متعلقہ ہنود اُردو بھاشا

دیوی بھاگوت کا پورا ترجمہ مسمی بہ بھگوتی اتہاس
مترجمہ پنڈت پیارے لال مترجم اودھ اخبار
سکھ ساگر۔ ترجمہ بارہون اسکند سری مت بھاگوت
از رای مکھن لال
بھاگوت منظوم۔ از منشی جگناتھ خوشتر
گنیش پران منظوم۔ از منشی شنکر دیال فرحت
شیو پران منظوم خرد از منشی شنکر دیال فرحت
سورج پران منظوم۔ از لالہ خدا بخش
گیا مہاتم۔ مترجمہ منشی لال جی
اکادشی مہاتم۔ از لالہ رام پرشاد
خلاصہ ترجمہ بھاگوت پران۔ از منشی سکھ لال
گلدستہ حقیقت نظم۔ ترجمہ سری مت بھاگوت کا
تمام کتاب ایک قافیہ پر نادر الوجود کتاب ہے از منشی سکھ
تخلص بہ احقر لکھنوی۔
ترجمہ پوتھی جانکا بھرن ترجمہ لالہ جگو پال عرضی نویس
گیتا مہاتم و گنیش۔ از منشی رام سہاے تمنا۔
مہابھارت منظوم۔ از منشی کھوٹا رام شایان
رامائن تلسی کرت۔ اُردو بھاشا۔
رامائن بالمیکی اُردو بھاشا سات کانڈ مترجمہ منشی شیو دیال مختار

گورلواہ منظوم۔ از منشی رام سہاے تمنا لکھنوی
بجرنگ ساٹھ کا تصنیف ایضاً
رامائن افق با تصویر دوارکا پرشاد۔
متھلا مہاتم۔ اُردو ناگری مترجمہ راج کمار دیو نندن سنگھ
بہت اپدیش۔ از منشی لالجی واصلیاتی نویس بارہ بنکی
رامائن فرحت۔ منظوم از منشی شنکر دیال فرحت
جانکی بجے منظوم۔ از منشی شنکر دیال فرحت
سیتا سویمبر منظوم از بابو گور نرائن
برج بلاس۔ سری کرشن جی کی لیلا ہے
پریم ساگر ترجمہ دسم سکندھ بھاگوت کا مترجمہ للو لال سوادیا
ایضاً منظوم۔ از منشی شنکر دیال فرحت
کتھا ست نارائن مسمی بہ دافع عذاب از منشی جوالا سنکر رام
کتھا ست نارائن منظوم۔ از جگناتھ سہاے
ایضاً مصنفہ جگناتھ سہاے
ایضاً مولفہ بختاور سنگھ
کتھا چترگپت
اننت کتھا۔ از منشی رام سہل تخلص مبارک
پرہلاد چرتر منظوم۔ مترجمہ لالہ گردھاری لعل کھتری
سدامان چرتر از منشی جگناتھ خوشتر
سدامان چرتر۔ خرد مسمی بہ مستطاب فرخ۔

کتاب
مہابھارت منظوم
باتصاویر
مطبع نامی منشی نولکشور کانپور میں طبع ہوئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بنایا [illegible] گلفشانی پہ سنگ
ملک لکھے اللہ کی صورت دوات
نگارندہ نقش لوح و قلم
وہ رتبہ دیا قطرۂ آب کو
جہاں میں وہ پیدا کیے گلعذار
کف دست ساعد شکم [illegible]
عنایت کیے دیدۂ دوربین
سبب کھیل قدرت کے اس سے عیاں
عیاں تجھ سے شکل صنعت گری
عنایت کی فضل سے وہ کمال
انھیں تا قدرت کے ذروں کو نور
مشیت کو اسباب ہونا پسند
کوئی تیج آبی بصد دلکشی

بہار رضا میں ہوائی پہ سے
سنو جس سے سرسبز غنچہ کی بات
خداوند ملک حدوث و قدم
تجلی سے ہے داغ مہتاب کو
فرشتے پری حور جن بشر
[illegible] بھون ناک پیشان کمر
کہ آئینہ ہو حال ہر کے زمین
کہا یونہیں کچھ ہوا اسکا بیان
نہ کیونکر ادا عضاء ہو برتری
نمایاں ہوئی قدرت ذوالجلال
زمین پہ چمکتے ہیں [illegible]
ہوئی بے ستون سقف گردون بلند
کوئی خاکی و بادی آتشی

دکھائے ورق تختۂ گل کا رنگ
سجائے سخن سے کھلیں بال و پر
علیم و خبیر و سمیع و بصیر
دکھائی خداوند قادر کی شان
لب و چشم و رخسار و بینی و گوش
بنایا سراپا میں ہر عضو خوب
جو ہی خاک سے چرخ تک جلوہ گر
نہیں کچھ صناعت پہ اور مدار
جو صنعت ہی جو علم سے جو ہنر
عطا کی وہ مٹی کو عقل و تمیز
ضیا بخش رخسار خورشید و ماہ
کیے برج گردون پہ آراستہ
عطارد زحل راس سرہ ذنب

ہر اک قلم بانگ بلبل کا رنگ
لکھوں وصف فرمانِ بحر و بر
کریم و رحیم و غفور و قدیر
کہ مٹی کے پتلے کو بخشی ہے جان
[illegible] حلق و دوش
نہیں اسکی صنعت میں خلل عیوب
وہ سب ہیں ان آنکھوں کے پیش نظر
جو آنکھوں نے دیکھا وہ ہے آشکار
ہوئے چشم و انگشت سے جلوہ گر
ہوئی شکل یوسف جو ہر دل عزیز
جلا ساز رنگ سفید و سیاہ
بنی حوروں سے ہیں پیراستہ
یہ جلا و گردون پہ جیب شب

مہینا تھا ذیقعد کا نا تمام
[illegible]ل کا سال ہجری مین رنج
سب اسباب عشرت کے موجود تھے
زمانے مین تھے جنکے یہ نور عین
یہان آصف الدولہ عالیجناب
یہ نواب اُنپر سرافراز تھے
ہوئے دستگیر شاہ ورضا سے جلے
سعادت علیخان عالی شعار
یہی لکھنؤ جنسے آباد تھا
شجاعت مین تھے نادر روزگار
جو نواب لائے بنارس سے فیل
رقم کیا کرون خلعتون کا حساب
ہین اس بحر کا در شہوار ہون
کیا کشور نظم مین انتظام
فن شاعری مین بھی ہون نامور
پسند زباندان ہے اپنی زبان
رقم دو ہین احوال مین طغراد
چہارم ہے اس استان سے کلام
قند گوئی کا جاری تھا وہ فیض عام
بنائے ہین عالی بہت سے مکان
پیشکش کو آتے ہین خاص و عام
کچھ اوصاف استاد تحریر ہون
تخلص سے مشہور عالم امیر

کہ تاریخ تھی آٹھوین وقت شام
ہزار و دو صد اور ہفتاد و پنج
غم و رنج و اندوہ نابود تھے
میسر انھین عیش و آرام و چین
شجاعت کا چمکا ہوا آفتاب
وہ سرکار عالی مین ممتاز تھے
ملین تین ڈھکے کرتے ہوئے
ہوئے مسند آرا بعز و وقار
دل پیر و طفل و جوان شاد تھا
ملازم ہزارون پیادہ سوار
روانی مین حیرت دہ رود نیل
بدل راسخ خوش وہ عالیجناب
ملے آبرو جو سزاوار ہون
رہے جس سے رنگین خاص و عام
نہ کیون نظم پر ہون تصدق گہر
سند جانتے ہین اسے نکتہ دان
عیان حسن و عشق کے اتحاد
فدا جسپہ ہون سنکے سب خاص و عام
کہ آگاہ جس سے ہے عالم تمام
بلندی مین ہمرتبہ آسمان
نہ کیون نامور ہون وہ عالی مقام
ورق نظم سے رشک تصویر ہون
نہین آپکا ہندوستان مین نظیر

بلا خیر وہ پنجشنبے کا دن
یہ سایہ تھا جو رشک ظل ہما
پتا جد اعلے کا لکھے قلم
کرون اطلاع آنکے بھی نام سے
رعیت نواز اور تھے دادگر
نگین منقش عنایت کیے
ہوئے جبکہ نواب جنت نشین
رعیت کو حاصل زمانے مین چین
صفت کے جو مدنظر ہون بیان
یہی راہ بخشی نبی فوج کے
عنایت کیا پھر دیا یہ وقار
جو باتین ہون اسوقت کی سب بیان
خدا نے کیا علم سے بہرہ ور
قلم نے کیے روزمرے رقم
کیے ہین نئے طبع موزون سے کام
قلم نے کیے چار قصے رقم
مستی کا ہے اک مثنوی مین بیان
نجوم اور علمون سے بھی ہون خبر
کیے ہین بنا مسجد و باغ و چاہ
جو مسند رہی مسند وحی کا میان
جو ہے مورث اُنمین فی لارام سے
ہے منشی مظفر علی انکا نام
سخن کی ہے اقلیم زیر نگین

پہ پیشکش [illegible] آب و دان پر قرار
رہا ہوا نا طبقہ آسمان جہان کا بند
کہ [illegible] نے بھی ما عرفت کہا
کہ ہر اک رہ قدرت ہے آفتاب
[illegible] نظر آئی آمد استقر [illegible]
خطاب انکو راقی کا اعلیٰ دیا
ہوا لکھنؤ جن سے اندر نگین
تھا کاوش نظم سے شور و شین
نہ کیون ہو ل مختصر داستان
ستارے چمکتے رہے اوج کے
ہوئے فیل پر انکے آگے سوار
تو منظوم ہوا اک نئی داستان
بنا فیض سے اُسکے صاحب ہنر
کہ مداح ہین جنکے اہل قلم
کہ وہ جیسے شیرین ہے اپنا کلام
کہ وہ نظم عالی کا سمجھتے ہین ہم
اسی لکھنؤ کی ہے وہ استان
مگر دمبدم ہے خدا پر نظر
زبانون پہ عالم کی ہے واہ واہ
بنایا اُسے راے نے یگان
سہی راج راج اشرفی نام ہے
دیا رہ سخن مین دان حکم عام
نہ کس طرح قبضے مین ہو سرزمین

نہایت تھی انکی دلمین امنگ
مگر اس سبب سے ہوا وقت تنگ
رکھیشر تھے اک وہ عالی مقام
کہ رشیسو انکا وہانتک نام

مقام انکے رہنے کا وہ نیمکھار
عبادت پہ ہر وقت انکا مدار
کہا ہان وہ مضمون ہے آبدار
تصدق ہین جسپر گہر شاہوار

وہان اور عابد بھی تھے جلوہ گر
وہ بولے کہ اے سوت عالی گہر
زبان مبارک سے ارشاد ہو
سنین ہم وہ اعجاز ارشاد ہو

چمن دوم در شمار اشلوک و فائدہ شنیدن کتاب ہذا

سناتے ہین سوت انکو ویاستان
کہ مشتاق تھے سامعین سب وہان

بیاس ایکو کارسے ہے کلام
مصنف ہین اسکے بیاس عالیمقام
کل اشلوک سب اسکے ہین شصت لک
کہ ہین ہے سی لک ہین پیش ملک

رقم پانزدہ لک کی مشہور ہے
فقط پتر لوک اس سے پرنور ہے
ہوئے چاردہ لک نظر سے نہان
وہ ہین قوم گندہرپ مین بیگمان

ہے لاکھ انسان کے پیش نظر
کتابون مین اسبات کی ہے خبر
سنو اسکے سننے مین مطلب ہین چار
قلم لکھے ان فائدون کا شمار

کھلے پہلے انسان کا باب عقل
وہیا ہو سب طرح اسباب عقل
ترقی پہ ہو دوسرے جاہ و مال
نظر آئے ہرگز نہ شکل ملال

سوم آرزو دل سے ہو کامیاب
دکھائے ترقی کے دن آفتاب
چہارم ہے یہ دور تر حرص و آز
عبادت سے خالق کے ہو انکو ساز

چمن سوم در بیان سیدن اسباب جگ ماران

پرکھیت نے اک دن بہر شکار
اٹھایا ہرن کی طرف راہوار

ہرن جو گھڑی بھر کے پنہان ہوا
پرکھیت نہایت پریشان ہوا

سبک ایک عابد تھا بیٹھا وہان
ہرن کا پرکھیت نے پوچھا نشان
وہ عابد تھا بحر عبادت مین غرق
نہ بولا کہ ہوگا ریاضت مین فرق

پرکھیت کو فرط غضب سے وہان
نہ باقی رہا دلمین کچھ خوف جان
کہ اک سانپ بیجان آیا نظر
نہ تھی پر اسے عافیت کی خبر

جو نوک کمان سے اٹھایا اسے
قریب اس رکھیشر کے لایا اسے
حمائل کیا اسکی گردن مین آہ
لیا اپنی گردن پہ بار گناہ

رکھیشر کا فرزند عالی مقام
کہ کہتے تھے سبنگی رکھ اسکو تمام
جو انکھون سے دیکھا یہ احوال زار
گلو سے پدر مین ہے افعی کا ہار

طبیعت نہایت ہوئی خشمناک
دعا اسنے کی اے خداوند پاک
ہوا جب سے سرزد یہ کار زبون
نہ کوئی چلے اسکا مکر و فسون

جو تچھک تھا سانپ سے زہردار
اسی سات دنمین ہو اس سے دوچار
شش و پنج کچھ دلمین اصلا نہ لا
لگے سے اسکو رستا فنا کا دکھا

رکھیشر عبادت سے خالی ہوا
یہ حال دعا اسپہ حالی ہوا
پسر پر نہایت ہوا خشمگین
بنی موج شمشیر چین جبین

کہا اپنے فرزند کو سخت و سست
کہ یہ بات سرزد ہوئی نادرست
رکھیشر جو تھا صاف روشن ضمیر
وہ سمجھا بلا ہے دعا کا یہ تیر

وہ راجہ ہدف ہوگا اسکا ضرور
پڑا زندگانی مین اسکے فتور
پرکھیت کو آگاہ اسنے کیا
کہ فرزند نے داغ دل کو دیا

پھرے اسکا تیر دعا ہے محال
تجھے زندہ چھوڑے قضا ہے محال
جو راجہ کو یہ حال روشن ہوا
دل اس غم کے داغون سے گلشن ہوا

یقین تھا نہ چھوڑیگا تیر دعا
نشانے پہ آئیگا بےخطا
کیا جلد تیار دریا مین گھر
نہ ہو جسمین تچھک کا ہرگز گذر

جو وہ ایک ہفتے کی میعاد تھی
قضا کی بدل ہر گھڑی یاد تھی
جو دریا مین گھر بن چکا وہ تمام
کیا اسمین راجہ نے جا [illegible]

ہوئی صبح اکبار وہ غم کی شام
گرڑ نے پیا آب حیوان جام
گرڑ جھک کے تعظیم لایا بجا
دل انکا بہت شاد و خرم ہوا
گرڑ نے کہا مین ہون استگار
ارادے یہ ہون آپ پہ ہمدم سوا
سوا اسکے جو اور ہو آرزو
طلب کب ملی مجھکو بر جست وجہ
زبان سے نہ لون آب حیوان کا نام
بغیر اسکے بر آئے مطلب تمام
گرڑ کی بر آئی مراد دلی
بصد عجز بولا کہ اے کشن جی
زبان کشن کی ہوگئی گلفشان
تصور ہی کے ساتھ آنا یہان
جہان چاہو پہنچون بشکل نظر
تصور کرو بھی ہو نہ اوس جا گذر
یہ کہکر وداع اس جگہ سے ہوا
سنو راجہ اندر کا اب ماجرا

ہوا صورت باد صرصر روان
لگے راہ مین کرشن جی کہان
کہا مانگ جو تجھکو درکار ہو
زبان سے سوال اب کہو با جیو
ملے مجھکو بالا بیرق مقام
کہا تشنگی مقبول ہے یہ کلام
کہا ان جو یہ قول اقرار ہے
تو تو پشت پر یہ طلبگار ہے
تہون حشر تک پیر زندہ ہون
ہوا انون کی صورت توانا رہون
کوئی چیز مجھسے طلب کیجیے
مناسب ہے کچھ نذر مین لیجیے
تری پشت پر ہوکے اسوار مین
کرون سیر صحرا و گلزار مین
گرڑ نے کہا حکم ہے یہ قبول
سمر سو نہ اب ہین گا عذل
گرڑ کا سنین ماسمین اور حال
عدو کیطرف سے تھی غفلت کمال

لڑائی راجہ اندر کی گرڑ کے ساتھ گرڑ بصورت طائر سفید قوی

ابھی کھینچے اندر کو لاتا ہون مین ۔ اس آتش مین بیشک جلاتا ہون مین
وہ اندر جو آتش کے آیا قریب ۔ یہ سمجھا نہین کوئی اسکا سبب
لٹب ہمن پہ تھی استان ۔ کہ اندر کا آپہونچا تخت وان
لپیٹے تھا چادر مین اپنی وہ سانپ ۔ بدن خوف آتش سے کنپتا تھا کانپ

آراستہ ہونا جگ کا اور روشن ہونا ایک مقام پر آتش شعلہ زن کا اور پہونچنا راجہ اندر کا ہوا پر سنگھاسن سمیت

دل و جان سے تھی جو عزیز اپنی جان ۔ مٹا صاف الفت کا دلسے نشان
جو اندر نے جلنے سے پائی امان ۔ روانہ ہوا جلد سوے مکان
برہمن جو آیا تھا بہر سوال ۔ کہا اُس سے راجہ نے ای خوش خصال
کہا اُسنے اے راجۂ نامدار ۔ نہین مال و دولت کا مین خواستگار
برہمن پہ احسان اب کیجیے ۔ جو باقی ہین اُنکو امان دیجیے

دیا پھینک آتش مین غمخوار کو ۔ لیا گھیر شعلے نے اس مار کو
جو حاصل جنمیجت کا مطلب ہوا ۔ فراموش اندوہ و غم سب ہوا
تمنا ہو جو کچھ بیان کیجیے ۔ مہیا ہی ہر شے یہان لیجیے
فقط تم سے ہے اس گھڑی یہ سوال ۔ کہ سانپون کو ایذا جان ہی کمال
کیا گوش راجہ نے جو یہ سخن ۔ بہر حال کی خاطر برہمن
جو باقی تھی جلنے سے افعی وہان ۔ ملی اُنکو آتش سے اسدم امان

چمن ہشتم دربیان نسبت کوروان از برہما

ہوا آج سانپون کا قصہ تمام ۔ مہابھارت کو اب کہون حسب عام
یہ قصہ زمانے مین مشہور ہے ۔ یہ احوال اس طرح مذکور ہے
کہ برہما سے دنیا کی ہے ابتدا ۔ وہ باعث ہے پیدایش خلق کا
یہان ہی پرانون کا ایسا بیان ۔ یہ برہما بلاشبہہ ہی ساتوان
زبان ہے پرانون کے یہ بھی کلام ۔ ہزار و یکم سے ہے یہ نیکنام
بہر حال برہما سے ہے ابتدا ۔ کہ پہلے وہ ہر شے سے پیدا ہوا
ہوا اوچھ پرجاپت اُنسے نمود ۔ روان اُسکا عالم مین تھا بحر جود
عدم سے ہوئی پھر ادت آشکار ۔ بنا کشیپ اُس ماہ کا خواستگار
نمایان ہوا سورج اُس ماہ سے ۔ ہم آغوش تھا حشمت و جاہ سے
پسر سوم اُس سے پیدا ہوا ۔ کہ خورشید صورت ہر شیدا ہوا

بڑا نام اس سے ہوئی ماہ رو — خدا نے بڑھی تھی اسے آبرو
ہوا اس سے اک نام پھر نور عین — کہ دنیا کا قائل تھا سب اسکو چین
جہاں آس سے جسوقت پیدا ہوا — تو وہ دیوجانی پہ شیدا ہوا
ستی عابدہ نیک جو تھا استان — کہا سوت سے کیجیے اب بیان
بنا شہر دستہ برہمن — بیان ہوئے کس شہر کے چلن
کہا سوت نے یہ سنو داستان

چمن نہم در بیان حال دیوجانی دختر سنکر پروہت دیوان

پروہت تھے دیوون کا ایک سنکر نام — اسے یاد تھے علم دنیا تمام
تھا فرق اسکی کرامات مین — جلاتا تھا مردے کو اک بات مین
مگر دیوتاون کو تھا پیچ و تاب — ستوتے تھے اسپر کبھی فتحیاب
تو سمجھا کہ کیا چاہیے سنکر سے — وہ افسون لیا چاہیے سنکر سے
بجسپتی افسون کا تھا ہر نفس — رہا سنکر کے پاس سن سو برس
وہاں دیوجانی تھی صاحب جمال — محبت وہ کرتی تھی اس سے کمال
سوا اسکے وہ سنکر بھی ہو فدا — کہ رہتا نہیں آس سے دم بھر جدا
یہ اندیشہ دل پر جو نازل ہوا — پریشان سب کر سے دل ہوا
جو کچھ سوچتی اس کل کو الفت کمال — رہا دل مین ان پھر اسی کا خیال
نہ آیا جو کچھ دل مین حیران ہوئی — وہ گیسو کی صورت پریشان ہوئی
جو کچھ آئے تو زندگی ہے مری — بھر حال دل لگی ہے مری
جو اس امر سے دیو آگہ ہوئے — کہ جانتے نے زندہ کیا ہو اسے
عدو جانتے تھے ستمگر اسے — کیا راکھ آخر جلا کر اسے
پلائی غرض سنکر کو وہ شراب — تھی دیوجانی کو فرقت کی تاب
پلا مین چھپا ہے جو آیا نہین — اسے کھا گیا آسمان یا زمین
پڑھا سنکر نے پھر وہ افسون ... — ہوا اصل راز نہان یون عیان
تن و جان پگھلتا تھا جو حال زار — کیا سنکر سے کچھ وہ سب آشکار

ہوا اس سے پھر اک پور البیر — قیامت کے اقلیم مین نامور
جنک اسکے فرزند کا نام تھا — تپیا سنے ... راج رام تھا
یہ دختر سنکر تھی خوش جمال — اسے ماہ کامل کا حاصل کمال
جو تھا چھتری قوم راجہ جہات — بھر ... کرم کے صفات
دلون کو ہر سکے یہ حیرت کمال — مفصل بیان کیجیے اسکا حال
کتابون مین لکھا ہے اسکا بیان
اک افسون تھا نہ اسے یاد تھا — کہ مردون کا بھی جس سے دل شاد تھا
تو بیدل تھے وہ دیو اسبات سے — بہت ہی تھے دنیا کی آفات سے
غرض گج برسپت کا فرزند تھا — بھیجے کچھ اسے سب دیوتا
یہ لڑکا نہایت ہی چالاک تھا — جوانمرد تھا اور بیباک تھا
بتا اسکا تھا گرد سوچان سے — سمجھتا تھا بہتر وہ ایمان سے
یہ دیوون کو کہ ... آیا خیال — کہ اس گل کو ہو گئی الفت کمال
سنو یہ افسون بتادین اسے — کہیں اپنا ثانی بنا لیں اسے
کیا قتل صحرا مین جاکر اسے — وہ چھوڑ آئے تپسہ بنا کر اسے
تصور سے تھیں آس کی آنکھیں چار — کیا آنے کا شام تک انتظار
کیا باپ سے اسنے اپنے سوال — کہ ہے دل کو پیدا ہوا نہ ملال
یہ سنکر پدر نے جو افسون پڑھا — اسی دم وہ بیجان زندہ ہوا
کیا قتل پھر اسکو لیجا کے دور — مرد تا کسی طرح یہ پر فتور
یہ سمجھا کیا خانۂ سنکر پاک — ملائی مگر لعل گون مین وہ خاک
کیا باپ سے پھر دوبارہ سوال — خبر کچھ نہیں کیا ہوا اسکا حال
بیٹے جسطرح زندہ پیدا کرو — نہان چشم سے ہو ہویدا کرو
نہین کے شکم سے یہ آئی صدا — کہ یہ حال دیوون نے میرا کیا
وہ استاد تھا سخت حیران ہوا — وہ افسون سے پڑھکر پریشان ہوا

کیے شکر سے کچ نے اسدم کلام
ابھی چاک کرکے تمہارا شکم
یہاں فکر کا کچھ نہیں ہے کلام
نکل آؤں زندہ یہ بےسود و غم
وہ افسون جو اسدم بتادو مجھے
جو تاثیر افسون دکھائے مجھے
پھر حال زندہ ابھی ہو سبب
کرے پھر وہ افسون زندہ مجھے
باہر آنا شکم شکر سے کچ کا

ہوا اسکو مجبور سب بے اختیار
سکھایا وہ افسوں اسے ایکبار

کہا تھا جو شاگرد نے وہ کیا
بہر حال افسوں بحکمت لیا

لیا پھر نہ لب سے کبھی مرگ کا نام
اسی دن سے ہو برہمن پر حرام

کہا شکر سے کچ نے یہ ایک روز
غم ہجر دل میں ہے آتش فروز

اسی وجہ سے طبع ناشاد ہے
شب و روز ماں باپ کی یاد ہے

عنایت نوازش کرم کیجیے
اجازت مجھے گھر کی اب دیجیے

سنا دیوجانی نے جو یہ سخن
کہا کہ اگر تو نے راہ وطن

محبت سے تیری ہے سینہ فگار
جدائی سے ہوگا یہ دل بیقرار

ذرا مجکو تاب جدائی نہیں
اگر تو نہیں تو خدائی نہیں

چبھے ہیں مرے دل میں الفت کے خار
نہ لے نام رخصت کا تو زینہار

تصدق ہیں تجھ پر ابھی جان و دل
محبت سے تیری بنے آب و گل

جو ہو عقد باہم تو کیا خوب ہے
مجھے جان سے وصل مرغوب ہے

نہ مانا جواب اسکو کچ نے دیا
بہر حال انکار کلی کیا

نظر ہو وا الفت پہ چلانہ کی
وطن کی قدم چوم کر راہ لی

جو کچ سے نہ حاصل ہوا مدعا
یہی دیوجانی نے مانگی دعا

دو افسوں نہ کام آئے انجام کا
فراموش ہو یاد سے ایکبار

کہا کچ نے پھر یوں سنا اسکی بات
کہ تو عقد میں چھتری کے درآے

وداع الغرض وہ یگانہ ہوا
وطن کی طرف کو روانہ ہوا

جو آیا وہ گھر میں ہر اک خوش ہوا
جدائی کا غم سب فراموش کیا

ہوا راجہ اندر کا دل اس سے شاد
کہ کچ نے کیا شکر سے سحر یاد

عیاں جب یہ راز نہفتہ ہوا
ہر اک دیوتا دل شگفتہ ہوا

چمن نظم بیان رسیدن اسپ تا دیوجانی با راجہ جیات چھتری

زبان قلم پھر جو اب ہم رواں
کروں ذرا احوال تازہ بیاں

جو دیوزن کا راجہ تھا ذی احتشام
کہ دختر کا اسکی تھا شرمشٹھا نام

نظر آسپہ تھی مہربانی کے ساتھ
کہ رہتی تھی وہ دیوجانی کے ساتھ

نہ دل پر الم تھا نہ اندوہ و غم
نہاتی تھیں دریا میں دونوں بہم

وہ اک رشک خورشید برج حمل
نہا کے جو دریا سے آئی نکل

نہ آیا ذرا دیوجانی کا پاس
کیا زیب جسم اسکا لباس

کہا دیوجانی نے ای بد خصال
دیا تو نے اسوقت مجکو ملال

رہا دور اسبات کا دل سے پاس
کہ پہنا برہمن کا تو نے لباس

دیا دیوجانی کو اسنے جواب
نہ اسطرح سے کھائیے پیچ و تاب

پدر تیرا جو شکر سے نیک نام
مرے باپ کے پاس ہر صبح و شام

دل و جان سے رہتا ہے خدمتگزار
کرے دبدبہ کیا ہے تیرا وقار

بہت دیوجانی ہوئی خشمناک
ہوا سینہ بھی خنجر غم سے چاک

نہایت وہ شرمشٹھا مغرور تھی
وطن سے میں ذات مشہور تھی

اسی راہ میں تھا جو اک آب چاہ
کنویں جسکے ظلمات سے تھا سیاہ

کہاں تک کہوں قصہ بد خصال
کنویں میں دیا دیوجانی کو ڈال

ملامت کی بیشک نشانہ ہوئی
طرف اپنے گھر کے روانہ ہوئی

خدا ساز تھا جس جگہ وہ کنواں
شکار آکے پہونچا وہاں ناگہاں

جو آیا کیا اس کنویں پر مقام
تجسس میں پانی کے وہ تشنہ کام

سہر جیات تھا اسکا خواستگار
کہ آنکھیں ہوئیں دیوجانی سے چار

نظر آیا جو چاہ میں نخشب کا چاند
ضیا وہ رخ شمس بھی جس سے ماند

جو آنکھوں کو جلوہ نظر آگیا
دل زار پہ ابر غم چھا گیا

اسی دم کنویں سے نکالا اسے
بہت ناتواں تھی سنبھالا اسے

کہا اس سے ای غیرت مہر و ماہ
کنویں میں گری کیوں ہوا حال تباہ

یہ کہہ کس چمن کی ہے تو نونہال
ہوئی درفشاں شکر وہ خوش خصال

تصویر ایک صحرا کی اور پہونچنا راجہ ججات کا ایک کنوئیں پر اور نکالنا کنوئیں سے
دیوجانی کو اور تیر جگردوز عشق کا کھانا سینہ پر

کہ یہ گلشن سنکر کی ہوں بہار	وہ بلبل کی صورت سے تجھ پر نثار	یہ سنکر وہ راجہ تو راہی ہوا	پر اس گل پہ فضل الٰہی ہوا
پریشان گریباں واں سے چلی	بنی نہر اشکوں سے ہر اک گلی	اسی دیوجانی کی تھی اک کنیز	نہایت وہ رکھتی تھی عقل و تمیز

دل اسکا جدائی سے تھا پاش پاش
پدر دیو جانی کی ہے پر تلاش

کہ اس گل سے ناگہ ہوئی جو جدا
فدا جوش زاری پہ ابر بہار

بشکل پریشان جو آئی نظر
اتر آیا آنکھون مین خون جگر

بہ گھر آئی وہ دختر خستہ حال
پدر کو محبت تھی حد سے کمال

پھرا تھا طبیعت مین غصہ کمال
کہا شاہ دیو آن سے جا کر یہ حال

گرا پاؤن پر شکر کے ایکبار
کہا جان و مال اپنا ہم پر نثار

پسند آئی اسکو خوش آمد کی راہ
یہ گویا ہوا شکر سے بادشاہ

سنے شکر نے جو ملائم کلام
ہوا دور دل سے وہ غصہ تمام

وگرنہ تمھے حق مین ہوگا زبون
کہ کام آئیگا کوئی مکر و فسون

ہزار اور حسین لونڈیان اسکے ساتھ
لیا دیو جانی کا دل اپنے ہاتھ

طبیعت جو اک تن پشیمان ہوئی
خرامان وہ کبک خرامان ہوئی

لب چاہ وہ رونق افزا ہوئی
گئی سیر کو خود تماشا ہوئی

ہوئین آنکھین آپس مین جسدم دوچار
لگا تیر الفت ہوا دل کے پار

پھنسا دام مین لت کے مرغ دل
تو آپس مین چھپنے لگین متصل

تھا کس گلستان کی تو ہی بہار
دل و جان ہے بلبل کی صورت نثار

سنا جبکہ راجہ نے رنگین کلام
چبھا خار غم ہر لیا دلکو تھام

ہوا رنگ مرغ زعفران زرد
رہا دل کا پہلو مین پوشیدہ درد

کھلا دیو جانی پہ کچھ کچھ وہ رنگ
کہ مجھ شمع رو کا بنا یہ پتنگ

ملا اس غم سے ہر غنچۂ دل ملول
کہ شیدہ ہے کھانیکو خوشبو کو پھول

حقیقت مین ہے راست تیرا کلام
جو کہتی ہے تو حق ہر ایک کلام

وہ دونون جو باہم رضا مند تھے
تو آپس مین آگے خورسند تھے

ہوا اسکو یہ حال جی آشکار
کہ ہے دیو جانی پہ راجہ نثار

ہوا یون سخن سنج وہ آگہ جہات
مقدر سے ممکن نہیں ہے نجات

پریشان ہوکی وحش چار سو
تجسس مین حیران تھی کو بکو

روان چشم سے اشک کی موج تھی
گریبان بھی و آستین موج تھی

روانہ ہوئین خون سے سو مکان
پہ تھی سخت غمگین وہ تھی خستہ جان

وہ احوال سنکر جو آئی جواب
ہوا آتش غم سے جلکر کباب

وہ سلطان نہایت ہراسان ہوا
جو دل سلطین تھا پریشان ہوا

بدل شکر کا پاس منظور تھا
مگر کیا کرے سخت مجبور تھا

سزاوار ہون جو بھی چاہیے سزا
بہت عذر تقصیر لایا بجا

کہا خیر لازم ہے اب صحبت وجو
رضا مند ہو جب سے وہ ماہ رو

سنو اسطرح اسکو راضی کیا
کنیزی مین دختر کو اپنی دیا

ہوا دور اس گل کے سینے سے بار
گلستان کی گلگشت پر دل نثار

ہوا شہر کے باہر اسکا گذر
قریب چمن چاہ آیا نظر

کہ ناگاہ آیا وہ راجہ جہات
سنو جسمین ڈالی تھی جسنے نجات

کیا عشق نے آہ جب ملین گھر
وہ صورت تھی ہر لحظہ پیش نظر

ہوا اس گل اندام سے تر زبان
کس باغ کی تو ہے سرو روان

ہوئی گلفشان اس وش گلبدن
مین شکر کی ہون بہار چمن

سہی کاوش خار الفت نہان
نظر آئی فصل بہار ہی خزان

اثر کیا پری کا کہ رخ فق ہوا
لگے تیر مژگان تو دل شق ہوا

کہے شکل بلبل یہ رنگین کلام
تردد کا اے شہ نہین ہے مقام

سنے گوہر گوش جب یہ سخن
کہا اس وش آسنے اے گلبدن

مگر تو بہ من مین جون چھتری
تنزل مجھے ہے تجھے برتری

گئے شکر کے پاس شاد و شاد
کہ ہوگا انھین سے یہ رفع فساد

مقدر کا روشن تھا جو آئینہ حال
ہوا شاد اسبات سے وہ کمال

مقدر مین اسکے یہی ہے رقم
ہوا ہے وان وزرا ول قلم

منعقد ہونا دیوجانی کا راجہ ججات کے ساتھ

جو لکھا تھا تقدیر میں وہ کیا / وہیں دیوجانی کو اسکو دیا
پہ پیدہ کے ہمراہ تھی وہ کنیز / دل شاہ دیوان کو جو تھی عزیز
محبت کی آتش تہہ دل میں تیز / رہے دلکو لونڈی سے کیون گریز
وہ راجہ جو داخل ہوا اپنے گھر / فدا دیوجانی پہ آٹھون پہر
کہانتک قلم لکھے یہ طول حال / ہوئے دیوجانی سے دو نونہال
اِسے راجہ اک ذرہ تنہا ملا / کیا الفت آمیز اُس سے گلا
تمہیں میری صحبت سے ہردم گریز / یہان آتش شوق الفت ہے تیز
بہت دلکو صحبت سے پرہیز تھا / مگر شعلۂ شوق کچھ تیز تھا
کہین رنج دل کا تمہارے دور ہو / طلب کرو وہ مجھسے جو منظور ہو
کیا جبکہ راجہ نے کہنا قبول / ہوئے تین فرزند اسکو حصول
طبیعت کو یہ امر تھا ناگوار / کیا نشتر غم نے سینہ کو پار
گئی باپ کے پاس اندوہگین / سنایا سراسر وہ حال حزین
خدا سے مین کہتی ہون یہ دم طلب / جوانی سے بدل ہو پیری سے اب
بوڑھاپا کرے انمین سے جو قبول / تو راجہ کو پھر ہو جوانی حصول

ہوئی داخل عقد غنچہ دہان / پھر الیکہ اسکو یہ سرو روان
مگر کہتے وقت رخصت کہا / رہے پاس ہر وقت اس بات کا
الو شہ صحبت سے ہونا کبھی / نہ تم ساتھ لونڈی کے سونا کبھی
نہ ہوتی تھی وہ گل کوئی دم جدا / یہ اسپر فدا تھی وہ اسپر فدا
یہان مین لکھتا ہون حال کنیز / بہت خوبصورت تھی وہ باتمیز
کہ مرتی ہون مین تجھپہ سو جان سے / سمجھتی ہون ہنکر کچھ اپنا حق سے
مگر یاد راجہ کو تھا وہ کلام / کیا شکر نے اسکو مجھپر حرام
یہ سنکر کہا شہ نے اے خوش جمال / نہین مین نے ٹالا کسی کا سوال
کہا آنسو بہتے ہیں دلکو چاہ / کہ پیدا ہون تجھسے مرے رشک ماہ
سنی دیوجانی نے جب یہ خبر / کہ راجہ سے اسکے ہوئے ہین پسر
نہ آئی دل غم رسیدہ کو تاب / ہوا جل کے اک آگ ہین دل کباب
کہا شکر نے ماہ رخسار سے / وہ راجہ پھر اپنے اقرار سے
مگر یہ بھی ہو ساتھ اسکے کلام / جو راجہ کے فرزند ہین نیکنام
دعا کا جو پہنچا نشانے پہ تیر / وہ راجہ جوان تھا بنا صاف پیر
تماشے جوانی کے جاتے رہے / لگے زندگانی کے جاتے رہے

چمن یازدہم در بیان دادن راجہ ججات سلطنت خود بہ پسر خود

کرے پھر جوان پیر کو اب تسلیم | دل زار راجہ سے ہو دور غم
کیا نونہالون کو اک دن طلب | دعا سے زبون کا کہا حال سب
پھر اک ایک نے سنکے ہوا کچھ ملال | رہی شکل غنچہ زبان منہ مین لال
یہ فرزند لونڈی کا تھا نور عین | نہ کیون اسکو حاصل ہو دنیا کے چین
جوانی کی مدت تھی الف سال | ہوا غنچہ دل پدر کا نہال
ہوا گھر سے صحرا کی جانب روان | فقط اسکے ہمراہ تھی انیان
ہوئی عجب طرح تو پائی وفات | گیا پہم اندر مین راجہ جہات
زبان مبارک سے پوچھی بات | کہو مجھسے یہ بات راجہ جہات
کہا اسنے اندر سے عالیجناب | نہین کچھ کوئی مخلوق پر اجاب
سنا جبکہ اندر نے اسکا کلام | کہا خدا نے اے راجہ نیکنام
کرو وصف اپنا جو منہ سے بیان | جگہ اسکو ملتی نہین ہے یہان
ہوا دلمین راجہ کے تازہ الم | جما پھر تہ اک لحظہ اس جا قدم
دکھائے تمہاری دعا کچھ اثر | مرا نخل امید لائے ثمر
پھر آئیہان کا ہے تجکو نصیب | یہ صورت مقدر دکھائے قریب
کھلے گا ترا غنچہ آرزو | جگہ باغ رضوان مین پائیگا تو
جو راجہ ہوا اس جگہ سے روان | خدا کی عنایت سے پہونچا وہان
بدل جنگ کرنے مین مشغول تھے | جو سامان تھے سب مقبول تھے
رہین تیز تک گفتگو مین بہم | کرون اس مطلب کو اس جا رقم
تو باقی کچھ آنکھین اپنا ثواب | ہوا راجہ پھر فیض سے کامیاب
بہشت برین مین ملا پھر مقام | رہا کچھ بھی باقی نہ دنیا سے کام
ہوا دیو جانی کا جو تھا پسر | ہوئے جاودان آج سے جلوہ گر
ہوا اسکے فرزند جنمیجہ نام | کیے تین اسمیدھ جسنے تمام
پسر اسکا ست نام عالم پناہ | زبس تھا قدم بھی سخاوت کی راہ

طبیعت مین راجہ کے تھا وہ ملال | کہ زلفون کی صورت پریشان تھا حال
کہا پھر کرے جو یہ پیری قبول | ابھی تخت شاہی ہو اسکو حصول
مگر ایک فرزند تھا پورو نام | کہ چھوٹا تھا سب سے یہ ماہ تمام
گیا درد دل سے پدر کے و رنج | بنا جانشین اور ملا ملک و گنج
عبادت میں پہونچے تھی نظر | کیا ترک دنیا کا سب مال و زر
عبادت سے ہر دم سروکار تھا | اسی نشہ سے مین سرشار تھا
اس اندر نے راجہ کی تعظیم کی | جگہ بیٹھنے کو قریب اپنے دی
کہ بہتر کوئی تمسے امکان مین ہے | تراشش کوہ و بیابان مین ہے
جہانمین کوئی ہیر اثانی نہین | سخن راست ہے لن ترانی نہین
بھری ہے تکبر کی سر مین شراب | ہوا آج باطل ترا سب ثواب
عبث بیٹھے ہین آپ اٹھ جائیے | زمین کو سرافراز فرمائیے
ہوا راجہ اندر سے یون ترزبان | یہ امید ہے تمسے اے مہربان
کہ جسوقت ہو عمر کی صبح و شام | ملے مجھکو رہنے کو پھر یہ مقام
جو اندر نے دیکھا اسے بیقرار | عنایت سے گویا ہوا ایکبار
دل زار سے خار غم دور کر | اس امید سے دلکو مسرور کر
جہان پر نواسے تھے راجہ کے چار | سخاوت شجاعت مین سب نامدار
نواسون نے راجہ کو دیکھا وہان | سنی حال و ماضی کی سب داستان
تو اسے جو اس جگ کو کرتے چکے | ثوابون سے دامن سب بھر چکے
ارلیے غرض پانچ آئے وہان | ہوئے سوئے جنت جو پانچون روان
اب آگے ہے اسباب کا یون بیان | ہوئے نسل سے پورو کے جو شہان
زن اسکی تھی کوشلیا جسکا نام | خجل روبرو اسکے ماہ تمام
جو رانی تھی اسکے تو نسل اسکا پور | سخاوت مین مشہور تھا دور دور
ہوا انتخاب اسکا پھر جانشین | ملا باپ کا تخت تاج و نگین

پلو اسا تر بھوم اس سے ناگہ ہود
ہوا اک سمت سوا چ تھا بھر جود

ہوا اس سے پیدا جو جیت سین نام
حکومت تھی روئے زمین پر تمام

چھی نام اسکا ہوا جانشین
ہوا دس حکومت سے تھا ہمقرین

پھر اس سے ہوا کرتمان جسکا نام
تھیا نشاط و طرب صبح و شام

پسر اسکے ہر نام پیدا ہوا
تو آج نام اس سے ہویدا ہوا

ہوا دخت تجھک سے جو ہمکنار
ہرش نام پیدا ہوئی گلعذار

بنا بادشہ جو بجا سے پدر
ہوا سوتی افروز وہ تخت پر

انک نام تھا اسکے فرزند کا
بجا سے پدر بادشا جو ہوا

کئی اس سے فرزند پیدا ہوئے
سر و مہر و ناہید شیدا ہوئے

بڑا تھا جو سب سے تنسو اسکا نام
کہ قبضے میں ملک پدر تھا تمام

جہانمیں وہ دکھنت مشہور تھا
شراب حکومت سے مسرور تھا

جو چھوٹا پسر اک رکھیشر نام
عبادت میں مصروف ہر صبح و شام

وہ رکھتا تھا اک دختر گلعذار
شکنتلا نام تھا آشکار

جو دکھنت کے عقد میں آئی ماہ
ہوا راجہ بھرت اسکا نور نگاہ

کیا سوتے جس طرح سے بیان
مفصل قلم لکھے وہ داستان

چمن دوم از دہم در تزویج شکنتلا با راجہ دکھنت و تولد بھرت راجہ

جو رکھتا تھا دکھنت شوق شکار
ہوا اسپ چالاک پہ وہ سوار

رکھیشر تھا متر اک گال نام
مکان شک خلد برین تھا تمام

بست عابدوں کا وہاں تھا ہجوم
بیابان ہر طرف تھی یاضت کی دھوم

غلاصہ وہ راجہ بشوق شکار
خدا سار پہنچا وہاں ایکبار

پہونچنا راجہ دکھنت کا کٹی پر گال نام رکھیشر کے صحرا مین بشوق شکار اور عاشق ہونا ایک لڑکی پر اوسکا

بگر گال اسدم شدھی میں تھا
ملی آکے راجہ سے اک سرلقا

تواضع سے پیش آئی جو برمحل
لیے نذر کچھ جنگلی پھول پھل

کہا شمع نے اے غیرت سرو باغ
بتا گلشن شبستان کی تو ہے چراغ

کیے شمع رو نے یہ روشن کلام
میں ان گال کی دختر نیکنام

کیا اس سے راجہ نے پھر یہ سوال
رکھیشر کا روشن ہے سب تجھپہ حال

نہ کی آج تک ان پہ سے نگاہ
ہوئی کس طرح حق تو رشک ماہ

سخن یہ ترا سراپا دروغ
بھلا جھوٹ کو کب ہے حاصل فروغ

دیا شمع رو نے پھر اسکا جواب
کہوں اپنا قصہ نکر اضطراب

نہ تھی حال سے اپنے مجکو خبر
کہ ماں کون ہے کون میرا پدر

میں ہیات سے محض تھی بیخبر
سمجھتی تھی اس گال کو میں پدر

کہ وارد ہوا اک رکھیشر وہان
کیا اُسنے یہ قصہ عجب سے بیان

ریاضت مین حاصل کیا وہ کمال
کہ مشہور تھا اک زمانے مین حال

نیا اُسمین اک ہول پیدا ہوا
یہ سمجھا کوئی حشر برپا ہوا

دل اُس رنج و غم سے ہوا جب طپان
ہوا مضطرب فکر وہ خستہ جان

وہان ایک تھی مینکا اپسرا
سراپا مین تھا حسن اُسکے بھرا

یہ نازو کرشمہ دکھائے اُسے
بنا عاشق اپنا بنانے اُسے

قریب رکھیشر جو آئی پری
فدا دونون آنکھون پہ وہ ہو گری

چلی اسطرح دلربائی کی چال
پڑا اُٹھا کر دل پہ الفت کا جال

ہوا سینہ جب تیر مژگان سے چور
پڑا اُس عبادت مین طرفہ فتور

چڑھا نشہ جس دم پیا جام عشق
کہ ہر دم تھا ورد زبان نام عشق

وہ دونون جو کھل کھیلے انجام کار
دکھائے یہ صحبت نے لیل و نہار

وہان قلزم مالنی تھا روان
تجھے چھوڑ آئے وہ دونون وہان

ہوا اتفاقاً اُس جگہ سے گذر
پڑی تب اسکی ناگاہ مجھ پہ نظر

اُٹھا لائے مجھکو بشوق تمام
کیا پھر شکنتلا میرا نام

کھلی خوب کیفیت حال کی
یہ سمجھا کہ لڑکی نہین گال کی

فقط وصل کی لو اب چاہ ہے
گھڑی بھر کی مجھکو اک ماہ ہے

وہ آئے تو یہ بات کیا دور ہے
مجھے بھی یہی بات منظور ہے

وہین عقد مین اپنے لایا اُسے
وہین جام عشرت پلایا اُسے

یہ پیمان ہے تجھسے اے گلعذار
پسر ہوگا جو وقت پروردگار

عنایت کرونگا اسے تخت و تاج
اُسی کا ہے نشست ملکی یہ راج

سنایا اُسے عابدون نے یہ حال
بہت خوش ہوا اپنے دلمین وہ گال

جو گذرا اس احوال کو تین سال
ہوا اُس گل سے پیدا اک نونہال

اچہ بارہ برس کا ہوا وہ پسر
فدا چودھوین شب کا اُسپر قمر

کہ تھا البلوشتر ایک عابد کا نام
عبادت تھی مد نظر صبح و شام

جو اندر نے شور عبادت سنا
سراسر وہ حال ریاضت سنا

عبادت ہوئی جو قبول خدا
تو چھن جائیگا یہ مرا مرتبا

یہ تدبیر اندر کو آئی پسند
کہ اُس عابدی کی کرون راہ بند

روانہ کیا اُسکو عابد کے پاس
کہ مٹ جائے دل کا رنج و ہراس

جو بحر تعشق مین عابد ہو غرق
تو آجائے اسکی ریاضت مین فرق

سمجھایا تنہا اُسکے دام فریب
دکھائے ادا کے فراز و نشیب

پھنسا آکے زلف سلاسل مین دل
وہ گیسو کہ گلدام جس سے خجل

دل و جان سے بہ نہایت مفتون ہوا
نہ پھر کارگر کوئی افسون ہوا

دم اسکی محبت کا بھرنے لگا
کنارہ عبادت سے کرنے لگا

مین اسطرح عابد سے پیدا ہوئی
نشان تھی عدم مین ہویدا ہوئی

پرندون چرندون نے کی پرورش
بحکم خدا مجھکو دی پرورش

مجھے بیکس و زار پایا وہان
بہت حال پر رحم کھایا وہان

سنایا جو راجہ کو دختر نے حال
طبیعت شگفتہ ہوئی دل نہال

ہوا عقد کا اُس سے وہ خواستگار
طبیعت کو میری نہین ہے قرار

ہوئی درخشان اس روش گلعذار
مناسب ہے گال کا انتظار

نہایت طبیعت مین تھا اضطراب
کرے انتظار اسقدر کسکو تاب

جو فارغ ہوا اسکی صحبت سے وہ
زبان پر یہ لایا محبت سے وہ

ولیعہد اپنا کرونگا ضرور
پڑیگا نہ اس بات مین کچھ فتور

وہ راجہ یہ کہکر ہوا جب روان
تو کچھ دیر مین گال آیا وہان

خدا سے اسی وقت مانگی دعا
کہ فرزند اس گل کا ہو بادشا

وہان عابدون مین وہ پلنے لگا
جو کچھ روز گذرے تو چلنے لگا

کیا اُس رکھیشر نے اک درکام
کہ تھے جمع شاگرد اُسکے تمام

کہا انسے لیجاؤ دونوں کو تم — کہ ملین جہان سے نہو نام گم
پہونچ جائین جسوقت راجہ کے پاس — تو کہنا کہ خاطر کرے بیقیاس
وہ شاگرد دونوں کے ہمراہ تھے — جو نزدیک گنبت کے لے گئے
جو راجہ نے دیکھے وہ سرو رواں — کیا صاف ہمراہیوں سے بیان
ہیں ان عورتوں سے ہوں نا آشنا — یہ دشمن ہیں یا دوست یا آشنا
نہ فرزند ہے وہ نہ یہ میری زن — یہیں کیا جانوں اسکا کہاں ہے وطن
جو اس ماہرو نے سنے یہ کلام — تو بولی کہ اے راجہ نیکنام
ذرا ہوش میں اپنے تو آیئے — زبان پر نہ ایسے سخن لایئے
ہیں یہ وجہ ہوں اے شوہر نامدار — تجھی سے ہے یہ گوہر شاہوار
تجھے عقد میں اپنی لایا نہیں — سبب زوجہ اپنی بنایا نہیں
زبان پر نہ لا حرف انکار کا — پڑھایا سبق کسنے تکرار کا
یہ چاہا کہ دی کچھ نہ عالے زبون — مگر عقل کامل تھی جو رہنمون
لیا دلکو پہلے ہی اس گل نے تھام — کہ آخر ہوا اس شخص سے جسکو کام
جو راجہ نے دیکھی بات اسکی تیز — کیا اور بھی حد سے افزوں گریز
سخن جو عیان ہیں ان کا لایا تھا وہ — اس انکار سے باز آیا نہ وہ
کہ ناگاہ آئی فلک سے صدا — مگر اپنی قربت سے انکو جدا
بنا گوہر گوش جب یہ سخن — ہوا گوہر افشاں وہ شاہ زمن
بلاشک ہے تو زوجہ خوش خصال — نہیں سمین ہرگز ذرا قیل و قال
یہ فرزند میرا ہی تو میری زن — فقط اسلیے تھے یہ باہم سخن
شہادت ہو سبات کی غیب سے — نہ پکڑے گریبان کوئی عیب سے
محل میں دیا اپنے اون کو مقام — ہوا شہ کے فرزند کا بھرت نام
ہوا اس سے ہستن پھر اس سے کرن — ہوا ارکوال اس سے پھر ملتین
پرچھپت ہوا اس سے پھر بادشاہ — ہوا ہیم سین اس سے عالم پناہ
ہوا اس سے پرتیب نور نگاہ — مہیا اسے حشمت و ملک و جاہ
وہاں راجہ ست کی تھی اک گلعذار — وہ ادنی تھی اور ہوئی ہمکنار
پسر تین اس سے جو پیدا ہوئے — قمر مشتری شمس شیدا ہوئے
پسر دوسرے کا جو سنتن تھا نام — ملا مرتبہ اور عالی مقام
ملی کشوروں کی حکومت اسے — خدا نے دیا دست قدرت اسے
کہ جس پیر پر ہاتھ کو دھر دیا — جوان اسکو اعجاز نے کر دیا
ہوئے برطرف اسکے اندوہ غم — لکھے حال و داستان اب قلم

چمن سیزدہم در بیان آمدن گنگا بصورت زن پیش راجہ پرتیب و درخواست زوجیت

سخن سنج ہیں جو ت شیرین زبان — بہت تجھ دلچسپ ہے داستان
پدر راجہ سنتن کا مرتاض تھا — عبادت کو گنگا پہ جا کر رہا
کہ اک روز گنگا سے اک گلعذار — کنارے پر آئی ہوئی آشکار
ہوا اس سے راجہ ہر گز خبر — پر آ بیٹھی وہ زانوے راست پر
ہوئی در فشاں یوں کہ گنگا ہوں میں — ترے حسن پر دل سے شیدا ہوں میں
دیا اسکو راجہ نے پھر یہ جواب — کہ اے رشک حور غیرت ماہتاب
جو بیٹھی ہے تو زانوے راست پر — کرو نگاہ میں تیری جانب نظر
مرا ایک فرزند ہے نوجوان — وہ شوہر بنے گا ترا بیگمان
تجھے عقد میں اسکے لاؤنگا میں — تجھے اسکی زوجہ بناؤنگا میں
سنا اسنے جسدم یہ رنگین سخن — ہوئی در فشاں یوں وہ غنچہ دہن
ہیں وجہ ہوں اسکی منظور ہے — دل اسبات سے میرا مسرور ہے
پسر ہی ترا ایک وتار ہے — عیاں رخ سے دولت کا آثار ہے
کسی وقت میں تھا بڑا بادشاہ — فزوں حد سے شوکت خزانہ سپاہ
جہانمیں نہ رکھتا تھا اپنا جواب — ستارہ نہیں جسطرح سے ماہتاب

خوشی اسکے زمانے مین گنجشک و باز / خدا ترس تھا وہ رعیت نواز
روان حکم شاہ عدالت قرین / بز مادہ و شیر نر ہمنشین

ہوا اس سے اک روز سرزد گناہ / دکھائی جو شیطان نے اسکو راہ
کہ تھا بزم اندر مین رونق فزا / نظر آئی اکبار شان خدا

ہوا سے جو زانو ذرا کھل گیا / بدن غیرت شرم سے گھل گیا
پڑی جو آکے زانو پہ اسکی نظر / کیا خانۂ دلمین الفت نے گھر

عوض اس خطا کے چھٹا وہ مقام / ہوئی عمر کی صبح جسوقت شام
تو پھر آکے دنیا مین پیدا ہوا / وہی بن کے سنتن ہویدا ہوا

جو راجہ سے باہم ہوئے یہ سخن / جگہ پر گئی اپنے وہ گلبدن

چمن چہاردہم دربیان پیدایش بھیکم پتامہ از گنگا

کرون ہستناپور کا اب بیان / فدا جسکی خوبی پہ باغ جنان
بلا شبہ ہندوستان کا چراغ / دل باغ خلد برین جس سے داغ

عمارت صفائی مین ہیچ قمر / وہ رفعت کہ پہونچے نہ مرغ نظر
لطافت سرشت اسکی گلیان تمام / شمیم عروس چمن کا مقام

وہ شہر کہ جہان شام و سحر جلوۂ آب / بہشتی چھڑکتے تھے عطر و گلاب
ہر اک طفل و پیر و جوان شادکام / خوشی عیش و عشرت تھا ان صبح و شام

یہ اقلیم سنتن کی تھی تخت گاہ / مطیع اسکے ہر ملک کے بادشاہ
زن شاہ سنتن کا گنگا تھا نام / فدا حسن پر اسکے ماہ تمام

شہ ذی کرم جان و دل سے فدا / نہ کرتا تھا پہلو سے دم بھر جدا
محبت کے تیرون سے سینہ فگار / کسی طرح دلپر نہ تھا اختیار

گرفتار تھا دام الفت مین دل / پھنسا تھا کمند محبت مین دل
وصال اسکا تھا مایۂ زندگی / جدائی سے دلکو پراگندگی

کمان پر وہ ابرو کی قربان تھا / یہ اقرار اس سے یہ پیمان تھا
مزاحم نہون تیرے کردار سے / پھرون مین نہ اس قول و اقرار سے

سہر جو فرق آئے اسبات مین / چھٹے تفرقہ پھر ملاقات مین
خوشی و عیش و طرب رات دن / بہرحال تھین خاطرین مطمئن

قلم اب کرے اصل مطلب بیان / ہوئی حاملہ وہ صنم ناگہان
جو اسبات کو نو مہینے ہوئے / خوشی کے نمایان قرینے ہوئے

نہال مراد اس گل سے پیدا ہوا / قمر صبح مہ سے ہویدا ہوا
وہ گل اپنے دلکی جو مختار تھی / ہر اکبات اوسکی دل آزار تھی

اسی وقت اس قرۂ شہسوار کو / اسی لحظہ اس ماہ رخسار کو
کیا غرق دریا مین مثل گہر / ہوا شاہ کا پانی پانی جگر

اسی طرح گنگا نے بہر نجات / کیے غرق دریا مین فرزند سات
یہان عقل راجہ کی حیران تھی / لبون پر غم و رنج سے جان تھی

دل اس غم کو داغون سے گلزار تھا / بدن زرد پھر رنگ بیمار تھا
زبان کو نہ تھی گفتگو کی مجال / مگر کثرت غم سے دل پائمال

جو پیدا ہوا آٹھوان نونہال / کیا اس سے ناچار شہ نے سوال
ڈبوئے کئی گوہر شاہوار / کیا میرے سینے کو تونے فگار

نہ کیون ہو دل زار کو اضطراب / ہوا آتش غم سے جل کر کباب
کہان تک کوئی خار پر خار کھائے / ستم ہے جو دم بھر کچھ زبان پہ نہ لائے

ہے دلیل اسبات کا یہ الم / تجھے کچھ نہیں نونہالون کا غم
نہ بوٹا کیا انکی سبب ہو بیان / گلستان عشرت ہوا خزان

کیا سانت فرکو ترے اس لئے صبر / نہ ہے پردۂ چشم تر شکل ابر
اٹھایا ہے پلکون نے طوفان اشک / بچے زرد چہرہ پہ عمان اشک

وہ گلگرہ ہوکی شہ سے یون ہمکلام / سنے تیرے تھا عہد اک نیکنام
مزاحم نہو میرے کردار سے / پھر آج تو اپنے اقرار سے

عروس جہان کی ہے ہو بہو نا | گئی گلشن وصل کی وہ بہار
جو پیدا ہوا آٹھوان یہ پسر | ہر علم مین ... ہے ... ور

ہر اک علم و فن مین ہے یکتا جواب | یہ مہر شجاعت کا ہے آفتاب
یہ ہے زور و قوت مین بھی بے مثال | ہر اک فن کا حاصل ہے اسکو کمال

سنو اسکا بھیکم تپا منہ ہے نام | بہت بادشاہ ہونگے اسکے غلام
جو چھ بیٹے ہین یا ہین ساتون گہر | تو نجم البدل آنکا ہے یہ پسر

نسب باپ مان کی ہین اسمین جمع | شبستان عالم مین ہے یہ شمع
خدائی سے قوت مین ہے بے نظیر | ستارون مین جس طرح ماہ منیر

بیان کنزبانی کا مخاطب کرنا راجہ سے کہ اس لڑکے کا بھیکم تپا منہ نام ہے

یہ کہکر سخن جب وانہ ہوئی | کہانی ہوئی وہ فسانہ ہوئی

چمن بان بزم بیان ظہور جو جب گنگا تھا آکے اچھوری نہر گنگ پیدا نہ وہ راجہ سنتن شاہ

کہون اس جگہ اک نئی داستان | جسے سنکے ہون شاد اہل جہان
اپرچر تھا اک شاہ عالی نسب | حضور نظر دست بستہ ادب

گیا سوئے صحرا وہ بہر شکار | کر آیا خیال زن گلعذار
تصور نے پیدا کیا رنگ اور | ہوا خواہش وصل کا ڈھنگ اور

طبیعت اثر سے بھری جوش پر | گرے قطرہ چند رشک گہر
لیا جلد برگ شجر پہ دلان | کہ دولت نہ مفت مین اُٹکان

وہ بیٹا دیا شاہ نے باز کو | کہا راستے مین یہ ضائع نہو
یہ سوغات پہونچا کے رانی سکے پاس | بلا آگئی دلادی کی یہ ہے آس

اُڑا باز لیکر جو برگ شجر | حفاظت سے ہر حال تا نظر
ملا راہ مین ناگہان اور باز | شکار اُنگنی یہ اسے اپنی نا...

جو دو آب لسان کو سمجھا طعام | پڑا حرص کا اسکی آنکھون پہ دام
بلا کی طرح سے ہوا دو دو چار | کیا صاف برگ شجر کو شکار

پدر کی اطاعت تھی مد نظر | کیا پاس ملاح کے جلد تر
نکالا وہ کانٹا دل زار سے | کیا پاک دامن کو اس خار سے
یہی عہد و پیمان کیا صاف صاف | نہ ہوگا سر مو کبھی برخلاف
مجھے تخت شاہی کی پروا نہیں | مجھے سلطنت کی تمنا نہیں
نہیں چاہیے مجھکو تخت اور تاج | نواسوں کو تیرے مبارک ہو راج
رضا ہے پدر کی مجھے چاہ ہے | یہی سلطنت ہو یہی جاہ ہے
سنے جبکہ ملاح نے یہ کلام | کہا اسکو کر فرخندہ نام
مجھے قول و پیمان کا ہو اعتبار | صداقت ہو فدوی سے تیرے نثار
یہ مانا کہ تمکو نہیں اسکی چاہ | نہ فرماؤگے سلطنت پر نگاہ
اگر آپکے طفل فرخندہ بخت | کرینگے نواسوں کو دعوائے تخت
پہ محروم شاہی سے رہجائینگے | زمین بعد پھر بھی یہ پائینگے
کہا سنکے ہو راست اسکا کلام | مناسب ہے انجام کا اہتمام
وہ کچھ دیر سر در گریبان رہا | تفکر کا بھی دل یہ سامان رہا
ہوا بیچ سے قطع نخل فساد | اسی قرار سے پھر کیا دلکو شاد
مجھے عہد پیمان کا ہو دل سے پاس | نہ میں جاؤنگا اپنی شادی کے پاس
نہ دیکھونگا میں روئے زن عمر بھر | کہاں سے نمودار ہونگے پسر
تو اسے ہی ہونگے ترے کامیاب | یہ سنکر نہ آیا پھر اسکو جواب
برآئی جو ملاح کی آرزو | تو سنتن کے پاس آئی وہ ماہرو
جدائی کا غم سب ہوا دل سے دور | دکھایا ہو وصل نے بھی سرور
نے دلکو حاصل ہوئے وصل سے | جدائی ہوئی کلفت فصل سے
ہوئے دور سینے سو فرقت کے خار | ہوئے دفع اکبار دل کے بخار
بہت طول لازم نہیں گفتگو | ہوئی ناگہاں حاملہ ماہرو
وہ فرزند دو اس سے پیدا ہوئے | کہ شمس و قمر جیسے شیدا ہوئے
ہوا نام چترانگد ایک کا | دل و جان سے زہرہ تھی جسپر فدا
سنو نام ثانی سزاوار حسد | جو تھا مہج آخر تو اول بچتر

چمن ہفدہم در بیان بولد ادھہ ہتر شنت راجہ پانڈو پدر از جہان و نشانیدن بھیکم پتامہ چترانگد را بتخت سلطنت

جو منتن نے کھایا خدنگ اجل
پھر احوال اس قتل کا پوچھیان تھا
ہوا بعد منتن کے یہ بادشاہ
اسی جہ سے تھی جسم شکل جنگ
رقم ہو اگر وصف سامان جنگ
بچہ اس طرح حکم رعیت نواز
شبستان مین تھا نہ کوئی چراغ
گلشن مین تھا ان گلون سے ثمر
پہ شاہ بنارس کی تھین لڑکیان
خزان ہو کے نونہالون کا باغ
ان آنکھون کا میری توہی نور ہے
وہ بیگم جو پورا تھا اقرار کا
جو مچھودری نے یہ پایا جواب
ہوئی نونہالون کی وہ خواستگار
ہوا دھرتراشٹ انکا سے نمود
مگر دونون آنکھون سے معذور تھا
مگر سر سے پا تک سراپا وہ زرد
جو ایوان شاہی مین آئے بیاس
کیا ایک نے ڈر سے آنکھون کو بند
ہوئے رانیون کے یہ دونون پسر
ہوئے اس طرح تین لخت جگر
جو ان تینون نور دیدہ ہوئے
جو اس ملک کے تاجدار تھے

گئی جسم سے جان شیرین نکل
نہ کچھ راج کا دلمین ارمان تھا
چلا پہلے ہی سے لڑائی کی راہ
کیا قافیہ شاہ کا اسنے تنگ
قلم کاٹنے صاف میدان جنگ
کر اک آشیان مین گنجشک باز
وہ فرزند سے لیگیا دلمین داغ
جو بستان شاہی مین ہو جلوہ گر
کرو حال مچھودری کا بیان
نہ کیون سینہ دلمین ہو اسکا داغ
دل غمزدہ تجھسے مسرور ہے
زبان سے کہا حرف انکار کا
ہوا دل کو پیدا نیا اضطراب
کہ آئے گلستان مین پھر نوبہار
کہ تھا مخزن عدل اسکا وجود
ہر اک ہمدم دیدہ بے نور تھا
سخاوت مین یکتا شجاعت مین فرد
گئے خوف سے رانیون کے حواس
ہوئی زرد ثانی جو تھی دردمند
کنیز ایک تھی اور رشک قمر
فدا انپہ خورشید و زہرہ قمر
تو رشک گل نو رسیدہ ہوئے
جو بیگم تھا مدکے ہمراہ تھے

یہ تھا دلمین بیگم کے اندوہ و غم
ہوئی رنج سے غرض تھا وہ کیا
وہان ایک گندھرب تھا اوسکا نام تھا
وہ ہمنام دونون لڑے تین سال
شہ راج اجل نقش کی شاہ نے
کہانتک کرون ان کے اوصاف رقم
محل مین رہی سکی ورانیان
غرض ایک کا انبیکا نام تھا
یہ بولی کہ اے بیگم نیک نام
کوئی وارث تخت شاہی نہین
پہونچا ہے راج انکو یہ تخت و تاج
کہانتک لکھون مختصر مین یہ طول
بلایا بیاس کو نکو کار کو
انھون نے جو مانگی خدا سے دعا
فرزند خدا سے تھا شور جاہ و حشم
ہوا پانڈ انبالکا سے پدید
سبب دونون کلونکا لکھے قلم
کہ وارد ہوئے تھے بشکل مہیب
پسر زرد اسکا ہویدا ہوا
پسر اس سے پیدا ہوا تیسرا
سخاوت شجاعت سب انپر نثار
ہوئے اس طرح علم سے بہرہ مند
ہوئے متفق وہ سب لیاقت پہ

ہوا اک قلم نخل شاہی قلم
نگین تاج چترانگد کو دیا
کہ اسکا بھی چترانگد نام تھا
ہوئی فوج دونون طرف پائمال
دیا تخت چھوٹے کو اللہ نے
روانہ ہوا وہ بھی سوئے عدم
قلم اب کہے حال انکا بیان
جو ثانی رہی تھی وہ انبالکا
ہوئی صبح عشرت کی اکبار شام
تمھے قول ہے پھر ہزار آفرین
مبارک کرے حق تعالی یہ راج
ندی سلطنت آئے ہرگز قبول
کرے دو زبان دل کے آزار کو
تو حاصل ہوا اس طرح مدعا
کہ تھا خبر جسکی صفت مین قلم
فدا اسپہ ماہ شب و زہرہ
کتابون مین مضمون یہ ہے رقم
نہ کیون ضعف ہوتا تھا انکو نصیب
تو اسکا پسر کور دیدہ ہوا
رقم ہے وہ وقار تھا دھرم کا
مروت فتوت سب انپر نثار
تھا کوئی بھی مل شکل [illegible]
کوئی تخت شاہی پہ ہو جلوہ گر

یہ دن مین جبھی اسقدر زور کے ار
ور آئی سہ انگشت مانند خار

کہ یہ پہنچا دلون زاہدون کا ہجوم
کہا اِس جگہ پر سے یہ کیا ہجوم

رکھیں شر سے یہ چور ہرگز نہین
نشان سب کے خوب خاطر نشین

کہا جلد اُتار و ابھی دار سے
چھپا صید شاہین خونخوار سے

جو کھینچا سر دار پر بے قصور
ہوا کس سبب سے بلا کا ظہور

ملخ کو گرفتار تو نے کیا
سر خار سے تم کو صدمہ دیا

ہو اُسے شور ہی مین تجھسے قصور
شکم سے ہو لونڈی کے تیرا ظہور

ہو نہین ہوئی سب کی حیرت کا حال
عجائب نظر آیا انکو یہ حال

جو احوال انپر ہوا آشکار
کہا کیا ہے راجہ پہ شامت سوار

جو راجہ کے کانون مین پہونچی خبر
تو نادم ہوا اپنی تقصیر پر

دھرم راج عابد کو اک دن ملا
کیا اُسنے اسطرح اس سے گلا

کہا اُسنے اے عابد نیکنام
لڑکپن مین تو نے کیا تھا یہ کام

دھرم سے کہا ہے یہ میری دعا
جو اپنی خطا پر ملی یہ سزا

دعا کا اثر یہ ہویدا ہوا
بِدر بن کے لونڈی سے پیدا ہوا

چمن ہشتم در بیان بہم رسیدن اولاد راجہ پانڈ از دیوتا

کہ کیون غنچۂ دل ہے ہر گل کے ہم
تو اب سنج ہے عندلیب قلم

دل شاہ مین بھی پسر کی جو چاہ
کہا شہکو اے کنتی رشک ماہ

تپانے جگر خار مین وہ غریب
جو ہو نقد اولاد سے بے نصیب

سخن سنتے گویا ہوئی رشک ماہ
نہوگا کرون غیر سے جو نگاہ

دکھائے وہ افسون گر اپنا اثر
تو پیدا ہو روحانیون سے پسر

سنے شاہ نے جب یہ شیرین کلام
دل غم رسیدہ ہوا شاد کام

فرشتہ بنی روکش ماہتاب
کہ تھا روبرو رخ کے زرد آفتاب

ہو خار کا وصل اُس گل کے پاس
کہ گل جا سکے آنکھ لے بلبل کے پاس

وہان بالطہارت جو افسون پڑھا
اُسے یاد تھا جو وہ مضمون پڑھا

جو گذرے وہ دن حمل ہو چکے
درخت تمنا نے پھل دئیے

وہ رخسار پر تو تھے آفتاب
تجلی دہ روئے چہرۂ ماہتاب

کہ یہ کودک رشک سرو چمن
بفضل خدا ہوگا شاہ زمن

بہت خوش ہوا دل مین وہ بادشاہ
بلا روکش بدر تھی جسکی نگاہ

جو اس ماجرے کو ہوے چند سال
کیا شہ نے کنتی سے پھر یہ سوال

یہ سنکر جو کنتی کا پھر دل بڑھا
بدستور سابق وہ افسون پڑھا

سنو بھیم کی در قوت کا حال
کرا دونی ہی یہ قدرت ذو الجلال

شب و روز دل مین یہی فکر ہے
کتابون مین اسباب کا ذکر ہے

دل غمزدہ میرا خرسند ہو
بنے جسطرح تیرے فرزند ہو

لڑکپن کا دُرباسہ اُستاد ہے
اک افسون بتایا ہے سو یاد ہے

حصول اسکا کچھ فعل بد سے نہین
توجہ سے باطن کی کر یہ یقین

نہادھو کے اک روز وہ گلعذار
یہ سنکر نیا جامۂ زرنگار

تھا راجہ بھی حجرے کے در پہ مقیم
کرے فضل اپنا خدائے کریم

کہون کیا خدا کی بڑی شان ہے
یہان عقل اور دل بھی حیران ہے

نمایان ہو دھرم کنتی کے پاس
بر آئی بفضل خدا دل کی آس

کہ پیدا ہوا کودک گلعذار
بہار گل چہر رخ پر نثار

وہ فرزند جسوقت پیدا ہوا
سخن غیب سے یہ ہویدا ہوا

کہ نیکو کار ہوگا یہ فرخندہ فال
جوان بخت اہل ہنر خوش خصال

وہ اسم جدھشتر سے مشہور تھا
دل پانڈ عشرت سے معمور تھا

طبیعت مری تجھ سے خرسند کی
تمنا ہے اب اور فرزند کی

تو اندر سے ارجن ہویدا ہوا
غرض باد سے بھیم پیدا ہوا

گرا گود سے ناگہ جو سنگ پہ
دو پارہ ہوا وہ وہین سر بسر

ہوا سبکو اسبات سے آشکار | یہ فرزند ہے آفت روزگار
نکل و سہدیو پیدا ہوئے | یہ گل مادری سے ہویدا ہوئے

مگر تیسری بار اسنی گمار | اس افسوس کے باعث ہوئے آشکار
جو اسطرح پیدا ہوئے پانچ تن | بہت خوش ہوا ولین شاہ زمن

پیدا ہونا راجہ جدہشتر وغیرہ پانچ بھائیون کا رانی کنتی سے

ہوئے پاس سے دور رنج و الم | فراموش بالکل ہوئی یاد غم

ہمین بسبب نیم بیان وفات جنب پانڈو و رسیدن جدہشتر وغیرہ

یہ گویا ہے اسدم زبان قلم | ہٹے دل سے راجہ کے جب رنج و غم
وہ بندہ تھا تجنا نہ دیر کا | کشادہ تھا دروازہ ہر خیر کا
جو کوہ ہمانچل مین پہونچا وہ شاہ | پسند آئی دل کو وہ آرامگاہ
عبادت مین کچھ دن ہوئے جب بسر | تو کی پانڈ نے مادری پر نظر
جو لبریز تھا شہ کا جام حیات | بحکم خدا اسنے پائی وفات
یہ وہ درد ہے جسکا چارہ نہین | یہان آدمی کا اجارہ نہین
ہمانچل کی کنتی کو سونپا انہین | ملی سایۂ لطف مین جا انہین
چلی مادری لاش شوہر کے ساتھ | اٹھایا سر زندگانی سے ہاتھ
ہوا چوب صندل سے تیار تخت | کہ پھولون سے تھا رشک گلزار تخت
طرف ہستناپور کے لیے چلے | غم تازہ اس کوہ کو دے چلے

ہوا آئینہ دل کا جس وقت صاف | پسند آگیا تیرتھون کا طواف
عبادت پہ اسکی نظر صبح و شام | اسی بات کا ہر گھڑی اہتمام
عبادت کے لایق جو پایا مقام | کیا شاہ نے اس جگہ پر قیام
کیا لیپہ غلبے کا خواہش نے کام | ہوئی صبح غم شہنشاہ شام
ہوا کنتی و مادری کو جو غم | قلم کیا کرے حال انکا رقم
مگر مادری نے وہ دونون پسر | خجالت دہ آفتاب و قمر
ہوا نونہالون کا بھی دل ملول | لگے سنبل ماتم مین یہ غم کے پھول
رکھیشر جو بیٹھے تھے اس کوہ پہ | عنایت کی لڑکون پہ ہر دم نظر
وہ لاشین جو جلنے سے باقی رہین | انھین رکھ کے اس تخت پر لے چلین
یہ کنتی بھی راہی ہوئی انکے ساتھ | لیے ہاتھ مین پانچ لڑکون کے ہاتھ

وطن مین جو دو اہل ہوئے نونہال
سنو ہستناپور کا اب یہ حال

سمجھتے تھے وہ انکو لخت جگر
بہرحال تھی پرورش پر نظر

کہین دیوتون سے یہ فرزند پانچ
نہ پہنچے انہین آتش غم کی آنچ

کہا ابتدا سے سراپا وہ حال
ہوا پانڈ کا جس طرح انتقال

محل مین وہ کنتی جو داخل ہوئی
مرتب عجب غم کی محفل ہوئی

جو بھیکم پتامہ تھے عالی مقام
دیا پانڈ کے نام آب و طعام

وہ رسم عزاداری بادشا
ہوئی بادشاہونکی صورت ادا

ہوئے رونق افروز اک دن بیاس
کہ سبکو تھا مدنظر انکا پاس

جو گھر مین ہے جرجودھن بیحجاب
کریگا وہ اس خاندان کو خراب

مناسب ہے اب ترک دنیا کرو
چلو پانون راہ خدا مین دھرو

یہان دھرتراشٹ اور بھیکم جو تھے
سپرد انکے فرزند پانچون کیے

رکھیشر جو لڑکون کے ہمراہ تھے
کہا انمین سے یہ سخن ایک نے

نہ ضایع ہوا ان خوش نصیبون کا حق
نگہبان ہو ان غریبون کا حق

سنا کے مفصل یہ اک داستان
رکھیشر نظر سے ہوئے سب نہان

ہوئی شہر مین بزم ماتم بپا
زن و مرد اندوہ مین مبتلا

ملا خوب زنار دارون کو زر
کسی کو جواہر کسی کو گہر

وہان ہو چکی جب وہ بزم الم
غرض کچھ ہوا وارثون کو بھی غم

سنایا یہ بھیجودری کو سخن
بہت بد ہین ان کوروان کے چلن

بھرا اسکے سر مین ہے جوش غرور
بلاشبہہ برپا کریگا فتور

خدا کی عبادت سے ہو بہرہ مند
یہ کوچہ کیا دیوتون نے پسند

اب آرام صحرانشینی مین ہے
بڑا چین گوشہ گزینی مین ہے

چمن بست و دوم دربیان تولد فرزندان دھرتراشٹ

وہ راجہ جو آنکھون سے تھا بےنصیب
سنو اسکا اب ماجرائے غریب

سنو گاندھاری تھی اک زن کا نام
خدا اسکی صورت پہ ماہ تمام

دعائے بیاس اسکو تھی ایکبار
پسر سو تجھے دیگا پروردگار

تولد کا یون ہو مفصل بیان
سنو گاندھاری کی اب داستان

بیاس اس گھڑی پھر ہوئے آشکار
دکھایا یہ افسون نے رنگ بہار

گھڑے ایکسو ایک یکجا کیے
اسی وقت سب تیل سے بھر دیے

جو استیا کو بھی ہوئے دو برس
تولد ہوئے کوروان پیش و پس

بڑا سب مین جرجودھن نامدار
بہادر شجاع اور سخاوت شعار

مگر چند رتھ راجہ پنجاب کا
بنا شوہر اس شک مہتاب کا

مگر گاندھاری تھی شوہر پرست
شراب طاعت مین سرشار و مست

نظر تا نہ آئے جہان کی فرح
بنی کور وہ بادشہ کی طرح

جبھی اس قمروش سے پیدا ہوا
وہ صورت کہ خورشید شیدا ہوا

کہ ایوان شاہی مین تھے دو محل
پھر اک غیرت مہر برج حمل

نکلتا تھا قد سرو گلزار سے
یہ تھی گلشن شاہ قندھار سے

سوا انکے اک دختر خوش جمال
خدا دیگا دل ہوگا جس سے نہال

گئے دو برس حمل کو جب گزر
جنی گوشت پارہ وہ شک قمر

اسی گوشت کو پارہ پارہ کیا
ہوئے ایک ایک ٹکڑے جدا

جدا ہر گھڑے کا ہوا انتظام
ہر اک گوشت پارے نے پایا مقام

غرض اس طرح سے بحکم خدا
ہوئے سو پسر اور اک مہ لقا

سلاطین نے دختر کا رکھا تھا نام
خدا آسپہ شمس و قمر صبح و شام

شکن گاندھاری کے بھائی کا نام
لڑائی مین آئیگا یہ تام کام

شب و روز خدمتگزاری سے کام
وہ رکھتی تھی بند اپنی آنکھین مدام

ہو رانی تھی کانی سنو اسکا حال
یہ بنیے کی تھی دختر خوش جمال

پسر ایک اس سے ایک سب شک حور
بڑا سب مین جرجودھن پر غرور

پیدا ہونا رانی گاندھاری سے جرجودھن وغیرہ سو فرزندوں اور ایک لڑکی کا.

انھیں خلق کہتی تھی سب کوروان | یہی نام تھا سب کے ورد زبان

شہنشاہ کا ایک سنجی کمیل | زبان اور خوش بیان وعقیل

خوش آغاز تھا نیک انجام تھا | اطاعت سے شہ کی فقط کام تھا

چمن بست و سوم بیان بھیم سین فساد میان برادران عم زاد

وہ گل آئی جب ہستنا پور مین
وہ راجہ جو آنکھون سے معذور تھا
بہم ایک جا انکو رہنا مدام
کراتا تھا کشتی مین انکو مدام
نہایت وہ ہاتھون سے تھو اسکے تنگ
اسی سے وہ جرجودھن نیکنام
دیا بھیم کو زہر کھانے کے ساتھ
ڈبو کر اسے گھر مین آئے عدو
ہوا بھیم پانی مین جب ہوشیار

انھونے شاد سب ہستنا پور مین
نہایت بھتیجون سے مسرور تھا
فقط شغل ہو و لعب صبح و شام
یہی چھیڑ منظور تھی صبح و شام
کوئی داؤن چلتا تھا وقت جنگ
حسد لین کھتا تھا اپنے مدام
کسے پاؤن رسّی مین اور اسکے ہاتھ
اٹھائے ہوئے غیرت و آبرو
گسستہ کیے بند سب ایکبار

دل و جان سے بھیم کو پانچون عزیز
آغوش راحت مین پلنے لگے
مگر بھیم ان سب مین پرزور تھا
وہ سوا ایک سے جیت پاتے نہ تھے
وہ سب گئے ہر چوگان مین ہار کیے
اٹھایا جو کنتی کی آتش نے سر
چھپا کر حسد شتری آنکھون سے دور
نہ کچھ پاس تھے ننگ و ناموس کے
کنارے پر آیا جو وہ آب سے

اطاعت مین حاضر غلام و کنیز
وہ فرزند عم اُنسے جلنے لگے
شجاعت کا اُسکی بڑا شور تھا
وہ کس ن خجالت اٹھاتے نہ تھے
لڑائی کے میدان مین ہار اسکیے
جلے طائر عقل کے بال و پر
کیا غرق پانی مین اپنے حضور
کٹے عاقبت ہاتھ افسوس کے
ہوا بھیم بغل شاہ خواب سے

ہوا اُس سے آگاہ پھر کینہ ور   تھا بھیم کے قتل مین کچھ خطر
دیا اپنے لوگون کو زہر بتیا اس   کہ چھوڑ آئین مار سیہ اسکے پاس

جو سانپون کو لائے وہ افعی نژاد   نمایان ہوئی اور شکل فساد
ہوا بھیم بیدار اُس خواب سے   نظر آئے یہ لوگ بیتاب سے

ہر افعی کا سر خوب کچلا وہان   جو لائے تھے انکو کیا بے نشان
جلا اور جرجودھن اس آگ مین   ترقی ہوئی تازہ تر لاگ مین

وہ شعلہ حسد کا دوبالا ہوا   بلند اُسکے سینے سے نالا ہوا
بھیمو کا ہوا چہرہ بد دماغ   حسد نے دیا دلکو اک اور داغ

عدو اُسکی جان کا سپارہ ہوا   یہ پھر چاکرون کو اشارہ ہوا
ابھی دیکے زہر ہلاہل کا جام   کرین بھیم کا آج قصہ تمام

سر مو نہ بات مین پھیری فرق   کرین پھر دریا مین لیجا کے غرق
کیا اسکا جب دشمنون نے یہ حال   نمایان ہوئی قدرت ذو الجلال

کہ باسک جو سانپون کا تھا تاجدار   پئے غسل آن بحر سے ہمکنار
کیا بھیم پہ فضل اللہ نے   دیا حکم سانپون کو اس شاہ نے

نکالو بلا سے ابھی بھیم کو   تن زار سے زہر سب کھینچ لو
پلاؤ اُسے جام آب حیات   ملے جلد دست قضا سے نجات

وہ افعی بہت چست و چالاک تھے   اُسے اپنے گھر مین اُٹھا لے گئے
جو تھا حکم باسک وہ لائے بجا   وہان بھیم نے آب حیوان پیا

وہ قوت ملی بھیم کو بے شمار   فدا جسپہ ہاتھی ہٹے دس ہزار
جو آرام پایا تو آیا وہ خواب   نہ دیکھا کئی دن رخ آفتاب

بروز نہم سو کے اُٹھا جوان   خدا اپنے بندون کا ہے پاسبان
کیے شاہ باسک نے موتی نثار   دیا ایک خلعت جواہر نگار

جو داخل ہوا گھر مین وہ نوجوان   بہت خوش ہوئی خاطر دوستان
جو بھائی حقیقی تھے سب خوش ہوئے   عدو جان کے جیتے ہی جی موئے

سنو حال جرجودھن خود پسند   ہوئی اور کینے کی آتش بلند
نہ کچھ کارگر سحر و افسون ہوا   حسد دل مین کم تھا جو افزون ہوا

سنی جب کہ راجہ نے یہ داستان   کہ فرزند مین دشمن ہے دودمان
غرض کرپاچارج کو سونپے وہ سب   سکھائے ہر اک نوجوان کو ادب

وہ تعلیم آداب شاہان کرے   کہ ہر ایک کار نمایان کرے
کریں منع بیہودہ ہر بات سے   کہ لطف اُٹھے باہم ملاقات سے

چمن بست و چہارم در بیان حال کرپاچارج پسر گوتم

سنو اک کھیشر سا گوتم تھا نام   عبادت مین مشغول ہر صبح و شام

جو اندر کو خوف اُس سے پیدا ہوا   تو بھیجی قریب اُسکے اک اپسرا
فرستادہ اندر کی وہ رشک ماہ   ہوئی آکے گوتم کے پیش نگاہ

کیے دلفریبا ایسے ناز و ادا   کہ گوتم کا دل اُسپہ مائل ہوا
لیے تھے جو ہاتھون مین تیر و کمان   زمین پر اُسی وقت رکھے وہان

کیا خوب جب اسکی خواہش نے زور   فرو ہو گیا کچھ عبادت کا شور
جو وہ آب انسان گرا تیر پہ   وہ ڈھلک کر رہا کچھ ادھر کچھ اُدھر

ہوئے دونون جس سے دو مہ لقا   پسر اور دختر بفضل خدا
پسر رو کش صورت آفتاب   وہ دختر تھی رشک رخ ماہتاب

گذر شاہ سنتن کا اوس جا ہوا   نظر آئے صحرا مین دو مہ لقا
جو ایوان شاہی مین لایا انھین   بدل سے پرورش کی جلایا انھین

خوشی دل مین گوتم کے تھی بیقیاس   گیا ایکدن شاہ سنتن کے پاس
پسر اور دختر کو دیکھا وہان   طبیعت نہایت ہوئی شادمان

کیا اپنے فرزند کا کرپ نام   سکھائے اُسے کام شاہی تمام
ہوئے نقش سینے پہ سب علم تیر   بنا علم انداز وہ بے نظیر

آنا گوتم رکھیشر کا بزم مین راجہ سنتن کے اور دیکھنا اپنے فرزند اور دختر کو راجہ کے پاس
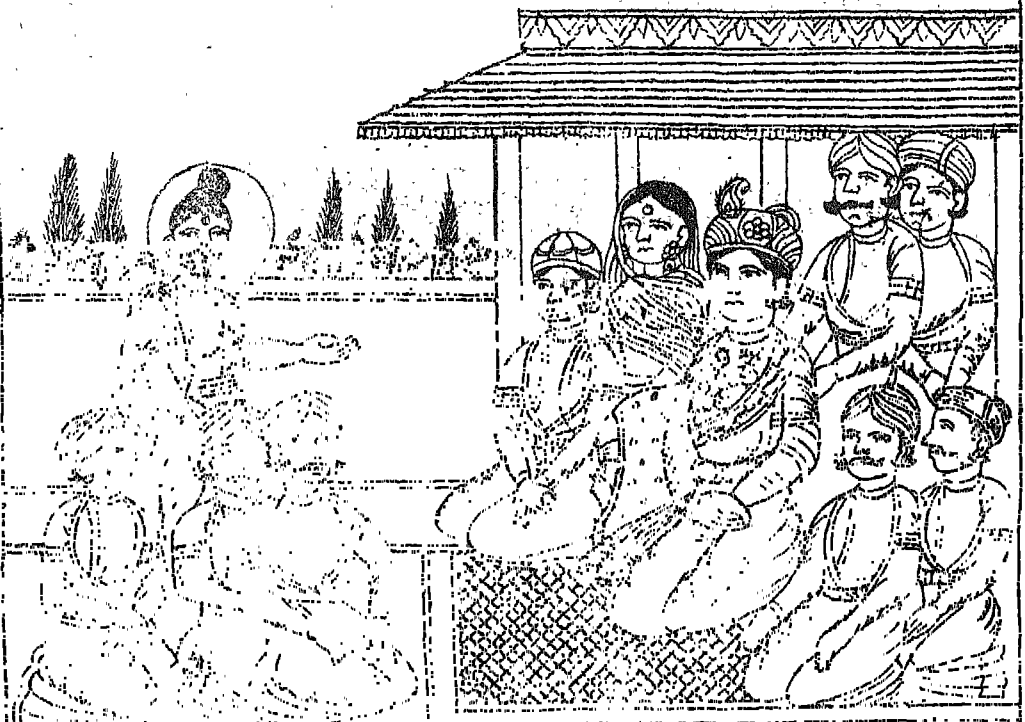
ن نہانے سے خوب بہرا ہوا | زمانے مین لیٹے ... ہوا
وہ لڑکی بنی ... | ... زیبا ...

ول شاہ سنتن کو محبوب تھی | درونہ وہ دخت منسوب تھی

چمن بست و پنجم در بیان حال درونہ اچاج پسر بھردواج

سنو اک رکھیشر بھردواج نام | پیے شاہ بکرم کی الفت کا جام
بہرحال دنیا مین خرسند تھے | اگر دونوں جو پیارے فرزند تھے

رکھیشر گیا غسل کو سوے گنگ | خدا نے جمایا یہ عشرت کا رنگ
ہوا اس جگہ ابسرا کا گذر | وہ گنگا جی کے نام سے نامور

پڑی جو رکھیشر کی اسپر نظر | پسند آئی وہ شکل رشک قمر
کیا اسقدر آب نسان نے جوش | اڑا عقل کے ہاتھ سے مرغ ہوش

جو دو نین سے جوش کھا کے گرا | تو پیدا اسی دم درونہ ہوا
جو بکرم بھی جویاے فرزند تھا | خدا کی عبادت مین خرسند تھا

عبادت کئی سال تک خوب کی | خدا نے اسے بھی اب اولاد دی
کرے کلک شکل تولد بیان | موافق ہوئی گردش آسمان

وہ بکرم عبادت مین مشغول تھا | نظر آئی اک مینکا ابسرا
ہوا یہ شہنشاہ محو جمال | کیا خواہش دل نے حاصل کمال

چھلک کر صراحی سے قطرہ گرا | چھپایا اسے شاہ نے زیر پا
جو اس سامنے کو ہوا ایک دم | تو راجہ نے اپنا اٹھایا قدم

ہوا اس سے ناگاہ دریا نمود | عدم سے نمایان ہوا وہ وجود
درونہ دو پیدا ہوئے ایک روز | خجالت وہ سرگشتگی فرو تر

جو یہ نور سیدہ ہوا باتمیز | دل و جان سے بکرم کو تھا وہ عزیز
یہی بات ہر وقت مد نظر | کہ حاصل ہو لڑکے کو علم و ہنر

بھردواج ہر فن میں استاد تھا
تعلق سے دنیا کے آزاد تھا
پسر کو جو بکرم نے بھیجا وہاں
سکھاتے تھے ہر علم وہ مہربان

وہ دُرپد و درونہ ہم دوست تھے
کہوں کیا کہ دو مغز اک پوست تھے
محبت کے مکتب میں تھی انکی دھوم
شب و روز شغل حصول علوم

درونہ سے دُرپد یہ بولا سخن
اگر ہونگا میں بادشاہ زمن
یہ مضبوط اقرار کرتا ہوں آج
بلاشبہ دونگا تجھے نصف راج

قضا کار سلطان بکرم ہوا
تو راجہ وہاں کا وہ دُرپد ہوا
درونہ رہا اپنے گھر جلوہ گر
بھردواج کا تھا یہ نور نظر

بھردواج وہ عابد نامدار
عروس قضا سے ہوا ہمکنار

چمن بست و ششم در بیان تولد اشوتھاماں از کرپی

جو اس رنج و غم کو گئے چند روز
شنا اسطرح آتش غم کا سوز
ترقی کا تازہ ہویدا ہوا
درونہ کے فرزند پیدا ہوا

تیا ماہ پارہ وہ رشک ہلال
ترقی نے کچھ اور بخشا کمال
مہ چاردہ اشوتھاماں ہوا
کہیں مہر سے بڑھ کے تاباں ہوا

پڑھنے سکھائے اسے سب علوم
شجاعت کی تعلیم میں اسکی دھوم
نہایت تھا حال درونہ سقیم
ہوا تیغ افلاس سے دل دو نیم

گذرتی تھی اوقات تکلیف میں
غم و رنج دن رات تکلیف میں
کہا جا کے اکدن پرسرام سے
گذرتی نہیں ہے اب آرام سے

کچھ اسباب دنیا مجھے دیجیے
زر و مال و حشمت مجھے دیجیے
انھوں نے درونہ کی تعظیم کی
بجا لائے ہر شرط تکریم کی

دیا اس طرح سے جواب سوال
زر نقد و اسباب مال و منال
دیا برہمنوں کو زر دار و سب
نہیں ہے مرے پاس کچھ نقد اب

سوا اسلحہ کے تھا انکے پاس
سر و چشم مد نظر اسکا پاس
سکھایا پرسرام نے علم تیر
ہوا قادر انداز وہ بے نظیر

ہوئیں یاد وہ ناوک اندازیاں
قلم سے ہو دشوار جنکا بیاں
وہ پہونچے نشانے پہ شکل خدنگ
پلٹ آئے وا کر کمان خدنگ

کبھی کوہ دریا کبھی گرد باد
کبھی آگ کے ہوں نمایاں فساد
اسی طرح کے سب سکھائے ہنر
ہوا کشور علم میں نامور

وہاں سے درونہ پھر آیا جو گھر
وہی شکل افلاس پیش نظر
طبیعت تھی دائم بلا میں اسیر
ہوا طفل اکدن طلبگار شیر

شتر مست تھا تنگدستی کا غم
نہ پہونچا کہیں شیر اسکو بہم
سنو قصہ یہ اور ہی کا خو
ہوا پانی پانی الم سے لہو

بہت تنگدستی سے تھا دل کو رنج
لیے پھیر کر آپ بیابان جب ہیچ
تو کچھ اشوتھاماں کو تسکین ہوئی
طبیعت درونہ کی غمگین ہوئی

ہوا سخت اندوہ غم بیقیاس
گیا ایکدن شاہ دُرپد کے پاس
کہ ہو آج اقرار ماضی بحال
وہ وعدہ تعلیم پہ تھا سوال

ادا شاہ نے شرط یاری نہ کی
وہ اقوال کی پاسداری نہ کی
پھرا بات سے اپنے پیماں شکن
نہ سمجھا محبت کا سنو سے سخن

نہ اٹھا ملاقات میں کچھ مزا
وہ گویا کبھی کا نہ تھا آشنا
درونہ نے دیکھا جو یہ اسکا حال
نہایت ہوا دل کو حاصل ملال

طبیعت ہوئی رنج سے خشمناک
کیا خنجر غم سے سینے کو چاک
یہاں کیا ہے تصریح کی احتیاج
خفا ہو کے اٹھا وہ نازک مزاج

وہاں سے وہ نومید راہی ہوا
بہرحال فضل الٰہی ہوا
جو داخل ہوا ہستناپور میں
ضیا چاند کی بڑھ گئی پر نور میں

کیا خانہ کرپ کو سرفراز
کہ جاری تھی رسم سلام و نیاز
بہن کرپ کی اسکو منسوب تھی
محبت اسی وجہ سے خوب تھی

درونہ تھا استاد ہر علم و فن
نئی یاد تھیں ناوک اندازیان
جو خاطر ہوئی فکر سے مطمئن
بہم شغل چوگان میں مصروف تھے

چمن بست و ہفتم در بیان سیدن روشن تجدمت کو روان

نہوں وصف پیر فلک سے بیان
گئے تھے وہ بیرون شہر ایکدن
ہنر میں لڑائی کے موصوف تھے

ہنر آزمودہ دلاور شجاع
وہاں جمع جرجیہ و حسن فہیم سب
جوانمرد اہل ہنر جنگ جو

جو انجم و زہرہ آورد پیلتن
یہ استاد شاگرد تھا ہر شجاع
نہ تشویش انکو نہ رنج و تعب
شجاعت میں پائے ہوئے آبرو

میدان چوگان بازی کا حسن کے ساتھ اور اکجا ہونا کوروان اور پانڈوان کا اور گرنا ایک گیند کا کنوئیں میں

گرا گیند اک چاہ میں ناگمان
کوئی عقل و تدبیر لڑتی نہ تھی
کرا جیہ چندھشٹر کی انگشتری
لب چاہ پر ایک غل ایک شور
نہ ہاتھ آئی ہیہات انگشتری

ہر اک علم و فن انکا بھولا وہاں
کوئی ذہن میں بات گڑتی نہ تھی
نگینے پہ جسکے فدا مشتری
دکھائے بہت عقل کامل نے زور
دل و جان سے تھے جسکے سب مشتری

کیا چاہ پر مل کے سب نے ہجوم
ہوئی کشمکش اضطرابکی عیان
چھٹی ہاتھ سے گر پڑی چاہ میں
نہ بیٹھا نگینے پہ نقش مراد
درونہ نے دیکھا جو یہ انتشار

ہوئی گیند کے ساتھ ایک دھوم
نگاہیں تھیں پیں ناظر دلکی وہاں
ہوئے ہوش گم سبکے اس راہ میں
رہے اس سے محروم عالی نژاد
ہنسا صورت گل وہاں ایکبار

کہا اے جوانان اہل ہنر / کہ ہم کیسے اجاؤن کے ہو بسر
تعجب ہے تدبیر چلتی نہین / کنوین سے انگوٹھی نکلتی نہین
سنا شاہزادون نے جب یہ کلام / ہوئے پانی پانی حیا سے تمام
درونہ سے بولے کہ اے باہنر / قریب آؤ دیکھین تمھارا ہنر
یہان عقل ہم سب کی حیران ہے / طبیعت نہایت پریشان ہے
یہ سنکر وہ آئے کنوین کے قریب / چمکتا تھا خورشید برج نصیب
بھرے سینہ و دل مین جوہر تمام / کیا فی کمان سے لیا اپنے کام
غرض چند چاروب سے کھینچکر / نشانہ کیا ایک کو ایک پر
جو آیا سر غرض لب چاہ پر / ہوا سب پر اظہار علم و ہنر
نکالا درونہ نے گیند آپ سے / کہ مشکل تھا یہ کام سہراب سے
نکالی اسی طرح انگشتری / ہوئے دل سے سب نوجوان مشتری
درونہ کو لائے جو بھیکم کے پاس / کیا اسنے بھی اس لاور کا پاس
غرض حد سے تعظیم و تکریم کی / سنا سب عزت دی وہ اسکو دی
جو بھیکم نے کی دلسے عزت کمال / سنایا درونہ نے سب اپنا حال
مجھے اگرسین پسرام سے نے / دلاور بہادر نکونام سے نے
سکھائی ہین یہ ناوک اندازیان / نہین ہے کوئی علم مجھ سے نہان
طبیعت ہوئی شادمان سنکر حال / کہ ہاتھ آیا یہ مرد اہل کمال
وہ لڑکے جو تھے جمع سب خوش نہاد / کیا اپنے نزدیک آن سبکو یاد
سپرد انکے سب کو کیا بے خطر / سکھائین لڑائی کے علم و ہنر
بتائین انھین ناوک اندازیان / رکھین کوئی عقدہ انسے نہان
سکھائے درونہ نے وہ علم تیر / ہوئے قادر انداز وہ سب بے نظیر
جو شایع ہوئی دوارکا مین خبر / سب آئے یہان جادوان کے پسر
ہنر کی شب و روز مکتب مین علوم / بہم سیکھتے تھے وہ جنگی علوم
مگر سب مین ارجن خردمند تھا / درونہ کا دل اس سے خرسند تھا
ہمیشہ محبت کی اس پر نظر / سکھائے لڑائی کے نادر ہنر
بتائین نئی ناوک اندازیان / کہ یکتائے دوران تھا وہ نوجوان
کرن بھی درونہ کا شاگرد تھا / ہنر سیکھنے کے لیے گرد تھا
دلاور بہت تھا یہ اہل ہنر / ستارون مین جسطرح روشن قمر
مگر کوروان کا بدل یار تھا / محبت مین انکی گرفتار تھا
نہ کچھ دشمن و دوست مین تھی تمیز / اگرچہ جو دشمن اسکو تھا جان سے عزیز
نہایت تھا ارجن سے دونون کو رشک / ادھر آیا خون آنکھ مین [illegible]
ہنر مین کہین اسنے یہ تیز تھا / وہ تیر دل تھے یہ شیر خونریز تھا
ہنر جنگ کے انکو بھی یاد تھے / مگر اسکو حاصل خداداد تھے

چھین نسبت [illegible] بیان تولد کرن از کنتی

کرن کے تولد کا سنیے بیان / یہ کسکے چھین کا [illegible]
سنو جدھشٹر کی مان کنتی نیک خو / پدر کنت بھوج اسکا با آبرو
وہ خدمت مین تھا رکھیشر کے گرم / دل اسکا کبھی [illegible]
پدر نے یہ دختر کو سونپا تھا کام / کرے رکھیشر کی خدمت مدام
یہی کام وہ ہیش شام و سحر / کہ ورتا سا اور ہوئے اسکے گھر
ہوئے خوش خدمت سے جو شادمان / نہایت طبیعت ہوئی مہربان
اک افسون تازہ بتایا اسے / نیا اسم اعظم سکھایا اسے
ہنر اسنے افسون مین بخشا اثر / کہ روحانیون سے ہون پیدا پسر
جو کنتی کو منظور تھا امتحان / وہ افسون پڑھا ایک دن ناگہان
کہ خورشید مین [illegible] آفتاب / لباس اسکا نورانی ولا جواب
رقم ہے کرن جب ہویدا ہوا / طلائی زرہ پہنے پیدا ہوا
طلائی وہ تیندہ پڑا کان مین / زر خالص ایسا کہان کان مین

بزم امتحان ہنر جنگی کوروان اور پانڈوان کی

نکل آئے میدان مین ناگہان
وہ باہم ہوئین ناوک انداز یان
لیے اپنے ہاتھوں مین نوک کے ہاتھ
در آیا جو میدان مین اندر صفت
وہ اک جا کیا آسمان و زمین
دکھائین عجب ناوک اندازیان
کبھی شکل لاغر ہوا وہ عیان
ارابے کی نیچے کبھی تھا خدنگ
جو اس کار مشکل سے فارغ ہوا
قلم اب دکھائے کرن کے ہنر
فرو چیب شور و غوغائے خلق
صفوں سے وہ اس طرح آیا نکل

نہ دیکھا گرز بازی کا طرفہ سمان
کہ ہر شخص کے دل مین تھا خوف جان
جہان آپ پہنچا تھا لایا وہ ہاتھ
درونہ کی تئین نظر منزلت
ہوا خلق کا مورد آفرین
کہ مداح تھے طفل پیر و جوان
تنومند فربہ کبھی ناتوان
کبھی اسکی چوٹی پہ شکل نہنگ
درونہ کے قدمون پہ سر رکھدیا

نمایاں ہوئے اسقدر علم رزم
درونہ نے دیکھا جو یہ ماجرا
قلم لکھے ارجن کا حال ہنر
لڑائی کے آتے تھے جتنے ہنر
ہنر ایسے جنگی کیے آشکار
کمان سے جو چھوڑا سر بزم تیر
نظر سے کبھی آدمی کی نہاں
دکھائے عجائب طرح کے ہنر
شراب محبت جو تھی جوش مین

کہ تحسین کہتے تھے سب اہل بزم
کہ انکو نہین خوف کچھ جان کا
کہ ہر نوجوانون کی آسپر نظر
دکھائے ہر اک شخص کو سر بسر
تماشائیون کا ہوا دل نثار
بنا طفل گاہے جوان گاہ پیر
کبھی تیر گردون کی صورت عیان
کہ ٹکڑے ہوا حاسدن کا جگر
لیا اسنے خوش ہوکے آغوش مین

چھپن سنکی پکھم در بیان ہمت و ادن جرجودھن کرن را

کرن اور جانب سے پیدا ہوا
جو بازو پہ راد لادینے ہاتھ

نمایان عجائب تماشائے خلق
کہ بدلی سے خورشید برج حمل

کہ مانند خورشید تھا جلوہ گر
عجب نور خالق ہویدا ہوا
تو آواز رعد آئی اک اسکے ساتھ

طلائی زرہ تھی تن مین پڑی
لیئے دونون ہاتھون مین تیر و کمان
در آیا جو میدان مین وہ شیر تن
کرن نے درونہ کی تعظیم کی
دکھائے تھے ارجن نے جو جو ہنر
وہ ارجن سے بڑھکے ہنرمند تھا
مگر جوش تھا جودھن پر غرور
ارجن نے کہا مجھسے او خوش خصال
یہ ہو دوسری آرزو کی امنگ
سنے گرم ارجن نے جب یہ سخن
جو بارش پہ آجاے ابر غضب
کرن نے کہا جب سنا یہ کلام
جو لڑنے کو آئے میرے روبرو
کرون طفل استاد کے روبرو
جو اسوقت نکلیگا منھ سے کلام
ہوئے دونون آمادہ کارزار
کہ اتنے مین وہ کرپا حسب ہنر
دلاور ہے عالی نسب با وقار
عیان تیرا ابھی ہو نام و نشان
ہوائی سی چہرے پہ اڑنے لگی
دیا کرپ کی بات کا یہ جواب
یہ ہے کشور انگ کا بادشاہ
کہ ناگاہ آدرت لاغر بدن

ضیا مین فزون تھا وہ سے ہر گھڑی
فدا جسپہ تیر فلک کہکشان
بنے چار آئینے حیرت کے گھر
ادب سے بہت جھکے تسلیم کی
کرن نے کیے صرف وہ بیشتر
کمین ور وقوت مین چند تھا
بغل مین آسکو سب کے حضور
لیے ایک گھڑی تھے مین سوال
اکیلا کرونگا مین ارجن سے جنگ
او غصے کی آتش ہوئی شعلہ زن
ابھی وقت حیرت ہو یہ برہم سب
نکلتا نہین ایسی باتون سے کام
ملا دون ابھی خاک مین آبرو
مٹا دون ابھی رزم مین آبرو
بلا شبہہ جھک کر کرونگا سلام
نکل آئے میدان مین ایکبار
کرن سے یہ بولا کہ کچھ ہے خبر
یہ ہے گلشن پانڈ مین نوبہار
کہ کس باغ کا تو ہے سرو روان
خبر اسکو اسبات سے کچھ نتھی
فدا اسکی صورت پہ ہو آفتاب
دیا مین نے اسکو تبھی یہ جاہ
ہوا اس گھڑی وارد انجمن

عجب گجگ شوارہ پڑا گوش مین
زبس پست نظر وہین تھے زیر دست
ہر اک دیکھکر اسکو حیران ہوا
کہا پھر یہ ارجن سے اے تیر زن
دکھائین بہت ناوک اندازیان
مقابل تھا بجز ذات مین غرق
کہا میرے بھائی ہو تو اے جوان
قسم پہلے اسبات کی کھاؤ تم
جو کین سے دونون مین قبول
کہا ہمسری کا ہی دعوی سجھے
جہان بے طلب آدمی آئیگا
یہ طعنہ زنی تیری بیکار ہے
فراموش تجکو یہ ہین جو ہنر
اگر ہون تم تیغ بران سی کام
ندامت تجھے اسوقت تک نہ ہو
کرن کے تو بازو پہ جھٹے کو روان
ہر اک طرح ارجن کو ہے برتری
یہ فرزند کنتی کا ہے بے نظیر
ہوا گوش زد جس گھڑی یہ سخن
سنو حال جرجودھن با ہنر
زمانے مین انسان کا کیا ہے وقار
سب اسباب شاہی مہیا کیا
وہ پہنے بدن مین لباس کثیف

لطافت کا دریا تھا جوش مین
وہ طاقت کہ پامال ہون پیل مست
ستارون مین خورشید تابان ہو
دکھاؤن سمجھو اب لڑائی کے فن
قلم ہو صفت مین قلم کی زبان
حیا دہ آب خجالت مین غرق
فدا ایسے بھائی پہ یہ نقد جان
رہ دوستی سے نہ پھر جاؤ تم
کرن کا ہوا مطلب دل حصول
خدا نے عطا کی وہ قوت مجھے
سزا ایسی بلا شبہہ وہ پائیگا
ابھی گیند چوگان بنا رہے ہے
سینے تیر دان ناوکون سے جگر
بنے آئینہ یہ صف خاص عام
نہ کم ہو کبھی دل سے اسکے شکوہ
ادھر پانڈو کے پورے پانچون جوان
مناسب نہین دعوی ہمسری
سکھائے درونہ نے ہین علم تیر
اڑایا خجالت نے رنگ بدن
کرن کی حمایت تھی مد نظر
فقط جاہ و حشمت سے ہے اعتبار
وہین تخت اور تاج زرین دیا
عصا ہاتھ مین اور زار و نحیف

ہر نیع سبت اسکی تعظیم کی ۔ جو لڑکون کو لازم تھی تکریم کی
اس احوال کو بھیم نے دیکھکر ۔ کہا اے کرن یہ ہے تیرا ہنر
یہی بات سے تجھکو ہے افتخار ۔ جو ارجن سے ہے دشمنی کا زرار
یہ سنتے ہی جرجودھن پر غرور ۔ ہوا درفشان سرزنش کیا فرو
تو ہر ہین کسی طرح کمتر نہین ۔ کوئی اسکا میدان مین ہمسر نہین
درونہ جو ہم سب کا استاد ہے ۔ فقط اسکی دینے سے ایجاد ہے
ہنر کے سبب سب مین ممتاز ہے ۔ ہنر ہی سے حاصل یہ اعزاز ہے
سخن سخت لیتے منہ سے نکال ۔ اسی طرح حال کرن کر خیال
چلے گھر کی جانب لشکر تمن ۔ لیے ہاتھ مین اپنے دست کرن
جو اسوقت خورشید کا تھا زوال ۔ گئے گھر مین وہ دونون نہال
جو کچھ ارجن و بھیم کا خوف تھا ۔ دل انکا اس غم سے فارغ ہوا

چمن سی و دوم در بیان حال گرفتاری راجہ دریپد

درونہ کا احوال یون ہے رقم ۔ اسے نقش بہایان دریپد کا غم
سکھائے ایکدن جمع شاگرد سب ۔ درونہ کا جس طرح پاس ادب
ہر اک شخص نے دست بستہ کہا ۔ جو ارشاد ہو ہمکو لائین بجا
درونہ کو دریپد سے تھا ہی ملال ۔ کہا اے جوانان فرخندہ فال
تمہارا تمہارے یہ ہے امتحان ۔ گرفتار دریپد کو لاؤ یہان
پھر اقوال سے ہو وہ پیمان شکن ۔ تو کس طرح ہو دلکو رنج و محن
یہ سنکر سخن اٹھے سب نوجوان ۔ پسر پانڈو کے اور وہ کوروان
ہولئے کہکے گھوڑون پہ اسوار تھے ۔ بہر حال جو پاسے پیکار تھے
بڑی شان شوکت سے لشکر روان ۔ گئی راہ جس وقت پہونچے وہان
جو اقلیم دریپد مین آئے جوان ۔ بڑھا فوج کا سب کے آگے نشان
ہوا دریپد آگاہ اس حال سے ۔ نہ تھا اتصال اسکو اقبال سے
ستارہ تھا گردش مین جو اوج کا ۔ بڑھایا نشان اسنے بھی فوج کا
چڑھے ایکبا جب پیادے سوار ۔ کیا گرم ہنگامہ کارزار
موافق نہ تھی گردش آسمان ۔ لڑے پہلے دریپد سے سب کوران
تھا اسپے جرجودھن تندخو ۔ ہوا شاہ دریپد سے پیکار جو
لڑے وہ دلاور خدا کا غضب ۔ لگے زخم ایسے کہ تھے جان بلب
وہ دریپد نے دیو ادھر دانگی ۔ نہ کچھ کوروان کی شجاعت چلی
قدم اٹھ گئے صاف میدان سے ۔ لٹے ایسے عاری ہو جان سے
جو سید ہین آنپر ہوا وقت تنگ ۔ تو ارجن نے روکا وہ میدان جنگ
لیا اسقدر گرز سے بڑھکے کام ۔ کیا کیا کہ صبح دریپد کی شام
وہ برسایا ارجن نے باران تیر ۔ چمکتی تھی بجلی سی پیکان تیر
رہی دیر تک بزم پیکار گرم ۔ ہوا تازہ زخمون کا بازار گرم
ستارہ ترقی پہ اقبال کا ۔ قوی تھا ہر اک طرح گھر مال کا
خدا نے دکھائی جو شکل ظفر ۔ تو اوبار دریپد کا آیا نظر
لیے ہاتھ مین اپنے تیر و کمان ۔ اٹھا لے چہ دریپد کے پہونچا جوان
بقوت لیے ہاتھ مین سر کے بال ۔ وہ لایا ارتھ سے باہر نکال
فلک نے زمین پر گرایا اسے ۔ درونہ کے نزدیک لایا اسے
یہ کی عرض استاد سے لیجیے ۔ سزا اس گنہگار کو دیجیے
وہ قیدی جو آیا درونہ کے پاس ۔ خوشی دلکو حاصل ہوئی بیقیاس
کہا یون کہ اے راجہ بیحیا ۔ ملی نقض پیمان کی تجھکو سزا
کیا تو جو اون نے دم ناک مین ۔ وہ سب آبرو ملگئی خاک مین
خلاصہ جو اقرار تھا لے لیا ۔ دیا نصف اک اسکو رخصت کیا
ادھر گنگ کے اسکا قبضہ کیا ۔ درونہ ادھر کا ہوا بادشا
ہوئے دور اکبار ایام رنج ۔ خدا نے عنایت کیا ملک و گنج

زبان مبارک سے یہ بھی کہا — بہت چھوٹی چھوٹی لگے اسپر فدا
جو آتش سے نکلا تھا وہ پلٹین — ہوا اسم اسکا درشت دمن

جو آئی جو ذہن پدر کی وہ آرزو — فزون جلوے کی جاج کی آبرو
جواہر گہر نقد زر سب دیا — جو دل خوش تھا اسکو بھی خوش کیا

دیا اور بھی سب فقیرون کو زر — کسی کو جواہر کسی کو گہر
وہ گلزار قدر پدر کا سرو روان — خدا کے کرم سے ہوا جب جوان

وزیرون کے پاس آیا وہ نامور — کہ سیکھے لڑائی کے اسنے ہنر
درونہ قضا سے ہوا ہمکنار — سکھایا اسے ہر فن کارزار

چمن سی و چہارم قتل پانڈوان در ملک برناوت مع یازدہ شگوفہ

لڑائی کے دو وہ بتائے ہنر — کہ سب مین ہوا وہ جوان نامور

تعلیم جہد هشتر کا لکھا ہی حال — کہ غالب نسب تھا وہ نیک خصال
سخن سنج صاحب ہنر خوش کلام — عیان تیغ سے آثار شاہی تمام

پسر جانتا تھا اسے مہر رشت — بہت مانتا تھا اسے مہر رشت
یہی قصد تھا دل مین شام و پگاہ — اسی کو کہا چاہیے بادشاہ

مناسب ہے اسکو ملے تخت و تاج — ابھی نام سے سکہ پائے رواج
سنو حال جو دشمن پر غرور — یہ سنکر ہوا حسد آتش سے دور

حسد کی وہ آتش نے پھونکا بدن — کہ جلکر ہوا خاک سارا بدن
نہ لایا جو دل مین تامل کی تاب — وہ غصہ سے کھانے لگا پیچ و تاب

پدر سے یہ خلوت مین جا کر کہا — کہ سو جان سے دل ہے تمپر فدا
جہد هشتر کو تجویز ہو تخت و تاج — نیا گل کھلا باغ شاہی مین آج

جو اول کیا پانڈ کو بادشاہ — پڑی کور چشمی سے اسپر نگاہ
وہ بے نوری چشم کا تھا سبب — خدا نے دیے تمکو فرزند اب

پہونچتا ہی اب مجکو یہ تخت و تاج — مرے جیتے جی جہد هشتر کو راج
اسے جانشینی سے کیا کام ہے — اس آغاز کا زشت انجام ہے

کہا تب پدر نے کہ اے نور عین — مرے دل کا آرام سینہ کا چین
ہنر اسکے تمپر ہویدا ہین سب — سعادت کے آثار پیدا ہین سب

رعیت بھی اس سے رضامند ہے — خلائق کا دل شاد و خرسند ہے
سوا اسکے ہیں وہ بہشت روز یتیم — مناسب ہے رحم انپہ وہ ہین یتیم

بدل اسپہ بیکم بھی ہین مہربان — وہ بیکم کہ جو مالک خاندان
پدر نے جو زخمون پہ چھڑکا نمک — طبیعت مین پیدا ہوا اور شک

ہوئے وہ سخن دلکو جو ناگوار — گریبان کیا صبر کا تار تار
دل آتش مین کینے کے جلنے لگا — بدن شمع سا سنکر پگھلنے لگا

دو بالا ہوا شعلۂ رنج و غم — الجھنے لگا اور سینہ مین دم
کیے جل کے پھر باپ سے یہ کلام — ہوا مجکو اب آب و دانہ حرام

اٹھاؤ نہ گھر مین یہ نخل فساد — کہ ناحق کو آپسمین ہوگا عناد
مناسب ہے انجام کا بھی خیال — اس آغاز کا ہے یہ آخر مآل

پسر پانڈ کے راج جو پائینگے — تو ہم گھر سے بیشک نکل جائینگے
نہ ہوگا جو چھاتی پہ کودون لین — کہ جیتے جی ہم فرد ہم سے ملین

سمجھتے ہین دشمن سے انکو زیاد — نظر آئیگی گھر مین شکل فساد
شراکت مین کب لطف کا ہے خیال — گھٹیگی مروت بڑھیگا ملال

فساد ایسی باتون مین ہوگا ضرور — مناسب ہے اب یہ ہین ہم سے دور
خلاصہ وہ تجویز پیش ہوئی — پسر کی رعایت مقدم ہوئی

نہ سوچا اگر دل مین انجام کار — خزان ہوگی میرے چمن کی بہار
پسند آئی فرزند کی دلکو بات — حقیقت مین تو امر ہے واہیات

وہ بیعہد فرزند کو کیجیے — انھین ملک تا وہ اب دیجیے
جو آتے ہین انسان کے دن زبون — تو ہوتی ہے عقل بھی اثر گون

پریشان تھی وہ خواہر نابکار
گئی بھول آئی تھی جس کام کو
خداداد ہے نورِ حسن و جمال
نہیں پاس کچھ اسکو ایمان کا
یہی بات ہے مجکو مدنظر
کہے گھر میں اصلا نہیں خوف جان
نہیں اپنے بھائی کو دونگی کھلا
کہا سامنے سے مرے دور ہو
جو صحرا میں باتوں نے کھینچا طول
بھرا تھا جو قوت کا سر میں غرور

ہوئی بھیم سے آکے ناگہ دوچار
یہ ہے ماجرا عشق کا گو مگو
کہ حاصل نہیں ماہ کو یہ کمال
عدو ہے وہ انسان کی جان کا
نہ آسیب پہونچے تری جان پر
خوشی چین آرام سب ہے وہان
ترے سر سے ٹلجائیگی یہ بلا
امان چاہتی ہے تو کا فور ہو
ہوا مضطرب دیو کا دل ملول
قضا سے الجھنے لگا بے شعور

نظر آئی اُس جا یہ شانِ خدا
ہوا تیر اُلفت جو سینے کے پار
سنا کر یہ مضمون وہ مطلب کہا
مگر میں تری عاشق زار ہوں
مری پشت پر آکے اسوار ہو
مگر اور جو لوگ ہمراہ ہیں
سنا خواہر دیو کا جب سوال
یہ بھائی ہیں میرے یہ ہے میری ماں
خود آیا وہان دوڑ کرتا پکار
ہوا گرم بازار پیکار و جنگ

ہوئی جان و دل سے وہ اُسپر فدا
کہا بھیم سے جان تجپر نثار
جو بھائی کا تھا مدعا سب کہا
بدل نقد جان سے خریدار ہوں
جو ساتھی ہیں اُن سب کو ہاتھ دھو
گرفتار دام قضا آہ ہیں
نہایت ہوا بھیم غصے سے لال
جو مجکو امان ہے تو انکو امان
ہوئیں بھیم سے پہلے آنکھیں دوچار
گرا دیو کے شیشۂ جان پہ سنگ

قتل ہونا دیو کا دست بھیم سے

کیا دیو کو بھیم نے جب ہلاک
پہونچے وطن میں کہیں یہ خبر

ہوا وہ بیابان آفت سے پاک
بست دشمنوں کی بڑی ہے نظر

جُدھشٹر نے دیکھا جو یہ زور بھیم
حسد کے سبب شاکت وہ ہوگئے

کیا تیغ دہشت سے دلکو دو نیم
اس آتش میں ہو جیسے جلجائے سے گئے

کشتہ ہونا دیو کا دست فہیم سے

تجسس میں تھے کسنے کشتہ کیا ہوئی شہرت سے دو روچہ یہ بلا
کیا ترک اُس برہمن کا مکان کھلے تا کسی پر نہ راز نہان
وہاں سے الگ اور تھا ایک گھر اُتارا غریبون نے رخت سفر
مکین اُس مکان کا نہایت غریب سناتا تھا روز انکو قصے عجیب
وہ دریدہ کی آنکھوں کا اک نور ہے وہ قاتل روزنہ کا مشہور ہے
سراپا ہے اُس ماہ کا لاجواب فدا اُسکے رخ پہ ہے ذرہ سان آفتاب
جو دریدہ کا عقدہ اسکا منظور ہے خبر یہ زمانے مین مشہور ہے
بناگوہر گوش جب یہ سخن ہوئے دل سے مشتاق حب وطن

وہاں سے دم صبح پانچون جوان ستاروں کی صورت چھُپے تھے نہان
چھپانا انھیں اپنا منظور تھا کسی پر یہ پردہ نہ ہرگز کھلا
مکان فیض پیما ہم رشک جنان شب و روز رہتے تھے پانچون جوان
زبان زد ہوا ایکدن یہ سخن کہ پیدا ہوا ہے در شستہ دہن
بس اُس سیمبر کی جو ہے رشک ماہ وہ ہے کشور حسن کی بادشاہ
کوئی حسن میں اُسکا ثانی نہین یہ سچی ہے جھوٹی کہانی نہین
سیمبر کا دن ہے نہایت قریب دکھائے ہیں اُن دیکھیں کسکو نصیب
کیا عزم چلنے کا اُس بزم مین تامل نہ تھا کچھ بھی اس عزم مین

شگوفہ چہارم مژدہ دادن ہمایں کہ شاہ وزیری با او سیمبر خواہند آورد

بپاس اپنے وعدے پہ آئے وہان جو شہزنے کی عرض اے مہربان
سنایا کہ دریدہ کی ہے گلعذار دیا ہے سیمبر کا اُسنے قرار
وہ سہ غیرت مہر پرنور ہے ہمین دیکھنا اسکا منظور ہے
وہ بوستین گوش اُس سے حیال حسین تھی بہت اک زن حیال
مگر اُس سے شوہر کو رغبت نہ تھی خدا جانے کیا تھا محبت نہ تھی

اسی فکر میں تھا شب و روز ملول — کسی طرح ہو مطلب دل حصول
مہادیو کا دھیان شام و سحر — پرستش بدل اُنکی شام و نظر
نظر آئی یہ شان پروردگار — مہادیو اکدن ہوئے آشکار
کہا کون شے تجکو مطلوب ہے — تجھے کونسی چیز مرغوب ہے
کہا اسنے ہے مجکو شوہر کی چاہ — وہ شوہر جو ہو غیرت مہر و ماہ
فقط شوہر خوب کا ہے سوال — محبت کرے مجھسے شوہر کمال
جو طاقت ہو پینے کی شوہر ملے — نہ فرقت کے آئین جان پہ لگے
مہادیو نے جب سنا یہ سوال — کہا اس سے تن کے زن خوش خصال
جو تو نے کہا لفظ شوہر پانچ بار — تجھے پانچ شوہر دیگا پروردگار
زبان مہادیو سے سنکے بات — پس چند روز اسنے پائی وفات
وہ زن گھر میں دُرپد کے پیدا ہوئی — بنی دُروپدی وہ ہویدا ہوئی
وہ شوہر ہیں جو پانچ وہ تم ہو سب — وطن تمسے چھوٹیگا اسکے سبب
بہت دولت و مال ہوگا حصول — عبث ہے طبیعت سفر سے ملول

شگوفہ پنجم و بیان روانہ شدن بجہت جشن سیمبر

ادھر شہر سے ہوکے چھٹے وہ نہان — ادھر کمپلہ کو چلے یہ جوان
شب و روز کرتے تھے قطع راہ — روانہ تھے مانند خورشید و ماہ
سنو اکدن شب کو گنگا کے چال — کہ مشعل لیے ارجن خوش خصال
بیابان میں سب کے آگے رواں — ہوا تھا گذر گنگ پر ناگہان
وہاں ایک گندھرپ عورت کے ساتھ — نہاتا تھا پکڑے ہوئے اسکا ہاتھ
انھیں دیکھ کر اسنے فریاد کی — سرکیس سے یہ رسم بیداد کی
نہاتی تھی عورت میان بحر پاس — نہ تھا ننگ ناموس کا تمکو پاس
کہا اسنے ارجن نے کہتے ہو کیا — نہ تھا مجکو معلوم یہ ماجرا
تصور آپ فرمائیے اب معاف — کدورت سے ہو آئینہ دل کا صاف
کہاں تک کہوں قصہ ہے اسکا طول — کیا عذر ارجن کا اسنے قبول

لڑنا ارجن کا گندھرپ کے ساتھ ایک چشمہ آب کے پر

کیا ست ارجن پہ تیر و کمان
کہ کھینچا کرے وہ زمین آسمان

کمان پر کیا راست طرفہ خدنگ
ہوا گرم یکبار بازار جنگ

اڑا یہ جلا جب اس تیر نے
دکھایا عجب حال تقدیر نے

جو چاہون تو کر دون تیری ہستی عدم
مگر جا کیا تجھپہ مین نے کرم

عدو جان کا کوئی مل جائیگا
مگر اسوقت کچھ بھی نہ بن آئیگا

سنے جب کہ گندھرب نے یہ کلام
کہا مین ہر احسان کا ہون غلام

تماشا جہان کا سب آئے نظر
زمانے کے احوال سے ہو خبر

سیکھونگا اسکے عوض یہ ہنر
نہین ایسے علمون پہ اصلا خبر

وہ ارجن سے پھر یون ہوا ہم سخن
سکھا دے مجھے تیر سوزان کا فن

عوض اسکے مین جاچکی دو دن بتا
پڑے سہم دونون کا مدعا

ہوا اسکے یکبیک سانت تیر
تو اسوقت ارجن نے بھی ناگزیر

کمان سے جو چھوڑا شرربار تیر
بنا شعلہ آتش کا اکبار تیر

کہ ارجن نے گندھرب کے سر
پکڑ کر کہا اس سے لے سب یہ ہنر

کسی سے نہ یون پھر الجھنا کبھی
بھسم جائیگا ایسی تو غین جی

نہ پھر سنہ کی اسطرح کھاتا کبھی
کسی پر نہ ہاتھ اب اٹھاتا کبھی

بتاؤن تجھے جاچکی کا ہنر
کہ کوسون کی چیزین سب آئین نظر

کہا اس سے ارجن نے مرد خدا
کیا تجکو راہ خدا مین رہا

کسی علم کی مجکو پروا نہین
مجھے اس ہنر کی تمنا نہین

وہ تیر فگنی مجکو درکار ہے
کہ یہ آگ جسکی شرربار ہے

سکھایا اسے اسنے جو علم تیر
کیا اسنے ارجن کو بھی بینظیر

جو دونون مین باہم محبت ہوئی
عداوت گئی دور الفت ہوئی

شگوفہ ششم دربیان گفتگوے گندھرب و ارجن در اثناے راہ

کہا اسنے ارجن سے اکدن یہ حال
تمہارے بزرگون مین اک خوش خصال

وہ کل نام سے تپتی کے مشہور تھی
حسین ماہ کامل سے پرنور تھی

کہ سنبرن اسکے کا ہو خواستگار
خدنگ محبت ہو سینے کے پار

زمانہ مین مشہور ہے دور دور
اسی نسل سے کوروان کا ظہور

ہوا ایسا اسپر اس سے کیون جنگجو
قلم لکھے گندھرب کی گفتگو

وہان کا شہنشاہ قوی احتشام
زبانون پہ تھا ایسا ستر اسکا نام

بششٹ نکوکار گوشہ نشین
بیابان مین تھا وہ عزلت گزین

یہان لگا تھی کام جھین اسکا نام
سر کھینچے بھی اسکا ہر ادنی غلام

مہیا ہو ہم مین تصور کے ساتھ
کہ ست پہونچے نہ جسکے یہ ہاتھ

کہا اسنے اس سے بصد زور و شور
کہ اسکے عوض گائین لے وش کر دور

سنا مرد مرتاض نے یہ سخن
بصد عجز بولا کہ شاہ زمن

ہے مال درویش سے احتراز
نہ ہو مجھپہ دست تعدی دراز

بہت بربن نام سے بہرہ یاب
بنا عاشق قسمت آفتاب

بششٹ نکوکار نے ایک روز
کیا مہر سے مہر گیتی فروز

ہوئی رسم شادی کی آخر ادا
ہیا اسپر فدا تھا وہ اسپر فدا

یہ ارجن نے سنکر پھر اس سے کہا
بتا دے بششٹ نکوکار کا

بہت شہر قنوج آباد تھا
ہر اک عدل گستری سے دلشاد تھا

بیابان مین لایا جو شوق شکار
ہمراہ ہزارون پیادے سوار

معہ بر جو راجہ کو لایا یہان
مع فوج و لشکر بنا میہمان

جو دنیا کی شے دلکو مطلوب ہے
جو کھانا طبیعت کو مرغوب ہے

جو وہ گئے راجہ کو آئی پسند
کیا زرد طمع دیدہ ہوشمند

اگر امر یہ ہے پسند نظر
تو حاضر ہے تاج و نگین مال و زر

مبارک رہے تیرا جاہ و حشم
مناسب نہین ہے برہمن پہ ستم

دل برہمن کو نہ پہونچے ملال
کہ ہوگا بعث سلطنت کا زوال

نہ نگاہیں اس گاے کو زینہار | خرابی کا تو اپنی ہے خواستگار
نہ آیا تامل کا ایک لحظہ صبر | تو ہر گام میں اسنے چھینی بجبر
دکھائی جو خالق نے قدرت کی شان | تو گویا ہوئی صاف وہ بے زبان
دل و جان تھے قدموں پہ جنکے نثار | یہان سے نہیں جاؤنگی زینہار
اشارہ ہو کیا انکو منظور ہے | سزا اسکا سزاوار مغرور ہے
ترا ہجر مجھکو گوارا نہیں | ولیکن ستمگر سے چارا نہیں
سخن گرم جسکے بھبوکا ہوئی | قیامت بلا خیز برپا ہوئی
دیا گاے نے دم کو جو پیچ و تاب | بنا رزم گہ مشرق آفتاب

جو تھا شعلۂ آتش حرص تیز | کیے جمع اسباب جنگ و ستیز
اسے لیکے ظالم روانہ ہوا | گرسنہ باسباب آب و دانہ ہوا
کہا یون وشسٹ نکوکار سے | چھڑا انکو دست ستمگار سے
یہ طاقت ہے مجھکو جو لیجاے وہ | حقیقت ہے کیا روبرو آئے وہ
وشسٹ نکوکار شیرین زبان | ہوا پھلجھڑی کی وش گلفشان
سراسر ہے مظلوم ہے یہ ستم | دکھا فوج ظالم کو راہ عدم
لیا اپنی شاخون سے کار تبر | ہوئی فوج راجہ کی زیر و زبر
ہوئے بال دم کے جو شعلہ فشان | بنا عرصۂ جنگ فتح نشان

پریشان ہونا لشکر راجہ کا گاے کے ہاتھون سے

جوان بال دم گین سے پیدا ہوئے | سلح پوش لاکھون ہویدا ہوئے
جو راجہ کے لشکر نے پائی شکست | ہوا جنگ کا حوصلہ جنکے پست
تپسیا عبادت کا سامان تھا | برہمن بننے دلکو ارمان تھا
ملا راجہ اندر کا رتبہ اسے | کہ لیتا تھا جگ مین حصہ اسے

ہوا سر بسر اسپہ نازل غضب | پریشان ہوئی یکقلم فوج سب
دیا دل نہیں اسنے اپنے قرار | کرونگا نہین سلطنت زینہار
ریاضت غرض اسنے کی اسقدر | بنا برہمن راجۂ نامور
کسی عہد مین ایک تھا بادشا | کہ کلماک پاد اسم مشہور تھا

ہوا دل جگر کی اُسکو تھی جستجو
وشسٹ نکوکار روشن ضمیر
ہوا دیتی نے دل مین لیا تھا قرار
وشسٹ نکوکار عالی مقام
ملاقات سے جو تنفّر کیا
زبان سے یہ نکلی دعاے زبون
ہوا دیو کنکر کا اُس دم گذر
در آ جسم راجہ مین شکل صبا
یہ سنتے ہی اُس جیو نے ایکبار
پھر آیا جو گھر مین آفت نصیب
ہوا اک برہمن کا اُس جا گذر
سو مطبخ مین موجود تھی یہ غذا
یہ محکوم جو تابع حکم تھا
یہ راجہ پُرانا سزاوار ہے
جو غالب ہوئی راجہ کے تھا دیو زاد
برآمد ہوا گھر سے جو برق وار
بیابان مین پھرتا تھا مانند شیر
برادر تھے جتنے وشسٹ کے
گلستان عشرت ہوا پائمال
دیے نونہالون کے غم نے وہ داغ
بیابان مین اشکون کا دریا رواں
ہوئی زندگی سخت تر ناگوار
نہ آئی جو اُس رنج سے دلکو تاب

ولیکن نہ حاصل ہوئی آبرو
سمجھتا تھا اُسکو نہایت حقیر
دیکیون آگ کینے کی تھی شعلہ بار
کہ فرزند کا اُسکے تھا شکت نام
قریب سواری شہ آتے دیا
بنائے تجھے دیو گردون دلن
پڑی اُس برہمن کی اُسپر نظر
وہ ہو وضع مین دیو کی مبتلا
لیا جسم راجہ مین جا کے قرار
نہ افشا ہوا ماجراے غریب
نہ تھی آپ سکو اس ماجرے سے خبر
ہوئی عقل راجہ کی یون رہنما
اُسے لحم انسان منگا کے دیا
نہ معلوم تھا آدمی خوار ہے
دکھایا دعا کے اثر نے فساد
کیا گرگ کی طرح اُسکو شکار
نہ تھا لحم انسان سے دل اُسکا سیر
بیابان مین اُسکے لقمہ بنے
ملے خاک مین کل اسے نونہال
بنا سینۂ صاف ہمرنگ باغ
لیے تھا کف دست پر نقد جان
گرانبار تھی ضعف سے جان زار
ہوئی جان شیرین بدن کی غذا

برہمن بنا تھا جو وہ شہریار
سنوا تھا اُس جگ کا اہتمام
غرض ایک دن وہ شہ نامدار
ملا راہ مین شاہ کو ناگہان
ہوا سچ عالی گُہر کو ملال
جو راجہ بنا تھا وہان برہمن
زبان سے نکالا سخن ایکبار
بدن کی نہ ہرگز رہی کچھ خبر
گئی عقل راجہ بنا عجیب
کسی کو نہ احوال ثابت ہوا
کیا لحم انسان کا اُسنے سوال
کہا تجھکو اُسنے بناکے کباب
برہمن نے دیکھا جو کرکے طعام
جو بھیجا تجھے اسطرح کا طعام
جو کانون سے اُسنے سنا یہ سخن
زبان جب ہوئی خون انسان لال
ہوا شکت جب وقت اُس سے دوچار
وشسٹ تبہ حال خستہ جگر
بہار چمن مین خزان آگئی
جنون نے کیا اُسکے سر مین جو گھر
ہوئی آگ اس غم کی جب شعلہ بار
ہوا مستعد نقد جان دیجیے
یہ حال تھا دل مین قصد ہلاک

• یہ حاصل تھا اُس جگ کا اختیار
کہ مشکل تھا اُس کام کا اختتام
گیا تھا بیابان مین بہر شکار
پدر سے پسر کے تھا کینہ نہان
کیا آگ کیطرح غصے نے لال
در گوش اُسکے ہوا یہ سخن
نہ دم بھر کی تاخیر ہو زینہار
دعاے زبون نے دکھایا اثر
ہر اک سیرت دیو پہ تھی نظر
بنا دیو خونخوار یہ بادشا
کہ ہو بھوک سے ضعف اُس دم کمال
مہیا کرے یہ لحم انسان شتاب
کہا لحم انسان ہے سب پر حرام
نصیب آپ کو ہو لحم انسان مدام
تھا جان سے دشمن برہمن
وہ سمجھا کہ ہے لحم انسان حلال
قضا را بنا طعمۂ خوشگوار
روان چشم گریان سے سیلاب گہر
اجل پھول پھل باغ کے کھا گئی
پریشان پھرتا تھا وہ دربدر
ہوا شکل سیماب دل بیقرار
تن زار پہ یہ ستم سہیے
گریبان ہوا زندگانی کا چاک

ہو وہ لعین بے نشان ہو گیا
یہ راجہ بہت شادماں ہو گیا

بشمت بخشش انجام کو پاؤں پہ
رہ مجر سے رکھدیا جھک کے سر

کہا اب یہی لعین سے آرزو
کہ اولاد کی مجھکو ہے جستجو

دعا سے ملا انکی اسکو پسر
پڑا سر پہ آیا عابد کے گھر

پیا ہیں سپاسر سے پیدا ہوئے
وہ مچھودری سے ہویدا ہوئے

شگوفہ ہشتم در بیان رسیدن پانڈوان کنپلہ در سیمبر دروپدی

سمجھتا تھا گندم کے دوستدار
کہا اس سے ارجن نے اے یار غار

برہمن وکالت کو تجویز کر
شہر سندھ ہوا ور عالی گہر

کہا اک برہمن کا ہو دھوم نام
بشہر مند عالی نسب جس کا نام

لب گنگ پر کنپلا کے قریب
سکونت گزیں ہو بشکل غریب

بھٹکنے لگے وہ غریب الوطن
جہاں ذوق افزا تھا وہ برہمن

کہ دھوم غزلت نشین کا بھی حال
وہ تھا مرد و مرض و نیکو خصال

کنارے کیے ہجر دنیا سے وہ
کہیں دور قرب تمنا سے وہ

ملاقات باہم جو حاصل ہوئی
تو باتوں میں آساں بمشکل ہوئی

رضامند ہر طرح اسکو کیا
وکالت کا عہدے کا خلعت دیا

ہوا انکے ہمراہ وہ برہمن
چلے آگے آگے غریب الوطن

جو پہونچے وہ سب کنپلا کے قریب
کہا دھوم نے اس طرح اے حبیب

اقامت کی جا ایسی تجویز ہو
مہیا ہر اسباب ہر چیز ہو

مکان ایک تھا شہر سے برکنار
گلستان جنت بھی اسپر نثار

وہاں برہمن نے اتارا انھیں
ملا چین کا کچھ سہارا انھیں

تسیمبر کی جو باتھی پانچوں جوان
چلے آپ کنتی کو چھوڑا وہاں

مکان کا محافظ کیا دھوم کو
چلے آزمانے وہ مقسوم کو

جو گلزار دروپدی میں پہونچے یہ گل
یہ دیکھا کہ ہر بزم شادی میں غل

بندھا تھا وہ عیش و طرب کا سماں
کہ حیرت میں تھی زہرۂ آسماں

وہ گلزار ہمرنگ باغ ارم
صفت میں ہے قاصر زبان قلم

مرتب وہاں اک ستون بلند
نہ پہونچے وہاں وہم کی بھی کمند

سر چوب پر ایک مچھلی عیاں
طلسم طلا سے بنی جسم و جاں

وہ برق جہندہ سے بھی شعلہ بار
نہ تھا شکل سیماب کیجا قرار

وہ گردش میں پھرتی تھی مقدر تند و تیز
کہ رخ نظر کو تھی جس سے گریز

تلے اس ستون کے بنا ویگدان
کہ آتش جہنم کی اس سے عیاں

بھری تیل میں کھولتا تھا جوش
کہ اڑتے تھے مرغ سمندر کے ہوش

قریب اسکے رکھی کمان کلاں
فدا قوس قربان تھی کہکشاں

بچھا گرد تخت مرصع کا فرش
بلندی میں ہمپایۂ تخت عرش

سجا سب جسے وہ عالی مقام
ہر اک سمت عشرت کا تھا اہتمام

بہت کرسیاں تھیں جواہر نگار
مہیا وہ کہ جسپر ثریا نثار

بزرگان اطراف رونق فزا
ہر اک ملک کے جمع تھے بادشا

گلزار اور گندھرب سب یوتا
تماشے کے مشتاق رونق فزا

پری حور و غلمان انسان و جاں
تماشے کو حاضر فرشتے وہاں

جما اسطرح جشن شادی کا رنگ
کہ تھی عقل ہر فلک جس سے دنگ

کہ ناگاہ وہ دختر رشک حور
ہیرا مد ہوئی جیسے مشرق سے نور

بدن میں لباس جواہر نگار
کہ تھی اطلس چرخ جسپر نثار

سراپا تھی زیور سے آراستہ
بدن صاف گوہر سے آراستہ

لیے ہاتھ میں جیتوں کا وہ ہار
کہ عقد ثریا تھے جسپر نثار

برہمن تھے بیٹھے وہاں بیدخواں
بندھا خوب جشن خوشی کا سماں

[illegible]
پڑھتا تھا اس طرح ذکر سخن

کہ جو شخص ان میں سے ہو نامدار
اٹھائے خدنگ و کمان ایکبار

طرف دیگ پرجوش کے دیکھکر
یہ لکھ کے دروپدی سے کلام
سری کشن یہ رونق افروز ہیں
یہ ہے شاہ بیراٹ صاحب نصیب
یہ ہے چندر رتھ راجہ پنجاب کا
یہ شاہ اودھ ہے سپیراج نام
بجا لائے وہ شرط جو باوقار
فقیروں کی صورت لب انجمن
تھا ان غریبوں کا آسیدم دیا
جو بلبھدر جی نے یہ مژدہ سنا
جھکے ہاتھ بازو بدن شل ہوئے

اڑائے نشانے سے مچھلی کا سر
سنائے اسے بادشاہوں کے نام
یہ بلبھدر جی فرحت اندوز ہیں
پسر آپکے دونوں ہیں آپکے قریب
چندیری کا سسپال ہے بادشا
بتایا اسی طرح اسکو تمام
یہ مالا گلے کا بنے اسکے ہار
کھڑے تھے وہ پانچوں غریب الوطن
یہ بلبھدر جی سے اشارہ کیا
زبان سے کیا شکر خالق ادا
گئے بل نکل اور جھل ہوئے

وہ اس شک سے ہر دکا ہو خواستگار
یہ بھیما ہے جرجودھن خوش جمال
یہ دونوں ہیں بسدیو جی کے پسر
یہ بھگونت بنگالے کا بادشاہ
یہ ہے پرکھ سین اور وہ ہے کرن
یہ سب بادشاہ ہیں ترے خواستگار
قلم کو تصور بندھا ایکبار
سری کشن نے انکو دیکھا وہاں
کھڑے ہیں جو گوشے میں پانچوں جواں
سنو بادشاہوں کا اب حال زار
وہ جوش خجالت سے تھے آب آب

یہی بزم شادی میں جب تب ملا
قریب اسکے رونق فزا ہو وسال
فدا اسپہ خورشید اسپہ قمر
نہیں مثل ملک کابل میں گیتی پناہ
یہ سانک بھی ہے رونق انجمن
ہر اک اسمیں عالی نسب بادشاہ
کہ جو گلشن پانڈو کی ہے بہار
طبیعت نہایت ہوئی شاد ماں
یہ فرزند ہیں پانڈو کے بیگمان
نہ اٹھی کمان سب سے ہو شرمسار
طبیعت کو پیدا عجب پیچ تاب

لیا مال یا ملک پروانہ تھی — ہمیں سلطنت کی تمنا نہ تھی
مقام اس جگہ یہ ہوا افسوس کا — ہوا وہ عدو ہلاک ناموس کا
جو مخبر نے کانوں سنی یہ خبر — کہ ہیں گلشن پانڈ کے یہ ثمر
ہوئی بجلی دل کی اکبار دور — شگفتہ ہوا آیا پدر کے حضور
تو بلبل کی صوت ہوا گلفشاں — کیا پوست کندہ قصہ بیان
ہوئے دریدھن کے سینے سے خار — طبیعت گئی کھل کے باغ و بہار
ہوئی یکبیک غنچگی دل کی دور — دکھایا شراب خوشی نے سرور
گئی شب چھپے انجم و ماہتاب — برآمد ہوا چرخ پر آفتاب
وہ تاریکی فکر غم ہٹ گئی — ترقی تھی اندوہ کی گھٹ گئی
محل سے برآمد ہوا بادشاہ — وہاں سے وابستہ تھے اقبال و جاہ
ہوا تخت شاہی پہ جب جلوہ گر — وہی بات تھی دل کو مد نظر
مقرر کیا ایک عاقل وکیل — کیا آپ نے تفویض امر جلیل
کیا آپنے ارجن کا تحقیق حال — یہ گلزار کنتی کے ہیں نونہال
ہوا آسان دشوار مشکل ہوئی — خوشی شاہ دریدھ کو حاصل ہوئی
جس ایوان میں تھے وہ بیوطن — ملک کے خود آیا وہ شاہ زمن
لٹے لطف و عشرت سے لایا انہیں — تزک جاہ و حشمت سے لایا انہیں

آنا ایک وزیر کا دریافت حال ارجن کے واسطے مکان فروکش پر

ہوا ایوان شاہی میں آئے وہ سب — دلوں سے ہوا دور رنج و تعب
بٹھایا جدھشٹر کو بھی تخت پر — لٹائے بہت گوہر و سیم و زر
زبان مبارک پہ تھا یہ سوال — کہ تم کس گلستان کے ہو نونہال
بتاؤ مجھے جلد نام و نشان — کہ کس واسطے آپ آئے یہاں
جدھشٹر نے جب دم سنا یہ سوال — کہا اے شہنشاہ نیکو خصال
سنو پانڈو کے ہم ہیں پانچوں پسر — گلستان کنتی کے ہیں ہم ثمر
چچا کے جو لڑکے ہیں عالی نژاد — عبث ہم سے رکھتے ہیں وہ عناد
انہیں کے سبب سے ہیں صحرا نورد — چچا کو ہوا یا نہ کچھ دل میں درد

رخ شاہ کا نسلکے چمکا ورنگ
خوشی سے ہوا تن پہ پوشش تنگ

ہوئی دور وہ کاوش خار فکر
خوشی سے سنایا وہ آزار فکر

روش گل کی دل ہوا باغ باغ
مٹا تھا جو لالے پہ ہمرنگ داغ

فقط دل میں تھا شاہ کے یہ خیال
کہ ہو گلشن جشن سے دل نہال

کوئی ساعت نیک آئے جو ہاتھ
بندھے عقد اس گل کا ارجن کے ساتھ

شگوفہ بازیدم ہم در بیان ہرن حاشیہ عقد بستن و رسیدن ماہیرج برادران

خدا فصل گل کی دکھائے مجھے
کہیں پھول ساقی پلائے مجھے

جو ہشتر نے سنکر وہ رنگین سخن
کہا شہ سے اور رشک سرو چمن

وہ سر تاج ہین ہیں سب سردار ہین
بہر حال مالک ہین مختار ہین

بہا سر آگے رونق فزا جو ہوے
لیا انکو ہر اک نے تعظیم سے

کہ اس گل کے شوہر ہین پانچون جوان
سبھی پاس سب کے وہ سرو روان

گرا فرش پر سنکے بیہوش وہ
رہا شکل تصویر خاموش وہ

انھون نے جو دروپد کا دیکھا حال
کہا جاکے خلوت میں کیا ہے ملال

مفصل سنو اسکا اب ماجرا
لب گنگ اکجا تھے سب دیوتا

وہ گل تھے کہ نیلوفر انکا ہے نام
شگفتہ وہ خوش رنگ تھے وہ تمام

جو اندر بھی تھے اس جگہ جلوہ گر
کہا جاکے لاتا ہون اسکی خبر

تجسس میں پہونچے وہ سوے گنگ
روان موج کیطرح بہ رنگ گنگ

وہ دیتی تھی بیٹھی لب گنگ پہ
سمندر کا چشمہ ہر اک چشم تر

بجے ساغر گل میں خوش رنگ پھول
نہایت ہوا غنچہ دل ملول

نہ کام ہوگا کبھی بے بیاس
دل و جان سے منظور ہو انکا پاس

بہم انسے ہوتی تھی گفتگو
کہ وارد تھے جنکی تھی جستجو

ہوئی بات شادی میں جب یہ گفتگو
کہا شاہ دروپد سے یون رو برو

ہوا گو ہر گوش جب یہ سخن
تحیر میں وہ بادشاہ زمن

فزون تھے عقد اس شاہ کو اضطراب
ہوا شرم سے پیرہن آب آب

عبث دل میں تو اپنے دلگیر ہے
جو کہتا ہون میں حکم تقدیر ہے

وہ کیا دیکھتے ہین کہ بہر رو آب
روان گل ہین رشک گل آفتاب

ہر اک دیکھکر گل کو حیران ہوا
کہ دریا بہ رنگ گلستان ہوا

ہوئے مثل دریا وہ انکے روان
کہ ہے نخل کس باغ کا گلفشان

ہوئی قطع ساحل پہ تھوڑی جو راہ
پڑی ایک عورت پہ جاکر نگاہ

جو گرتا تھا دریا میں ہر دم اشک
گل ہو کر اس سے ہوتا تھا رشک

جانا اندر کا کنارے دریا پر تلاش میں گل نیلوفر کی کہ یہ کس نخل کی گل افشانی ہے

ہر اک قطرہ آنسو کا بنتا تھا پھول
نہایت تھی وہ رشک گل دل ملول

بھلا کس گلستان کی تو ہو بہار
بہا تیرے قدمون سے موتی ہزار

مرے ساتھ آؤ تو معلوم ہو
یہ مطلب جو مشکل ہے مفہوم ہو

ہوا ناگہان اس جگہ پر گذر
کہ اک شخص تھا جلوہ گر تخت پر

جو اندر نے تسلیم اسکو نہ کی
طبیعت خفا اس جوان کی ہوئی

جو عورت نے اندر کا دیکھا یہ حال
کہا بد کیا تجھ نے اے خوش خصال

ہوئی اس سخن سے جو تسکین دل
نہایت ہوا دل مین اندر خجل

سنا ماجرا اور آیا نظر
کہ چار آدمی ہین یہان جلوہ گر

قریب اسکے ٹھہرا جو یہ خستہ حال
مہادیو جی یون ہوئے تر زبان

یہ تیاہون پانچون کی مین اب دعا
کہ بطن انسان سے پیدا خدا

یہ سنکر سخن ان سبھون نے کہا
جو ہے تم کو لباس بشر ہو عطا

مہادیو نے سنکے پھر یون کہا
بر آئیگا پانچون کا یہ مدعا

وہ پانچون جو اب ہین پانچون جوان
کہ پیدا ہوئے دیوتون سے یہان

سنی جبکہ دریپدی نے داستان
مٹا صاف چہرے سے غم کا نشان

اگر وصف اس بزم کا ہو رقم
بنے غیرت شاخ طوبیٰ قلم

نمایان ہو حرفون سے سنبل کا بن
صریر قلم مین ہو بلبل کا ڈھنگ

ہر اک نقطۂ خال عروس چمن
گل گلشن ذکر رنگین سخن

جو مصرع کہون ہر گلشن سے بنے
ہر اک صفحہ بھی گل کا دامن بنے

بنے تار سطر رگ گل کے رنگ
کہ ہو قافیہ سرو ہو ورق کا تنگ

اگر صوت ہر اک مین گل سے بنے
تو نال قلم تار سنبل بنے

قلم نے چنا یہ گل انتخاب
نہ ٹھہرے کسی سینے کا ہی اضطراب

با آئین شاہان کشور کشا
اسی نام ہوئی رسم شادی ادا

ہوا وصف جو اسقدر گلفشان
غریبون کے گھر بن گئے گلستان

جو اندر نے دیکھا یہ احوال زن
تخت گلستان بن رشک چمن

سنا رشک گل نے جو رنگین سخن
بنی مثل بلبل وہ غنچہ دہن

چنا گل کا جو اس وش آیا ہاتھ
پھر اس جا سے اندر چلے اسکے ساتھ

مرصع تھا وہ تخت گوہر نگار
زر و لعل یاقوت و مرجان نثار

بھری قہر کی جو اٹھائی نظر
ہوا خشک اندر سے برنگ شجر

یہ جا ہے گھڑی نشست سیم کی
مہادیو کو کیون نہ تسلیم کی

پھنسا تھا عجب رنج و اندوہ مین
جو رکھا قدم دامن کوہ مین

نگر اپنا مشکل پایا انہین
یہ ان کہنے تھا دکھایا انہین

انہین بھی تھی اسی طرح سے تھا غرور
ہوا تھا یہی انسے سرزد قصور

مگر انکے ہاتھون سے ہون کار خیر
گلستان صحرا کی حالت ہو سیر

تو ہونگے یہ یون سے ہمارا ظہور
سراپا بدن پر ہو پوشاک نور

کہا پھر یہ عورت سے اے رشک حور
یہ پانچون ترے ہونگے شوہر ضرور

وہی ان کے ہے یہ خبر خوش جمال
عبث ہی ترے دل مین رنج و ملال

مہیا کیے جشن شادی کے سامان
کھلے باغ عشرت ہر اک سمت یان

ہر اک صفحہ ہمرنگ گلزار ہو
گلستان جنت کو بھی جسکا ہو

بنے رو کش غنچۂ گل دوات
وہ پیدا کرے نکہت گل کی بات

ہر اک دائرہ حلقۂ چشم حور
بیاض سحر تھین بیاض السطور

ہر اک سطر گلشن کی ہو آبشار
قدا سیج اپر سکی پھولون کے ہار

مضامین بنے بلبل خوش نوا
کرے ٹھٹکے کی ہون خوش حسب سے ہوا

سیاہی کو دے چشم بلبل سواد
شب قدر سے مرتبہ ہو زیاد

ہوا جشن شاہانہ ترتیب جب
مہیا تھے شادی کے اسباب سب

عجب باغ عشرت کا پھولا پھلا
چمن زار راحت کا پھولا پھلا

جہیز اسقدر بادشاہ نے دیا
جو مطلب تھا دل کا خدا نے دیا

آنا سفیر کا راجہ دروپد کے پاس طلب جدھشٹر کیواسطے

جو مطلب تھا دلمین کیا آشکار
فرستادہ آیا ہون انکا یہان
دیا شاہ نے یہ جواب سوال
جدھشٹر بہر حال مختار ہے
جدھشٹر کے نزدیک آئے بدر
جھکایا جدھشٹر نے ور ہو سپہر
جدھشٹر نے انکو دیا یہ جواب
سری کرشن کا ہے مگر انتظار
صلاح انکی اب تک دشوار ہے
سری کرشن نے ساتھ سبکو لیا
چلے جاہ و حشمت کے سامان سے

آیا بات و دلکی مشکل ہوئی
جدھشٹر کی رخصت کا ہون خواستگار
ہوئی ہے یہ تجویز کابل وہان
ہین جشن ہوون کیا ہو بیری بحال
ہمین حکم دینے مین انکا ہے
انھین پاؤن تشریف لائے بدر
تصدق کیے اسپ لال و گہر
کہ لازم نہین اسقدر اضطراب
دل و جان سے قدمون پہ انکے نثار
نہ اقرار ہے کچھ نہ انکار ہے
عزیمت کا سامان مہیا کیا
سواری بھی آراستہ شان سے

بہ مضمون ناملکی خود داستان
طلبگار دیدار ہے بادشاہ
انھین بصحت اقلیم اب بھیجیے
وہ ہین گلشن پانڈو کے گلعذار
بدر نے جو پہنچے پایا جواب
جو مضمون تھا سنایا انھین
بدر کی بہت ہر طرح کے تعظیم کی
بہرحال بندہ ہے فرمان پذیر
بہرحال ہے ایسے الفت سے مجھے
کہ ناگہ پہنچے وہ بھی رونق فزا
سب اسباب شاہانہ ہمراہ تھا
گئے ہستنا پور کے جب قریب

بدر نے کیا ماجرا سب بیان
یہ فرزند ہین جب سے نور نگاہ
خزانہ زر و سیم سب دیجیے
انھین اپنے ہاتھ مین ہے اختیار
طبیعت کو پیدا ہوا اضطراب
صحیفہ طلب کا دکھایا انھین
جھکے تھے ہر اک شخص نے نذر دی
چلیگا قدمبوس کو ناگزیر
نہ دینگے وہ جبتک اجازت مجھے
بر آیا جدھشٹر کا دلی مدعا
ہر اک حال مین فضل اللہ تھا
سب ارکان دولت عزیز و حبیب

طبیعت تھی سرو ش سان باغ باغ
نہ تھے صورت لالہ سینے مین داغ
جو تھی رشک گلزار وہ دُرپری
سبک تھا ہر ایک کا اُس سے جی
بہار رخ رشک گل پر نظر
نہ تھی آخر کار کی کچھ خبر
تم اک آن کے شوہر ہوا پانچوان جوان
بچھڑے ل سے بر نظر خفا جہان
دیا سفت مین نقد جان ہاتھ سے
وہ زن بھی گئی ناگہان ہاتھ سے
یہ گذری ہے کسطرح سے داستان
گئی جان قصہ ہوا وہ کہان
حقیقی برادر تھے دو مہر و ماہ
ملی بحر الفت کی اصلا نہ تھاہ
عبادت تھی برہما کی مد نظر
اسی بحر مین غرق شام و سحر
نہان تھے نظر سے ہوئے آشکار
کہا اُنسے کس شے کے ہو خواستگار
کہا زور و قوت مین ہون بے نظیر
ہر اک پہلوان ہون نظر مین حقیر
نہ کشتہ ہون ہم دست اغیار سے
نہ خنجر نہ دشنہ نہ تلوار سے
دکھایا جو اُنکی دعا نے اثر
تو وہ ظلم کرنے لگے سر بسر
گئے ایکدن پیش برہما یہ سب
کہ نازل ہوئی یہ بلا پر غضب
سنا تلخیون کا برہما نے حال
مقرر ہوئی ایک زن خوش جمال
جو آئی یہان صورت دلربا
تو دونون ہوئے دل سے اسپر فدا
بہم تیر الفت کے گھائل ہوئے
ملاقات کے زن سے سائل ہوئے
بہم گرز بازی مین جان آئی کام
ہو عشق مین اُن رقیبون کا نام
کہ ہے قصہ دو روز سب اشتباہ
سنے ہے گھر مین پھر نوجوان کے بیاہ
وہ بارہ برس سیر صحرا کرے
قدم شہر مین پھر نہ ہرگز دھرے

یہان خوب کھیپ آرتے تھے روز
نہ تھا آتش غم کے مانند سوز
پیمبر کی صورت تھے پانچون جوان
نہ کرتے تھے اُس گل کو دم بھر جدا
وہان رہ گئے بید شنکر کے پاس
کہا تیری عزت کا ہے مجھکو پاس
سنے جو پاس سب محبت کمال
نہو سند آسند کی شکل حال
کیا پھر جو شنکر نے اُنسے سوال
مفصل بیان کیجیے مجھسے حال
یہ سنتے ہی نارد گئے تر زبان
کہ تھے سند آسند دونون جوان
محبت مین ہوتی تھی باہم بسر
نہ تھی رنج دنیا سے ہرگز خبر
جو خوش اُنسے اُنکی طبیعت ہوئی
ہر اک پر نگاہ عنایت ہوئی
یہ سنکر سخن دونون گویا ہوئے
دلی آرزو کے وہ جویا ہوئے
رہین یاد ہون علم جادو گری
کہ تابع ہون جن و انسان و پری
سنا جبکہ برہما نے انکا سوال
کہا ایسا ہی ہوگا حاصل سوال
ہوا اُنکے ہاتھون سے ہر ایک تنگ
زمانے کے تھے دشمن نام و ننگ
یہ برہما سے شنکر یہ ہے مدعا
کہ ہاتھون سے ہون ظالمون کے رہا
وہ مہر رشتہ ہر آئین مکر و فریب
زمانے کے دیکھے فراز و نشیب
دیا دل جو ہاتھون سے بیدل ہوئے
کہون کیا گرفتار مشکل ہوئے
ہوئی وہ پری شیشہ دل مین بند
رقابت سے جانون پہ پہونچی گزند
سنا جب جو شنکر نے یہ حال زار
دیا اپنے آپسمین وعدہ قرار
اگر کوئی میعاد ایام مین
قدم رکھے قیصر دلارام مین
جو وعدے کا آپسمین پایا قرار
خوشی عیش و آرام لیل و نہار

چمن سیتی و ستم روانہ شدن ارجن سوئے بیابان از باعث آنکہ برا گرفتن اسلحہ ایام نوبت جہشٹر بخلوت دروپدی رفتہ بود

روانی مین ہے موج دریا قلم
کرے حال صحرا نوردی رقم
وہ بانٹتے تھے غارتگری پہ کمر
کیا آ سکا تاراج اسباب و زر
جو فریاد لایا در شاہ پر
ہوئی پہلے ارجن کو اسکی خبر

اسی شہر مین اک برہمن کے گھر
ہوا رات کو چورون کا گذر
غرض خوب سامان مال و منال
برہمن گریزان ہوا لیکے جان
ہوا حال دُزدی سے آگاہ وہ
بڑا تھا ہوا غمزدہ اندوہ

جو بیٹھا تھا آشفتہ و عجلت شعار — جدھشٹر کے گھر مین گیا ایکبار
لیے اپنے ہتھیار آیا نکل — پڑا خلوت دروپدی مین خلل

ارجن ہم ہوا اس برہمن کے ساتھ — ہر اک چوٹ پر کیا ہاتھ صاف
برہمن نے پائی بلا سے نجات — ہوئی صبح اتنی مین گزری وہ رات

ہوا چاک سینہ شب تار کا — خیال آیا ارجن کو اقرار کا
جدھشٹر کی خدمت مین آیا وہ مرد — مگر خوف سے رنگ چہرے کا زرد

کہا کیجیے جرم میرا معاف — ہوا حکم عالی مین مجھسے خلاف
ہوا فرق میعاد مین کل کی شب — رہا دور تر مجھسے پاس ادب

تماشائے صحرا کی فرصت ملے — بیابان نوردی کی رخصت ملے
سنا جب جدھشٹر نے رخصت کا حرف — زبان پر نہ لایا محبت کا حرف

جو خلوت مین تو آیا کچھ غم نہین — کہ چھپنے سے ہوتا ہے پردہ کہین
یہ تھا راہ پیمان پہ ثابت قدم — بیابان نوردی کا بھرتا تھا دم

روانہ ہونا ارجن کا صحرا کی طرف راجہ جدھشٹر سے رخصت ہوکر

[illegible] — [illegible] ل محبت ہوا
بصحبت برہمن سکے ہمراہ سے — ہر اک علم سے خوب آگاہ تھے

معابد کا منظور انکو طواف — [illegible]
[illegible] — کدورت سے آئینۂ دل تھا صاف

شگوفہ دل ربا بیان عاشق ہونا ارجن کا الوپی دختر باسک راجہ ماران

یہ تھا غنچۂ دل مین اس گل کے خار — ہوئی اس سے جب رونق ہردوار
نہاتا تھا گنگا مین وہ ایک دن — طبیعت بہر طرح تھی مطمئن

نظر آئی ناگاہ شان خدا — ہوئی دختر شاہ ماران فدا
شراب محبت نے بخشا سرور — کیا شیشۂ دل کو الفت نے چور

جو رخصت ہوا دل سے صبر و قرار
نہ باقی رہا عقل پر اختیار
جو اقلیم کا بھگوتی نام تھا
وہان لگئی آنکھ وہ مہ لقا

کیا عشق صادق کا اظہار حال
مجھے وصل کا دمبدم تھا سوال
جو ارجن پہ وہ راز الفت کھلا
سرور شراب محبت کھلا

دیا سوچ سے یہ ملایم جواب
طبیعت کو اب سخت ہے پیچ و تاب
بیابان نوردی جو منظور ہے
ملاقات صحبت بہت دور ہے

نکال اپنے سر سے یہ سودائے خام
نہ ہوگا بر امید سے تا حشر کام
سنا اسنے یہ جو حرف گریز
ہوئی صاف تیغ زبان منہ مین تیز

رہ عشق مین نام کر جاؤنگی
ابھی تجھپہ کچھ کھا کے مرجاؤنگی
ترے سر پہ ناحق چڑھیگا یہ خون
نہ کچھ کارگر ہوگا مکر و فسون

زبان آوری کچھ نہ کام آئیگی
عبث جان اس عشق مین جائیگی
جو سچ جانیے تو صداقت شعار ہے
بہت سخت الفت کا آزار ہے

شفا اسکو باتون سے ہوتی نہین
کرونگی بہم آسمان و زمین
یہ دو پہر تسکین کی کہین کہائیے
سنبھل جائیے ہوش مین آئیے

فدا کرچکی تجھپہ یہ نقد و جان
مرے ہاتھ سے جائیگا تو کہان
جو ارجن نے مفتون دیکھا اسے
محبت مین مجنون دیکھا اسے

ہوا سخت مجبور بے اختیار
نکالا دل گل سے فرقت کا خار
دہن عقد مین اپنے لایا اسے
عجب جام الفت پلایا اسے

کیے عیش و عشرت مین چند روز
مٹا آتش ہجر کا دل سے سوز
ہوا الوداع اس سے پر حزن نصیب
پھر آیا جو ہمراہیون کے قریب

ہر اک برہمن سے کہا اپنا حال
ہوا دور فرقت کا دل سے ملال
لب گنگ سے پھر ہوئے سب روان
دوان صورت انجم آسمان

بیابان نوردی سے ہر وقت کام
شب و روز درپیش کوچ و مقام
ہوئی طے جو کوہ ہماچل کی راہ
بیابان و کہسار پیش نگاہ

ہوا اندر آشرم مین جب گذر
پرسرام ناگاہ آئے نظر
قدمبوس کا لطف حاصل ہوا
شگفتہ بہت غنچۂ دل ہوا

پرسرام نے پاس ارجن کیا
اُترنے کو اچھا سا اک گھر دیا
سکھائے لڑائی کے علم و ہنر
نہ ارجن کو تھی ان فنون سے خبر

ہر اک فن مین شاطر بنایا اسے
فن رزم بالکل سکھایا اسے
کیا تیر افگن اسے بے بدل
ہوا اسکلم انداز وہ بے مثل

لڑائی کے فن مین ہوا لاجواب
کتاب شجاعت مین وہ انتخاب
جو فارغ ہوا ارجن اس کام سے
مرخص ہوا تب پرسرام سے

قلم طرفہ مضمون پیدا کرے
نیا ایک مطلب ہویدا کرے

شگوفۂ دوم بیان سیر ارجن در شہر منپور و عقد او بدختر چترانگد

کہ منپور اک شہر آباد تھا
ہر انسان وہان کا پریزاد تھا
جو راجہ تھا اس شہر کا دادگر
فدا اسکی دختر پہ شمس و قمر

سدا اپنا پایا ہوا نور کا
نمونہ تھا ہر شعلۂ طور کا
وہ گیسو سیہ صورت مشکناب
کہ سنبل کو خجلت سے تھا پیچ و تاب

وہ آنکھیں کہ شاگرد تھا سامری
تصدق نگاہون پہ جادوگری
لب سرخ تھے لعل سے بے بہا
کہ مرجان و یاقوت اُنپر فدا

بیان کیا کرون اسکا وصف دہن
وہ طوطی سی تھی شہد سے شیرین سخن
نہ کیون حسن مین چہرہ ہو لاجواب
وہ گردن تھی مشرق آفتاب

کہین گل سے خوشرنگ اندام تھا
مگر اسکا چترانگد نام تھا
جو ارجن ہوا رونق افزائے شہر
کیا عشق نے صاف رسوائے شہر

ہوا ایک کوچے مین اکدن گذر
کھڑی تھی وہ خورشید رو بام پر
ہوئی آنکھ سے آنکھ جسدم دوچار
دکھائی گل عشق نے یہ بہار

پھر یاد ہر ایک نے علم جنگ
کہ تھے بادشاہان اطراف تنگ

چمن سی و ہفتم آمدن آتش بصورت برہمن پیش سری کرشن جی و ارجن

تعلم بازہ آتش فشانی کرے
عیاں اپنی آتش زبانی کرے
کہ اک روز اک برہمن بدحواس
سو آیا سر کرشن و ارجن کے پاس

کہا بھوک کی آگ ہو شعلہ زن
سلگتا ہے گرمی سے سارا بدن
حکایت برہمن کی جب یہ سنی
بہت اٹھ کے ارجن نے تعظیم کی

بٹھایا اسے اپنے پلنگ کے پاس
کہا بھوک سے اب نہو تم اداس
منگائے وہان تا بتکلف طعام
مہیا تر و خشک میوے تمام

برہمن پھر اس طرح گویا ہوا
تمنا سے دل کا وہ جویا ہوا
یہ کھانا نہیں مجھکو مطلوب ہے
مجھے اور ہی چیز مرغوب ہے

سنا جبکہ ارجن نے اسکا سخن
کہا کیا ہے مطلوب اے برہمن
برہمن نے اسدم دیا یہ جواب
میں آیا ہوں اسوجہ پیش جناب

کہ غمخوار ہو مہربانی کرو
ہٹے غم وہ راحت رسانی کرو
میں آتش ہوں اے ارجن خوش کلام
سنو ایک راجہ تھا سوسنگ نام

اسی فکر میں تھا وہ عالی نسب
کہ ہوں مشکلیں تیری آسان سب
کسی نے کیا ہو نہ جس جگ کو
سے ہاتھوں اسکا سرانجام ہو

کسی برہمن نے اجازت نہ دی
یہ تکلیف و محنت گوارا نہ کی
اسی سے سرانجام سب دور تھا
دل بادشہ سخت رنجور تھا

تجسس میں پھرتا تھا آٹھوں پہر
ہوا اک دن گیا کوہ کیلاس پہ
عبادت و ریاضت بہت خوب کی
مہادیو کو اس سے راحت ہوئی

بتائی یہ آتش پرستی کی راہ
کہ حاصل ہو وہ مطلب بادشاہ
وہ روشن کرے آتش شعلہ بار
کرہ آگ کا جس سے ہو شرمسار

رہی چار سو نہر روغن رواں
شب و روز آتش رہی گلفشان
جو بارہ برس اسطرح ہوں تمام
تو آسان ہے اس جگ کا اہتمام

اسی طرح اس شاہ نے بیدرنگ
نکالا اسی آتش پرستی کا ڈھنگ
گئے روز میعاد کے جب گذر
مہادیو کو شاہ نے دی خبر

جو دُرباسا رکھ اُنکا استاد تھے
بدن منتظم جگ کے وہ ہوئے
کہاں تک کہوں اسکا قصہ تمام
ہوا کچھ دنوں میں وہ جگ اختتام

کہ مجھکو تو اسدن سے ہے عارضا
بہم پہونچی ہے علت امتلا
گیا پیش برہما بہر علاج
کہ صحت پہ آ جاوے میرا مزاج

جو برہما نے دیکھا بہت بیقرار
دوا کا یہ نسخہ کہا آشکار
کہ جو کھانڈو اک بیابان ہے
جلانا نہیں اسکا آسان ہے

جلاوے اگر اس بیابان کو
تو بے شبہ یہ امتلا رفع ہو
گذر ایک دن سوے صحرا ہوا
جلانے کا اسکے ارادا ہوا

دوا درد دل کی نہ حاصل ہوئی
یہ آسان کسی طرح مشکل ہوئی
کہ اندر کا اک سانپ ہے دوستدار
زمانے میں تجھ تک ہے نام آشکار

مقام اسکا ہے اس بیابان میں
وہ رہتا ہے جسکے دامان میں
اسی سبب سے ہے جو اندر کو لاگ
لگاتا ہوں صحرا میں جسوقت آگ

تو پانی کی ہوتی ہے بارش عظیم
دل زار ہے تیغ غم سے دو نیم
مری عقل کچھ کام کرتی نہیں
کر دیا ہوں جنگل میں جھڑتی نہیں

میں اسواسطے آیا ہوں تیرے پاس
اگر تجھکو منظور ہے میرا پاس
حفاظت سے ہے میری مدنظر
نہ اندیشہ کے باران سے پہونچے ضرر

کہ عارضے کا یہی ہے علاج
عنایت ذرا کیجیے مجھپر آج
سنا آگ کا قصۂ سوز غم
کہا کچھ نہ تم لاؤ دل میں الم

یہ چیز میں رکھا ہے مہربان
کہ لائق ترے زور کے ہو گمان
سوا اسکے گھوڑی کی اڑان بر قدم
تجھے چاہیے جسکا زمین پر قدم

چمن شش نہم روانہ شدن ارجن و سری کشن جیو بطرف گانڈو

یہ جیسا بن ارجن پتا رو سیے
قلم کی زبان پر ہے پر سوز حال
ارا یہ ملا تھا جو شنکب بہار
یہ دونوں جو پہنچے بیابان میں
بیابان جل جل کے چٹکنے لگا

کہ کیونکر قت ہون صورت شعلہ لال
ادھی پر چڑھے کشن و ارجن سوا
اجازت جلانیکی دی آن مین
ہر اک نخل آتش کا شعلہ بنا

وہ ہتھیار ارجن کو لائے جو ہاتھ
ارادہ انکے ہوا مقصد کی لی
یہ سنتے ہی آتش ہوئی شعلہ بار
بیابان کرہ آگ کا بنگیا

ارا یہ کمان تیر و ترکش لیے
سری کشن کو بھی لیا اپنے ساتھ
کرہ آتش بھی ہمراہ انکے چلی
جلانے لگی خشک و تر ایکبار
کھلے آگ کے پھول گلشن بنا

بھڑکنا گانڈو نام صحرا کا ارجن کی قوت سے

شجر پہ جلے نگے شعلہ ریز
گیا تو نمین اندر کے پہونچی خبر
جو آیا شتاب ہوا ناگہان
پھر اک سمت طوفان تھا دھان
بلاشک نیا دوک فگن سب بے نظیر
جو اندر نہایت ہوا شرمسار
جو آتش غضب کی ہوئی شعلہ زن
یہ چاہا کہ ہو جلد قصہ تمام
تہر کر شبے تیر آبی نے گرد
کہ ناگاہ آئی فلک سے صدا
یہ نارائن و نر ہی اوتار ہین
پسر نے بھی تچھک کے پائی امان
یہ محنت مشقت ہو سب رایگان
بیابان ہوا جلکے خاک سیاہ
سنو ایک فرزند تچھک بچا
ہوا گلفشان اس سے وہ سینہ سوز
جو آتش نگہبان بچون کی تھی
جو بارش پر آئے سحاب قلم
شتا عارضہ استلا کا اوسے
کہا دل کی حاصل ہوئی آرزو
اشارہ کسی چیز کا مجھ سے ہو
بہلا خون کی ہر دم ہے مجھکو تلاش
تو بیشک ہے مطلب کا حصول

کہیں مہر محشر سے تھی آنچ تیز
ہوا آگ خیمگا برنگ شرر
برسنے لگا شکل باران وہان
نیا قلزم سو حرن تھا روان
برستا تھا ہر سمت باران تیر
بنا جسم فوارہ آبدار
ہوا فصاد انھون سے سینہ چمن
لیا بجر سے اپنے میدان مین کام
ہوئی گرمی آتش بجز سرد
بھلا راجہ اندر سے پہلے کیا ہوا
پرستش کے دونون سزاوار ہین
بچی ہاتھ سے آگ کے اسکی جان
کہ آتش سے تچھک نے پائی امان
پر کا چھوڑا نہ آتش نے آہ
نہ اس آگ کی آنچ پہونچی ذرا
تیرے کام آویگا مین ایک روز

ثمر جل کے الماس پارہ ہوا
بدن جلکے شعلہ بھبھوکا ہوا
دیا حکم جلنے نپایا مین رخصت
جو آتش کا ارجن نگہبان تھا
کر شتے پہ آیا نہ اک قطرہ آب
خجالت نے ایسا کیا آب آب
ہوا آپ ہاتھی پہ اندر سوار
جو ارجن کو تھی یاد تیر افگنی
جو اندر ہوا بحر حسرت مین غرق
سر کشن و ارجن سے کرتا ہی جنگ
وہ تچھک کہ جو تیر ہی وہ دستدار
مگر زن اس افعی کی بیشک جلی
ہوئے گوش زد جب گہی یہ سخن
کف دست سے صاف تھی وہ زمین
جیابان مین ایک یوجی جسکا نام
کر جو شان خالق کو کیا کوئی غور

چٹخنے پہ بھی ٹپکا سا شرارا ہوا
یہ محشر کا سامان مہیا ہوا
برسنے لگا ایک باران سخت
گری لیکے ہوسے کام پہ جان تھا
ہوئے جلکے جاندار صحرا کباب
کیا صاف ملبوس شکل سحاب
کیا گرم ہنگامہ کارزار
ہوئی سرد وہ آتش دشمنی
گیا اور بھی اسکی غیرت مین فرق
یہ ثابت ہوا آج کھائی ہے ہنگ
ہوا پہلے اس معرکہ سے قرار
پھری تیز ارجن کی اسپر چلی
تو اندر نے لی صاف راہ وطن
ہوا سارا جیو زندہ جانین بچین
امان اسکو ارجن نے دی لاکلام
بچے چار بچے پرندون کے اور
جلا سب آ نہیں کچھ ایذا ہوئی
کیا اپنا جی بھر آتش نے کام
سری کرشن و ارجن کے آئے قریب

بیان جھلسم دریا کی صحبت ارجن و سری کرشن جی از جنگل کانڈو

بجھادی جو اس آتش کو آب قلم
ہوا شوق تازہ غذا کا اسے
تمھاری بدولت ملی آبرو
زبان مبارک کو تکلیف دو
کرو دل دشمنون کا کرو پاش پاش
کہا مشورہ ہے تمھارا قبول

جلا پندرہ دن مین صحرا تمام
جو آتش کے چمکے ہوئے تھے نصیب
دلون مین جو ہوا آپکے مدعا
کیا اس سے ارجن نے پہلے سوال
یہ سنکر صلاح اسنے ارجن کو دی
سری کرشن نے آگ سے پھر کہا

سر چشم سے اسکو لاؤن بجا
نہین چاہیے نقد و اسباب مال
بن آئے جو پوچھا مہادیو کی
مرا ہے فقط ایک یہ مدعا

خیابان سوم از چمنستان ہندوستان یعنی سبھا پرب از کتاب مہابھارت مشتمل بر دو ہزار و پانصد و یازدہ شلوک است

قلم اب بنائے عمارت کرے
چودہ دیو دلی مین وارد ہوا
ہر اک رنگ کے اسمین نقش و نگار
چھتون پر پڑا پھول گلزار کے
کیا دیو نے صرف کار طلسم
زمین پر عمارت وہ تعمیر کی

چمن اول در بیان ساختن مے دیو عمارت نادر

ہنر مین عمارت کے ہشیار تھا
گلستان فردوس جسپر نثار
سیہ مہر روزن تھے دیوار کے
عجب گلفشان تھی بہار طلسم
قلم کو نہین تاب تحریر کی

عمارت کی وہ طرح ڈالی وہان
فلک نے بھی حسن لطف و خوبی کا گھر
زمین پر مکان رشک گلشن بنا
چمن پر وش کے بنائے وہان
زبان سے ہون اوصاف کیونکر بیان

صفا مین کی تیار تازہ وہ گھر
بلندی مین جو غیرت آسمان
نہ دیکھا کبھی آنکھ سے عمر بھر
ہزارون وش جان بلبل فدا
کہ ہر گل تھا رشک گل بوستان
سجا ہر کہون رشک باغ جنان

تعمیر ہونا عمارت سبھی کا مے نام دیو کی صنعت سے

جو آراستہ وہ عمارت ہوئی
تو راجہ جدھشٹر کو فرحت ہوئی

بنا دیو سرکار کا خیرخواہ
ملا رتبہ و حشمت و مال و جاہ

جدھشٹر کے ملین گیا اپنے گھر
ہوئے متصل محنت سے شیرین ثمر

ہوئے جمع شاہ خراسان و روس
جدھشٹر نے فرمایا اسمین جلوس

کھلے اس عمارت مین ابواب عدل
کشادہ ہوئے ہوکے سب باب عدل

وہ دریائے بخشش ہوا موج زن
ہوئے آبرودار ہر مرد و زن

نہ محتاج تھا صاحب تاج تھا
عجب طرح کا سنجگی راج تھا

کسیکو نہ تھا فکر دنیا کا رنج
ہر اک شخص کے پاس قارون کا گنج

چہل و ششم در بیان آمدن نارد نزد جدھشٹر و رسانیدن پیام

جدھشٹر کو نارد ملے ایک روز
کہا اے شہنشاہ گیتی فروز

سورگ ہے جو لوک ایکدن تھا گیا
ملے پانڈو مجکو وہان یہ کہا

کہ راجہ کو جا کہنا یہ میرا پیام
کہ دین راجسو جگ کو انتظام

جدھشٹر نے جسدم سنے یہ کلام
کہا دیکھیے جگ کا انتظام

بہت اسمین اسباب درکار ہے
درستی سر دست دشوار ہے

سری کرشن چاہین تو آسان ہو
تعلق انہین سے یہ سامان ہو

ہوا اس قصد نے انکے پایا قرار
کہا بھیم سے جاے وہ برق وار

سری کرشن کو ساتھ لائے یہان
یہان آنے پہ بھی ہو پیر ازمہان

جو یہ حکم حاصل ہوا بھیم کو
روانہ ہوا انکی تسلیم کو

ہوا کی طرح جلد پہونچا وہان
سری کرشن کو ساتھ لایا یہان

جدھشٹر کو فرحت تھا انتظار
سری کرشن کے واسطے بیقرار

جو مدت سے تھا ہر گھڑی دھیان تھا
ملاقات کا دل مین ارمان تھا

کرشن جی آ گئے وہ جلوہ گر
تصدق کیے اپنے لعل و گہر

منور ہوئین آنکھین دیدار سے
لیا انکو ہر ایک نے پیار سے

فزون حد سے تعظیم و توقیر کی
جگہ بیٹھنے کو سر آنکھون پہ دی

سنائی وہ نارد کی سب داستان
کیا پانڈو کے حال کو بھی بیان

یہ سنکر ہوئے آپ مصروف کار
نکالا دلون سے ہر اک کے خار

جراسندھ اک ملک کا شہریار
مقید تھے راجہ وہان بیشمار

یہ مطلب تھا پائین رہائی اسیر
کہ راجاؤن کی ہو جماعت کثیر

اسی وجہ سے کرشن عالی وقار
ہوئے آپ بھی اسکی جانب سوار

کہ محبس سے ہون یا دشمن سب ہلا
ہزارون تو ان جگ مین اکیجا

بہت جلد دیکھا کہ اسمین بیکاس ہے
سب اسباب مطلوب تیار ہے

سری کرشن نے کوچ جلدی کیا
فقط بھیم کو ساتھ اپنے لیا

ہوئے پہونچے جراسندھ کے شہر مین
گرفتار تھا آپ وہ قہر مین

خبر بھیم کی جبکہ پہونچی اسے
اجازت شجاعت نے یہ دی اسے

ہوا بھیم سے وہ طلبگار جنگ
نکل آیا میدان مین شکل نہنگ

ہوا گرم بازار جنگ و جدل
لپٹنے لگے سب سپاہون کے دل

نہ تھے نبرد کشتی مین یہ پہلوان
کہ کرنے لگے زور کے امتحان

ہوا خوب کشتی کا ہنگامہ گرم
کہ مشت و لگد سے ہوئے جسم نرم

ہوئے بھیم کو اسطرح جلکے جواب
کہ سہ جنگ کی نہ لایا یہ تاب

بدن چور کشتی مین تھا اسقدر
ہوا بھیم کو اپنے جی کا خطر

لڑائی وہ میدان کشتی مین گرد
کہ ہو شو نہ پہنچی بھیم سے آہ سرد

دقیقہ نہ کوئی وہان اٹھ رہا
ہر ایک بند مین بند اسکو کیا

رہا تین دن تک لڑائی کا شور
ہوا رائیگان بھیم کا علم و زور

سرکنے لگے جسم کے بند بند
گیا کرشن کے پاس یہ درد مند

پہ کی غرض جلد جو ہوا دکھین
جراسندھ سے تاب کشتی نہین

نہین ہے مجھے قوت کارزار
طبیعت گئی اب نہ لا در ہار

کر دکچھ علاج اپنے بیمار کا ۔ شگفتہ ہو غنچہ دل زار کا
تجھے فتح کل ہوگی بیشک نصیب ۔ جراسندھ کی موت آئی قریب
ہوا ماہ پرنور کا منہ سفید ۔ ہوئی شام انجم کی صبح امید
سر کرشن جی نے اشارہ کیا ۔ لیا ہے خس کو دو پارہ کیا
ملا ہاتھ پھر بھیم کی پشت پر ۔ اسے قوت تازہ آئی نظر

کہا کشن نے تو ظفریاب ہے ۔ جبث ال اتا آج بیتاب ہے
گئی جب وہ روز چہارم کی شب ۔ نہاں ہوگئے انجم و ماہ شب
پھر آئے اکھاڑے میں دو پہلوان ۔ ہوا گرم میدان کشتی وہاں
وتیقہ ہوا بھیم پر آشکار ۔ جراسندھ کی پھنسا آہن بار
اٹھا کر جو بالا سے سر لیگیا ۔ دو ٹکڑے زمین پر ہوا لہ کیا

کشتہ ہونا راجہ جراسندھ کا بھیم کے ہاتھ سے

لیا ہاتھ میں ایک پائے جوان ۔ اٹھایا اسے جانب آسمان
جو فیروزی اسطرح حاصل ہوئی ۔ خدا داد آسان مشکل ہوئی
وہ چرخ شجاعت کا تھا آفتاب ۔ خدا شکل پر صورت ماہتاب
ہوا تاج شاہی سے وہ سرفراز ۔ رعیت کو تھا عدل پہ اسکے ناز
رہا سب کچھ غم گراں سے کیا ۔ جدا بلبلوں کو خزاں سے کیا
ہوئے آکے دہلی میں دونوں خوش ۔ بر آیا جو مقصد کا سب مدعا

دبایا ادھر پاؤں زیر قدم ۔ بروانہ ہوئی روح سوئے عدم
ہوئی صبح عمر جراسندھ تمام ۔ وہ رکھتا تھا فرزند سہدیو نام
سر کرشن نے اسکو جب پدر ۔ بٹھایا بہ لطف و کرم تخت پر
وہ راجہ جو محبوس تھے قید میں ۔ در آئے تھے شاہوں کی صید میں
جنہیں فتح نایاب حاصل ہوئی ۔ چلے شہر سے اور منزل ہوئی
وہ راجہ بھی اپنے وطن میں گئے ۔ بہار آئی بلبل چمن میں گئے

ملا قید خانے سے غم کے فراغ ۔ ہوئے سب کے دل شل گل باغ باغ
سرانجام وہ پیشکش کا لیا ۔ قسم ہو بھلا مجھ سے تفصیل کیا
یدھشٹر کی خدمت میں حاضر ہوئے ۔ وہ خدمتگزاری میں قاصر ہوئے
وہ اسباب نادر مہیا کیا ۔ کہ جسکی صفت کی نہیں انتہا
نکل بھیم و سہدیو ارجن یہ چار ۔ چلے چار جانب کو شکل بہار
کہ لائیں وہ شاہوں کو اطراف سے ۔ بلائیں وہ پریوں کو بھی قاف سے
ہوئے جمع سب راجہ جہان ۔ جتنے دور نزدیک آئے وہان
عزیز و قریب و قدیم آشنا ۔ ہوئے طفل پیر و جوان ایک جا
ذرا کسی نے یہ سامان دیکھا نہ تھا ۔ یدھشٹر کو راجاؤں نے جو دیا
کرون صفت آسمان کا کیا رقم ۔ فزون حد سے سامان جاہ و حشم

انتظام دینا جگ راجسو کو راجہ جدھشٹر کا

وہ آراستہ مجلس دل فروز ۔ کہ دیکھے وہ دشمن تو سینوں کے سوز
رقم مختصر میں ہوا حال طول ۔ کہ مطلب ہے سب باقی فضول
یہ انجام ہیدا اور آئین تمام ۔ ہوا راجسو جگ کا جب اختتام
سری کرشن شاہوں کے سرتاج تھے ۔ وہ جادوں میں بھی مہاراج تھے
زمین آسمان کے وہ مختار رہیں ۔ وہ دونوں جہان کے خبردار رہیں
یدھشٹر نے پہلے پرستش جو کی ۔ حماقت کو سسپال نے راہ دی
ہوا برق غصے سے جلنے لگا ۔ بنا شمع محفل پگھلنے لگا
ہوئی آتش خشم جب شعلہ زن ۔ یہ گرمی میں منہ سے نکالا سخن
کہ جس بزم میں رونق افروز ہوں ۔ جہان بزم میں فرحت اندوز ہوں
پرستش سری کرشن کی ہو یہان ۔ کرے ہے اپنے نزدیک دگا وہان
زبان سے یہی کام لینے لگا ۔ غلا صد و دشنام دینے لگا
جو وہ بدزبانی سنی بھیم نے ۔ جو وہ لن ترانی سنی بھیم نے
وہ غصہ کے جامے سے باہر ہوا ۔ سراک سوتن جل کے اخگر ہوا
کہا دیجیے اسکو کیا انتقام ۔ نہیں جانور کی زبان میں لگام

کوئی ہاتھ تلوار کا چھوڑ دے / یہ بیہودہ بکتا ہے منہ توڑ دے
تامل ہے لازم نکر اضطراب / کہ خود کشن جی اسکو دینگے جواب
مگر منع بھیکم نے اسکو کیا / نہیں ہے سزاوار عجلت کی جا
کہ اتنے میں اُن نے سو گالیان / سری کرشن نے طیش کھایا وہان

کشتہ ہونا سسپال کا سری کرشن کے ہاتھ سے

پلایا اُسے آب شمشیر تیز / تن زار سے روح نے کی گریز
کہ سسپال جس وقت پیدا ہوا / عجب شکل سے وہ ہویدا ہوا
کہوں کیا کیا ہاتھ پشت مین تھے / وہ ہم شکل آئینہ حیرت مین تھے
سخن میرا ہر دم ہے یادگار / نہ ہر سر سے ہوئے گل ہمکنار
یہ اعضا جو زائد ہین معدوم ہون / تو آثار برگ ایسکے معلوم ہون
پڑا جب یہ در سخن گوش مین / وہ پلنے لگا مان کی آغوش مین
دیا گود مین اُنکی وہ نونہال / نمایان ہوئی قدرت ذوالجلال
ہوئی مادر مہربان ترسناک / گریبان عشرت ہوا چاک چاک
جو سرزد ہون اس سے قصور بزرگ / نمودار ہون گر گناہ سترگ
سبب سب تامل کا لکھے قلم / یہ احوال ہے اس طرح سے رقم
سنو صفت خاص پروردگار / وہ رکھتا تھا شستہ بازو چہار
کہ ناگاہ نازل ہوئے جلوہ گر / کہی اسکی مان سے یہ تازہ خبر
کہ جس شخص کی گود مین یہ پسر / خدا کی عنایت ہے جلوہ گر
وہی شخص قاتل ہے اس طفل کا / سمجھنا نہ فرق اس سخن مین ذرا
سری کشن اک روز آئے وہان / ہوئی شاد وہ مادر مہربان
وہ اعضا زائد نہان ہو گئے / نشاں ہوکے سبھی عیاں ہو گئے
سری کرشن سے عرض کرنے لگی / سر شمشیر قدمون پہ دھرنے لگی
یہ لطف و کرم کیجیے گا معاف / یہ آئینہ دل ہو اس سے صاف

سہرکیش نے جب سنا یہ سوال
کہا راحت جان ہے یہ نونہال
کیے مین نے سو جرم اسکے معاف
نہ ہوگا اس اقرار سے پر خلاف
فقط پردہ باری کا تھا یہ سبب
وگرنہ ہوا اسپہ نازل غضب
سہرکیش نے شرط کی جو ادا
یہ سسپال خالا کا فرزند تھا

چمن سوم دربیان وجہ تسمیہ جراسندھ

سنو اب جراسندھ کی ابتدا
کہ کس طرح دنیا مین پیدا ہوا

کہ اک بہدرتھ نام تھا شہریار
کہ اقلیم مگدھ پہ اسکے اختیار
وہ اس شاہ دوران کو منسوب تھین
دل و جان سے کچھ بڑھکے محبوب تھین
اسی غنچہ دلمین تھا خار غم
خزان بھی بہار جنان یکقلم
کہا درد دل اپنا درویش سے
نکالے وہ خار الم ریش سے
دعا سے جو اسکی ہوا اک گلعذار
گلستان مین آئے مرے نو بہار
ہوا شاخ سے آم ناگہ جدا
کہ ہو سیب جنت کا جسپر فدا
دیا شہ کو اسنے یہ تازہ ثمر
کہ ہو نخل امید کا بارور
دیا دونون محلون کو وہ ایکبار
ہوئی حمل کی شکل کچھ آشکار
پھر اک شخص کو ایک سکتا ہوا
ثمر کیا ملا یہ نیا گل کھلا
وہان پھینک آیا جو بستی سے دور
ہوا غم سے اس شاہ کا چور چور
جو دونون ادھوتکو اک جا کیا
برابر سے آپسمین چپکا دیا

یہ شاہ بنارس سے ہر داستان
کہ توام تھین اس شہ کی دو لڑکیان
مگر دل مین اولاد کا داغ تھا
کہ بے پھول پھل شاہ کا باغ تھا
دل و جان سے ہر دم تلاش پسر
ہوا ایک زاہد کا ناگہ گذر
وہ مرہم دیئے زخم پر درد پر
کہ ہو نخل امید کا بارور
وہ درویش بیٹھا تھا زیر شجر
شجر نام سے آم کے نامور
گرا آکے دامن مین درویش کے
لگا پھل یہ گلشن مین درویش کے
ہوا راجہ کو زاہد سے وہ پھل بلا
ترا شا چھری سے دو پارہ کیا
جو ایام موعود پورے ہوئے
پسر دو ہوئے پر ادھورے ہوئے
غرض دونون لاشونکو محکوم نے
کفن بہر تدفین لاکر دیے
انھین یوں زنے جو پایا وہان
جرا نام تھا وہ ہوئی شادمان
خدا ساز اک گل نمایان ہوا
وہ دونون ادھوون کا انسان ہوا

جراسندھ کی پیدائش کا بیان

مگر وقت چھپیدن پھر و لخت ہوئی رعد کی طرح آواز سخت
یہ آواز کانوں میں سب کے گئی دہل اٹھا ہر اک کا قالب میں جی
وہ اجبہ رانی وہ محکوم سب چلے ایک جا ہو کے تھا وقت شب
وہ اجبہ جو بستی کے باہر گیا سنو اک [illegible] کا نیا ماجرا
پڑھی یہ زن کی جو انپر نظر ہوئی شاد دل میں زیادہ پسر
کہا شاد ہے یہ مبارک سمجھے ترے حال پر رحم آیا مجھے
یہ آغاز اسکا وہ انجام تھا ترا سیدھا سو جیسے نام تھا

چمن چہارم در بیان اسباب حسد عشاد جرجودھن

قلم تازہ مطلب نگاری کرے تماشائے فصل بہاری کرے
تجلی ہوا جگ کا اختتام وہ مہمان خدمت ہوئے جب تمام
لٹے بہاری خلعت عنایت ہوئے ہو آئے تھے راجہ رخصت ہوئے
سنو ایک دن کا یہ احوال ہے وہ ارجن و جرجودھن بھیم سب
عمارت کی ہر طرح کرتے تھے سیر غرض اقربا سب تھا اور غیر
وہ کرتے تھے گلگشت گلزار کی صفت تھی مکان طرحدار کی
ملا ایک شیشے کا نایاب حوض صفائی میں تھا رشک مہتاب حوض
سنو حال جرجودھن بے شعور کیا عقل نے اسکی تازہ فتور
وہ سمجھا کہ یہ حوض پر آب ہے صفائی میں آب اسکا نایاب ہے
تصور کیا پیرہن تر نہو یہ پوشاک پانی کی چادر نہو
وہ دامن اٹھا کر ہوا جب روان تھا حوض میں آب کا کچھ نشان
خجالت سے دل میں گیا آپ آپ بنا پیرہن اسکا رشک سحاب
وہ وہ باہر ہوا شرم کی چاہ میں جو رکھا قدم بیشتر راہ میں
ہوا دور جب حوض سے پھر وہ چار گھر سے کہیں آب تھا آبدار
صفا غیرت چشمۂ آفتاب نظر میں وہ آب موتی کی آب
خجالت زدہ تھا جو وہ بے شعور چڑھی بحر آسکے بوسے غرور
قدم بے تکلف جو رکھا وہان ہوئی برخلاف اسکے حالت عیان
کہ غوطے وہ پانی میں کھانے لگا حیا کے عرق میں نہانے لگا

غوطہ کھانا جرجودھن کا حوض طلسمی میں

ہوا شرم سے جسم تر آب آب
وہ غصہ کہ کھاتا تھا دل پیچ و تاب
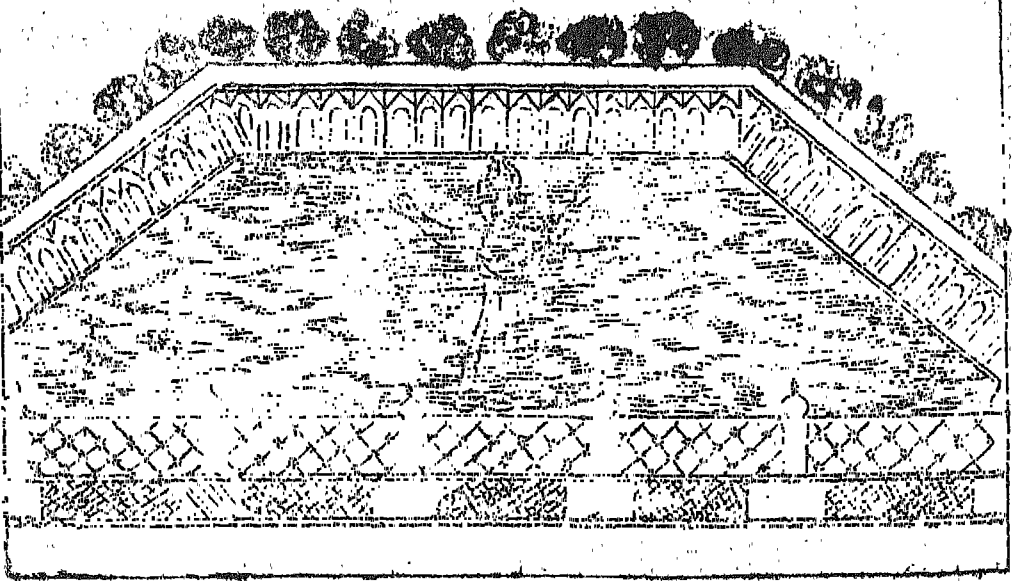
خجالت کے دریا مین تھا غوطہ زن
بنا چادر آب سب پیرہن

لباس مکلف ہوا تر بتر
ہنسے بھیم ارجن اسے دیکھکر

ندامت زدہ سخت نادم ہوا
خجالت سے وہ جیتے ہی جی موا

وہ تیغ حسد نے کیا اسکا کام
ہوئی جمع عشرت کی اکبار شام

دکھایا خجالت نے یہ روز بد
ہوا سینہ مجروح تیغ حسد

تڑپنے لگا زخمیون کی طرح
اڑا صفا چہرے سے رنگ فرح

نہ تھا ایکدم رات دن مین قرار
وطن کو روانہ ہوا شرمسار

اسی غم سے کڑھتا رہے راتدن
چڑھا سر پر اسکے تھا تازہ جنون

چھپن پچھم در بیان قمار بازی راجہ جدھشتر و جرجودھن

جدھشتر کی شوکت کا ہر دم خیال
جدھشتر کی عظمت کا ہر دم خیال

برا ناتوان ہیچ و مقدور تھا
پدر بھی تو آنکھون سے معذور تھا

سکنی غال اسکا دغاباز تھا
شب و روز ہمدرد و ہمراز تھا

پڑا عقل مین اسکی تازہ خلل
بنائی نئی گیتین و دغل

پڑی اس جگہ طرح بزم قمار
کروڑون کی گھٹنے لگی جیت ہار

چلا صحبت بد مین تازہ رنگ
جدھشتر سے پوشیدہ پانسونکا ڈھنگ

دکھایا جو کلجگ نے اپنا اثر
یہ سب ہار بیٹھا وہان سر بسر

بری صحبت مین بھی مصیبت گری
کسی طرح ہرگز نہ دولت اڑی

دغاباز کے چڑھ گیا داؤن پہ
رہی دشمنی کی نہ اصلا خبر

انھون نے زر و مال جیتا تمام
نہ چھوڑا خزانے مین بھی ایک دام

نہ گھوڑا نہ ہاتھی نہ لشکر رہا
نہ گوٹا نہ ٹھپا نہ زیور رہا

لیا ہاتھ سے ملک تاج و نگین
سب اسباب راحت کے مال و زمین

کیا تنگدستی نے مفلس کمال
نہ باقی رہا پاس مال و منال

پڑی مفلسی حیف پانسون کی چوٹ
کہ اس چوٹ سے ہو گیا لوٹ پوٹ

گئے حشمت و جاہ و باغ و مکان
غرض دروپدی کو بھی ہارا وہان

جماعت وہ سب نا خدا ترس تھی
کسی نے جدھشتر کی عزت نہ کی

پھپھولے دلون کے لگے پھوٹنے
محبت کا رشتہ لگے ٹوٹنے

نہ کچھ ننگ و ناموس کا پاس تھا
کسی بات کا کچھ نہ وسواس تھا

وہ پکڑے ہوئے ہاتھ مین سر کے بال
عفیفہ کو لائے حرم سے نکال

بہت خوش تھا جرجودھن پرغرور
شراب تکبر سے حاصل سرور

بٹھایا اسے اپنے زانو پہ حیف
جو بات مین چلتی تھی مانند سیف

سر بزم اس گل سے تھا ہمکلام
کہ لونڈی ہے تو میری ہم سب غلام

سنا دروپدی نے جو اسکا سخن
کہا اس سے اے بیحیا بدچلن

ترا اسقدر ہے مجھکو بنائے کنیز
زبان تھام خاموش اے بدتمیز

رہا مجھپہ راجہ کا کیا اختیار
وہ پہلے گیا آپکو تجھ سے ہار

دغاباز نے کچھ نہ اصغا کیا
دوساسن کو یہ حکم تازہ دیا

دشٹ پے کو تو دروپدی کے اتار
کہ ہوتے ہین پانچون جوان شرمسار

دوساسن نہایت بد اندیش تھا
بدافعال تھا اور بدکیش تھا

وہ بیٹھا تھا اٹھا بہت شادمان
لباس بدن اسکا کھینچا وہان

قلم دیکھ عبرت کا ہے یہ مقام
زبان ان سے نہ لے بڑھکے کام

لگے ہاتھ سے پردہ پوشی کا ڈھنگ
سرکشن مین حافظ نام و ننگ

وہی بیکسون کے مددگار ہین
بلاشبہ عیبون کے ستار ہین

جو بھیکم و دروشٹ نے دیکھا یہ حال
ہوئے آگ کیطرح غصے سے لال

ملامت وہ کرنے لگے برملا
کہا سب طرح سے برا اور بھلا

نہ تھی اٹھا کوئی کہنے کو بات
سمائی دل بھیم مین کیا واہیات

خدا کا بھی کچھ خوف ہے یا نہیں
فلک ٹوٹے پھٹ شق ہو زمین

مگر کچھ سمجھتے نہ تھے بھید کا
قیامت کا اک شور و غوغا ہوا
مٹائے ابھی انکا نام و نشان
گلستان قدرت کی دیکھو بہار
تمھین بیکسون کے ہو فریاد رس
یہی پردہ پوشی کا ہنگام ہے
عدو در پئے رنج و آزار ہے
یہ گوہر کئے دروپدی نے نثار
تھکے ہاتھ بازو ہر اک شل ہوا
دغا باز سب نا خبردار تھے
کسی کی نظر مین نہ آیا بدن
گیا دیوتا ایک نزد کبیر
جواب اس طرح دیوتا کو ملا
اگر کوئی اسوقت دے سو ہزار
سنا دروپدی کا جو احوال زار
قیامت کا سامان برپا کیا
بغیر اسکا انجام ہوتا نہین
جو کچھ تمکو اسوقت مطلوب ہو
خطا تیرے لڑکون کی ہو اب معاف
مگر ایک شئے کا ہے تم سے سوال
سلاحون کا انسے ہو خواستگار
وہ سب گلشن پانڈو کے گلعذار
بلاؤ خداشتر کو پھر ایکبار

سر و پر تھی اسوار انکے قضا
نیا حشر مجلس مین برپا ہوا
سے ہے صفحۂ دہر مین انقلان
نیا گل کھلائیگا ہو بیقرار
کہ باقی نہین فرصت یکنفس
یہان دستگیری کا اب کام ہے
سوا آپ کے کون سنتا ہے
ہوئی انکی قدرت عیان آشکار
دوساسن کا سب زور مہمل ہوا
وہ شامت مین اپنی گرفتار تھے
بھری سارے کپڑون سے وہ انجمن
ضرورت ہے اسدم نہ ہنگام یہ
کہ اسوقت کپڑا نہین ہے ذرا
نپائیگا کپڑے کا وہ ایک تار
طبیعت ہوئی ہے یہان بیقرار
عفیفہ کو ناحق یہ صدمہ دیا
سر و پیر اٹھائی ہے ناحق زمین
زر و مال جو کچھ کہ مرغوب ہو
رہے زنگ سے دل کا آئینہ صاف
یہ پانچون جو ہین پانڈو کے نونہال
جدھر چاہین جائین بشکل نہال
چلے سوئے دہلی برنگ بہار
اب اس شہر کا ہے یہ پھیلے تمار

خدا نے کیا انکی آنکھون کو نیند
نہ آئی مگر بھیم کے دلکو تاب
خداشتر نے اسکو اشارہ کیا
کیا کشن کو دروپدی نے جو یاد
یہ ہنگام اب چارہ سازی کا ہے
سر عام عزت بچاؤ مری
کرو پاس اب ننگ و ناموس کا
غرض یہ ذالقصہ کھینچا وہ طول
یہان ہیچ باقی رہا تار ایک
دل کشن کو تھی جو الفت تمام
رقم ہو سکتا نہین یہ داستان
مجھے پارچہ تھوڑا درکار ہے
نہین ہفت کشور مین کپڑے کا نام
جو آنکھون سے معذور تھا بادشاہ
نہ دیکھا مری چشم بے نور نے
نہایت ہوا دلمین وہ خوفناک
دروپدی کو بلایا قریب
طلب کر جو تجکو ہو اے نیکنام
کہا دروپدی نے کہ اے بادشاہ
مناسب ہے لڑکون سے اپنے کہو
کہا شاہ نے مجکو ہے یہ قبول
وہان سے چلے جب وہ پانچون جوان
جوئے مین جو ہارا ہو وہ ملک و مال

کہان کی نصیحت کہانکی یہ پند
یہ چاہا کہ دے دشمنون کو جواب
تامل کی جا وقت ہے صبر کا
کہ فریادرس تم ہو دو میری داد
یہی وقت بندہ نوازی کا ہے
کہان ہو یہ عزت بچاؤ مری
ملوگے نہ پھر ہاتھ افسوس کا
کہے عقل انسان نہ ہرگز قبول
لگا صحن مجلس مین انبار ایک
کیا پردہ پوشی کا مجلس مین کام
کہ اسوقت یہ معرکہ تھا وہان
جو بیچو تو بندہ خریدار ہے
گیا ہستناپور مین آ بدھ تمام
ابھی غم سے رنجور تھا بادشاہ
کہ بولا یہ گھر طفل مغرور نے
اڑائی ہے سرپے کشتی مین خاک
کہا یہ پسر تیرے ہین سب بدنصیب
خدا اسکا لڑکون سے لے انتقام
نہین ہے کسی چیز کی مجکو چاہ
کوئی انسے اصلا مزاحم نہو
ہوئی دروپدی کی تمنا حصول
پسر نے کیا باپ سے یون بیان
زر و نقد و الماس یاقوت و لعل

پڑے سے اون آ سکا تو لے سبھی پھیر
نہ ہرگز ہو پھر ایک لحظے کی دیر
اگر اسکا پانسہ پڑے برخلاف
تو یہ شرط ہے درمیان صاف صاف

کہ بارہ برس سیر صحرا کرے
قدم شہر مین پھر نہ ہرگز دھرے
اگر بارھوین سال ہو آشکار
وہ نظروں سے انسان کی ہو دوچار

تو پھر چاہے صحرا نوردی کرے
بیابان کا بارہ برس دم بھرے
پدر اسکا آنکھوں سے معذور تھا
مگر دیدۂ دل بھی بے نور تھا

ٹھکانا اب کہ ایمان کا
بھروسا فقط اسکو ہے کان کا
کیا راستی سے پھر اسکو طلب
نہ باقی رہی حوصلہ دل کا اب

دغا باز شکل دکھائین اسے
پہاڑوں پہاڑوں پھرائین اسے

چمن ششم در بیان شرط صحرا نوردی دوازدہ سال

ظلم سے یہ ہنگام رنج و محن
کہ چھپتا ہے پھولوں سے صحن چمن
خزان کی ہے آمد گلستان مین
بہار اب ہے رہ گئی بیابان مین

ستارہ ہے گردش مین اقبال کا
کہ کس طرح خالی ہو گھر مال کا
یہ تکلیف راحت کا سامان ہے
الم رنج عشرت کا سامان ہے

نہ جبتک گلستان مین آئے خزان
نہ دیکھے بہارون کا منھ بوستان
ملے دامن گل سے جو خار ہین
یہی رنج عشرت کے آثار ہین

سنو درد دنیا سے انسان ملول
پس از رنج ہوتی ہے عشرت حصول
جدھشٹر جو آیا پھر اوس بزم مین
بیابان نوردی سے تھا عزم مین

سکنی نے ولے کین جو شرطین بیان
دکھایا بساط دغل کا سمان
جو پھینکی گئی کعبتین دغل
جدھشٹر کی راحت مین آیا خلل

نہ باز آیا بازی سے ہارا وہان
رہا کچھ نہ باقی اجارا وہان
مناسب تھی راجہ کو ایفائے شرط
پھر اسمین تھا اسکے غوغائے شرط

جوا کھیلنا راجہ جدھشٹر کا جرجودھن کے ساتھ

مکان بدر ہین جو یامان کا گھر نا
چلے پا گلشن شہر سے جب وہ گل
جو ہمدم تھے انکے پریشان تھے
کہ ناگاہ نارد بھی آئے وہان
دغا باز ہی اکدن کریگی خراب
مگر وہ دغا باز بدکیش تھے
سنو شہر سے اب نکلنے کی شکل
جو نظر و نہین تھا تو پھر اسکی بھرا
کہ یہ سکار دشمن کرینگی تمام
اشارہ تھا وہ تیر باران کرو
شکل اپنے چہرے سے پوشی ستے
کسی پر ہنو اضطراب آشکار
یہ کہتے تھی روروکے وہ طفل اشک
اسیطرح روینگی میدان مین
نہ تھے وہ ستے جس سے خالی وہ ہاتھ
جو دشمن ہین نابود ہون وہ دہر سے

نہ پہونچے کسی طرح اسکو ضرر
قیامت کا اٹھا وہان شور و غل
دل آئینے کی شکل حیران تھے
ہوئے گلشن بزم مین گلفشان
کرو آشتی ان گلون سے شتاب
جفا جو نہایت بد اندیش تھے
قلم لکھے اب انکے چلنے کی شکل
کہ ہے دور سب کے سرون سے بلا
یہی لینگی ہر ایک سے انتقام
کہ ذرات صحرا بھی انکا غزون
کہ بہکیا نہ زن حسن پر دل تنے
ملے تھا وہ اسو جنبش پر غبار
نہ کیون ہر کسیان کہ ہو یہ شک
وہ گھر صاف ہو جائیگا آن مین
کچھ افسون پڑھتے ہوئے آنکے ساتھ
نکالا غریبون کو یہ شہر سے

پیادہ چلے گھر سے پانچون جوان
زن و مرد ہر ایک تھا اشکبار
مگر سنگدل تھے وہ سب کوروان
کہ زیبا نہین تمکو اے کوروان
وگرنہ تمھارا یہ سب خاندان
نہ آیا خرابی کا ہرگز خیال
جدھشٹر کیئے اپنی آنکھون کو بند
مگر بھیم سے کے بازوون پر نظر
روان جب ہوا ارجن پہلوان
جو میدان مین انکو آئین عدو
طبیعت تھی سہدیو کی نقد سے تنگ
پریشان کیے ذرد ہی ہو سے سر
نکل کوران کا بھی ہوگا یہ حال
رہے جو باقی سنو انکا حال
کہ تا رفع ہون جلد ایام رنج
قلم ہو بیابان کیجانب روان

مگر ساتھ تھی وہ زن خستہ جان
کہ جاتی ہے گلشن سے فصل بہار
ہم آغوش عشرت سے دل شادمان
جدا ہونے وطن سے پانچون جوان
کہ رینگے یہی نا ہو رہے نشان
نہ تھا انکی پیشانی پہ ملال
نہ پہونچے کسی کو نظر سے گزند
سر سست وہی تھی سبکو خبر
اڑاتا تھا منھ سے ریگ وہ الٹ
بھادون کا اکبارگی آبرو
متبدل تھا غصے سے چہرے کا رنگ
کہین ابر سے ڈھلکے مژگان تر
ہر اک لاش شہر پہ کھولیگی بال
غم و رنج کا جوش دل مین کمال
ملے زر و زیور دولت و ملک و گنج
غریبون پہ کیا کیا ہے گذرا وہان

سبھا پرب تمام ہوا

خیابان سوم از چمنستان سواد ہندوستان یعنی آرن پرب درین پرب پانزدہ ہزار ہشت صد و شصت و چہار اشلوک است

قلم کیون نہ اب اشکباری کرے
سنے جو یہ احوال زاری کرے

چمن اول بیان برآمدن پانڈوان بصحرا نوردی دوازدہ سال

شمالی جو دروازۂ شہر تھا
اسی در سے اخراج انکا ہوا
اسی در سے نکلتے تھے مجرم بدر
گنہگاروں کے واسطے تھا وہ در

نکالے خدا دشمنوں پر یہ دن
پریشان یون نکلے دل مطمئن
لڑائی کی ہتھیار تھے انکے پاس
کسی طرح ہرگز نہ تھا کچھ ہراس

پیادہ قدم زن ہر اک شہسوار
کف پا کو گلرنگ ہین زخم خار
کنارے جو گنگا کے پہونچے غریب
ہوا سائیہ نخل اس جا نصیب

بچھونے کی جا فرش برگ شجر
غذا کو بیابان کے تارے ثمر
ہوئی صبح اختر شماری مین شب
دلون پر تھا انکے رنج و تعب

یہ چاہا کہ آگے اٹھائین قدم
مگر دل مین تھا اس سبب سے الم

چمن دوم تعلیم کردن دھوم یک صد و ہشت نام آفتاب

ہزارون جو ہمراہ ہین برہمن
اٹھائینگے غربت مین رنج و محن
وہ تکلیف کھینچین گوارا نہین
کہ اس بعد کا پاس چاہا نہین

جو ہین تنگدستی سے ہر دن جان بلب
ترستا ہو دل کہ رہی کو اب
ان آنکھون سے دیکھون مین عریان انھین
کہ رہو بہ شدت کی پہچان انھین

جدھشٹر کا اس غم سے تھا دل ملول
جدائی نہ انکی تھی انکو قبول
انھین پھر یہ ہرگز نہ منظور تھا
جدھشٹر سخاوت مین مشہور تھا

جو مدت سے تھے سب برہمن رفیق
سمجھتے تھے راجہ کو اپنا شفیق
جدھشٹر کے دلمین ہوا اب یقین
نہ جائینگے ہرگز برہمن کہین

ستم ہے انھین ساتھ کا عزم ہے
مرے ساتھ یہ برہمن کی بزم ہے
کئے دھوم سے اسطرح کے کلام
کہ ہمراہ ہین یہ برہمن تمام

مرے حال پر ہے عنایت انھین
تہیدست کی ہو رفاقت انھین
سنے دھوم نے جس گھڑی یہ کلام
سکھائے جدھشٹر کو سورج کے نام

قلم انکی تعداد لکھتا ہے اب
ہوئے ایک سو آٹھ وہ نام سب
جدھشٹر کے وہ نام ورد زبان
کہ سورج نمایان ہوئے ناگہان

لباس برہمن مین ظاہر ہوئے
جدھشٹر کے مطلب سے ماہر ہوئے
عنایت ہوئی ایک دیگ مسی
ہوئی سب کی وہ باعث زندگی

مجھے آنکے آنے کی پروا نہیں
خیال آبرو کا بھی ذرا نہیں

یہ باتیں میں لاتا ہوں کیسے بیان میں
پریشان پھرتی وہ بیابان میں

دل و جان سے تو انکا ہو دوستدار
وہاں جا بیاں وہ تجھے اختیار

یدھشٹر نے سنے جب کلام ترش
وہیں ہوگیا پی کے جام ترش

طبیعت جو انکی سے جاتی رہی
بہت دیر تک غصہ کھاتی رہی

نمایاں تھی آنکھوں سے شکل ہلال
ہوئیں بیٹھ جھکے خون کے تب سے لال

جو اٹھا ہوتی وہ چڑھائے بھویں
کدورت سے منہ کو بنائے ہوئے

ہوئی غصہ رنج میں شب تمام
سحر بھی نظر آئی مانند شام

جو برجا سے آپ روانہ ہوا
بدر سوے کامک روانہ ہوا

سنا کوردیش نے حال بدر
ہوا آپسے ظاہر ملال بدر

اسے خوف تھا ہو بہراسان ہوا
دل زار و غمگین پریشان ہوا

کہا شہ نے سنجی سے اے غمگسار
بدر کی جو فرقت سے دل بیقرار

روانہ ہوا وہ یدھشٹر کے پاس
کیوں اور پیدا ہو دلکو ہراس

دو دل یک شود بشکند کوہ را
پراگندگی آرد انبوہ را

کیا اس غم نے کھانا حرام
بڑھی وحشت و دہشت کا ہر یہ مقام

ابھی پھیر لا جا بیابان سے
ملاوے مجھے اس پریشان سے

بیابان کو سنجی روانہ ہوا
روان تیر سے بے نشانہ ہوا

یدھشٹر سے پہلے ملاقات کی
انھوں نے نگاہ عنایات کی

مناسب تھی جو خاطر میہمان
بجا لایا وہ لطف سے میزبان

بدر سے کہے سنجی نے یہ کلام
کہ ہے منتظر شاہ عالی مقام

زبانی یہ پیغام لایا ہوں میں
بلانے کو بھیجا ہوا آیا ہوں میں

بنا جس طرح پھیر لایا انہیں
ہوئی دور فرقت ملایا انہیں

سنو حال [illegible]
اسی فکر میں تھا اٹھاؤں فتور

بدل تھا وہ آمادہ اس بات پر
نظر تھی شب و روز اس گھات پر

[illegible]
بیابانیں ہیں پانچ مرد ایکجان

پلائیں انھیں آب شمشیر تیز
گئے دل سے اک بار خوف ستیز

[illegible] انتقام
بیابان میں ہو کام انکا تمام

ابھی قتل پانچوں کا آسان ہے
کہ بیزور سر اک پریشان ہے

مٹا دیں نشان [illegible] دہر سے
نکالا یہ تدبیر اس شہر سے

زبون ہو عدو کو سمجھنا حقیر
کہ دل وزن ہوتا ہے نادک کا تیر

جسے رنج دو [illegible] دیجیے
تغافل ادھر سے نہ پھر کیجیے

کرن نے بھی کی مشورت یہ پسند
بدوزد طمع دیدۂ ہوشمند

کرناگاہ آئے وہاں پہ بیاس
کہا کوردیش سے آئے بے ہراس

پڑا تیر کانوں میں غفلت کا تیل
دکھائیگی قدرت کے تقدیر کھیل

نظر نیک دیتے تجھکو آتا نہیں
اٹھائی ہے بیہودہ سر پہ زمین

کرگئی بیٹوں کی الفت خراب
کر چھایا ہے آنکھوں میں غفلت کا خواب

[illegible] پانڈو کے گلزار سے
مبدل خزاں سے ہو فصل بہار

دغا باز تیرے ہیں سرو روان
وہ لائیں گے اپنے چمن میں خزان

دغا سے دکھایا ہے صحرا انہیں
بیابان میں بے جرم بھیجا انہیں

بیابان نوردی میں بھی خار تھے
بہم قتل کے انکے اصرار تھے

[illegible] تعلق سے جو ولیں تو خوب
انھیں سے اپنا بنائیں تو خوب

دیا کوردیش نے ہنسکر جواب
کہ اے خاندان کے مرے آفتاب

آوارہ نہیں انکو ذرا کچھ ملال
محبت ہو لڑکوں سے دل کو کمال

میں کچھ آپسے صلا کہونگا نہیں
گرانا حق ہوں دل میں اندوہگین

[illegible] ملاؤ انہیں
ملیں وہ جو باہم ملاؤ انہیں

دیا نیک اندیش نے پھر جواب
بلاشبہ ہوگا یہ خانہ خراب

رکھیشر ہے اک بیتری جسکا نام — کرینگے وہ لڑکون سے آکر کلام
یہ کہکے نظر سے ہوئے وہ نہان — ستون کی کمیشر کی اپ استان

یہان چتر اشتا در آسکے پسر

چمن چہارم بیان آمدن بیتری رکھیشر و نصیحت کردن جرجودھن را

امیہ و بجہم کی طرح سے تھے جلوہ گر

نمایان ہوئے وہ رکھیشر وہان — بٹھایا انہین سب نے باعز و شان
جو بیٹھا تھا جرجودھن با غرور — کہا اس سے زاہد نے اے بے شعور

آنا بیتری نام رکھیشر کا سیتاپور مین فہمایش جرجودھن کے واسطے

چندر شیکھر کو تو نے کیا ہے وطن — اٹھائے وہ صحرا مین رنج و محن
خوشی سے میسر یہان ناچ رنگ — وہان پاس ہین شیر آہو پلنگ
یہان ہے میسر گلستان کی سیر — وہان ہر گھڑی ہے بیابان کی سیر
بچھے ہین یہان گاو تکیون مین پر — وہان خاک تودہ ہے بالین سر
کنول روشن جلتے ہین شمع یہان — عوض اسکے دھونی ہے روشن وہان
یہان عطر ملنے کو ہے ہی وہان — وہان رنج غربت ہے فرحت یہان
بھلا اپنے حق مین یہ کانٹے ہے بو — خبردار جانے سے باہر نہ ہو
وہ سنتا تھا گفتگو سے عتاب — بھر اسکی آنکھون مین کیفیت شراب

خوشی سے مزے تو اڑائے یہان — بیابان مین وہ خاک چھانے وہان
غذائے مکلف یہان بر محل — وہان انکو کھانے کو جنگل کے پھل
یہان ہے مکان عشرت اوج عرش — وہان برگ تفتہ پتون کا فرش
یہان فرش قالین مسند جدا — وہان خاک بستر ہے خس بوریا
یہان ہے بدن پر مکلف لباس — وہان پوست آہو کا ملبوس پاس
مناسب ہے تو اس سے اب صلح کر — زبون ہے درخت حسد کا ثمر
نیا گل کھلائیگا اک دن غرور — خزان ہوگی فصل گلستان ضرور
نہ نکلا زبان سے جواب سخن — رہا بند غنچہ کی صورت دہن

فقط اسکا دل پر غم و درد ہے
اسی آگ سے آہ بھی سرد ہے

یہ صبر و تحمل کیا ہے پسند
اگر کس طرح دشمن سے پہونچے گزند

غضب ہے جو دونون تن خستہ ہین
تو جائے حکومت کی بھونکا ہین

دیا جو جدھشٹر نے اسکا جواب
قلم اب کرے طول کو انتخاب

کہا جاتا ہون مین انجام کار
فنا ہو فنا ہے نہین ہے قرار

جو کچھ لوح تقدیر مین ہے رقم
نہین اسمین ہوتا ہے کچھ بیش و کم

کبھی ہٹ گئے سے راج ملتا نہین
کرے بے حکم پتا بھی ہلتا نہین

جو صحرا نوردی ہے تقدیر مین
مٹائے یہ طاقت ہے تدبیر مین

مناسب ہے انسان نہو بیقرار
نہین رنج و راحت کو اصلا قرار

یہ رنج و الم سب چلے جائینگے
خوشی کے وہ دن پھر نظر آئینگے

مرے دل پہ اس بات کا ہے یقین
غم و رنج و عیش و طرب کچھ نہین

بھلا کیون نہ صبر و قناعت کرون
تمنا سے حشمت مین ناحق مرون

تمھین بھی مناسب ہے ہر طرح صبر
اٹھاؤ بیابان نوردی سے جبر

سنے دروپدی نے جو ایسے کلام
کیے شکر گویا ہوئی نیکنام

تجھے حق نے بخشی ہے توفیق نیک
خدا نے عطا کی ہے توفیق نیک

تمنا تھی مجکو اسی بات کی
خداوند خالق نے خود تجکو دی

یہ دنیا حقیقت مین بے اصل ہے
جہان وصل ہے ساتھ ہی فصل ہے

اگر آدمی کی ہو نیت بخیر
گلستان جنت کی حاصل ہو سیر

کہ بھیم کو سنکے آئی نہ تاب
جلال آ گیا صورت آفتاب

چلا طیش کھا کر بشکل نہنگ
کہا جا کے کرتا ہون دشمن سے جنگ

خداداد ہوتی ہے فتح و شکست
کیے حوصلے کو نہ انسان پست

جدھشٹر نے آہستہ اس سے کہا
تامل کی جا وقت ہے صبر کا

جدا ہو اگر تن سے اک بار فرق
نہ لائینگے ہم عہد پیمان مین فرق

کیے ہیں لعین پر سلطنت کی ہوس
پھرینگے بیابان مین بارہ برس

جو پھر بخت اپنا مددگار ہے
بہر حال فضل خدا یار ہے

عوض اپنا لینگے عدو سے ضرور
ملا دینگے ہم خاک مین سب غرور

پھر آئینگے قبضے مین تاج و نگین
نہ لیجائیگا سر پہ کوئی زمین

جو تلوار دیگی جواب سوال
دھرینگے عدو خوف سے منہ پہ ڈھال

مقابل ہو آفت وہ ڈھائینگے ہم
کہ دریا لہو کے بہائینگے ہم

نہ دشمن کا رکھینگے باقی نشان
تہ خاک کر دینگے فوج گران

وہ ٹکڑے سراپ مر جائینگے
بچینگے نہ زندہ جدھر جائینگے

چمن ہفتم آمدن بیاس و پانڈوان و رفتن ارجن نزد راجہ اندر

قلم کو ہے منظور سیر فلک
کہ قبضے مین ہے پھر آسکے جو ملک

بیابان مین جانے جو اکدن بیاس
جدھشٹر نے جا کر کیا بڑھکے پاس

یہ مژدہ سنایا کہ غم دور ہے
خوشی آتی ہے رنج کافور ہے

غریبون کو ہر طرح تسکین دی
تسلی دل زار کی خوب دی

بتایا جدھشٹر کو افسون ایک
کہ تھا اسم اعظم سے مضمون ایک

جہان جائے تاثیر افسون سے جا
خبر دو جہان کی کوئی دم مین لائے

یہ مژدہ سنا کے وہ راہی ہوئے
یہ افسون سنا کے وہ راہی ہوئے

لب بحر ستی پہ تھا ان کا مقام
عبادت مین مشغول ہر صبح و شام

کچھ اس باجرے کو جو وقفہ ہوا
جدھشٹر نے ارجن سے اکدن کہا

خدا کی اس افسون مین شان ہے
فلک پر رسائی ہو آسان ہے

یہ ہو ولیکن تو پاس اندر کے جا
برائے مراتا دلی مدعا

سلاح ہو وہان سے اگر دستیاب
تو دل دشمنوں کا ہو جلکہ کباب

کسی ان لڑائی مین آئینگے کام
کرینگے وہ دشمن کا قصہ تمام

تو جا ارجن یہ ہے حکم نازل ہوا
شگفتہ برنگ سمن دل ہوا

کیا غسل پوجا سے فارغ ہوا | بلاون کو اپنے بن پر بھیجا | ہر ایک سے طلبگار رخصت ہوا | اگر یہ سخن دروپدی نے کہا

روانہ ہونا ارجن کا آسمان کی طرف

لادیا وہان ماہرویون کو دل / کہ ہم اس بیابان مین ہین پابگل
تھو بھائیون کی فراموش یاد / ابھی توڑتا ہے سر بہ نہاد

یہ کہکر سخن اسکو رخصت کیا / گوارا غم و رنج فرقت کیا
جو سیکھا تھا ارجن نے افسون پڑھا / جو لکھا تھا سینے مین مضمون پڑھا

اُٹھائی طرف آسمان کے نظر / ہمالچل کی لی اکدم مین خبر
ہوئی قطع جسدم پہاڑون کی رہ / ہوا پر روان تھا مثال نگاہ

پہاڑ ایک تھا اندرکیل اسکا نام / وہان سے جو پہونچا یہ عالی مقام
یہ چاہا کہ آگے بڑھاؤن قدم / نسیم صبا کو دکھاؤن قدم

کہ ناگاہ گردون سے آئی صدا / ٹھہرنا اسی جا ہے تیرا بجا
جمایا جو ارجن نے اس جا قدم / کیا شخص ژولیدہ مو نے کرم

کہا سنکے اندر ہمارا ہے نام / مگر آپکا اس جگہ کیا ہے کام
بتاؤ پتا جلد گھر ہے کہان / کہ آئینہ ہو جسپہ نام و نشان

جو آئے ہو کس شے کی ہے جستجو / کہو کون مطلب ہے کیا آرزو
کہا مجکو ہتھیار کی چاہ ہے / کہ تدبیر قتل بدخواہ ہے

عدو در پے جان ہے بے اشتباہ / دغل سے دکھائی بیابان کی راہ
الم رنج سے دل پریشان ہے / جدا عیش و عشرت کا سامان ہے

اُٹھایا دہ تحمل عداوت سے سر / یہ حاصل ہوا اسکا ہمکو ثمر
جدا ہشتر شکل بتعظیم [illegible] یہ سب / اٹھاتے ہین جنگل مین رنج و تعب

نہی ہر روز دنیا سے ایذا فلک / دکھاتا ہے کیا کیا تماشا فلک
نظر رحم کی مجھپہ فرمایئے / غم و رنج احوال پہ کھایئے

کہا سنکے اندر نے ای خوش خصال / اگر ہون مہادیو خوش کیا محال
تو سب اسلحہ تجھکو ہون دستیاب / کرو اسکی تدبیر اب تم شتاب

ہوئے جب اندر نظر سے نہان / قلم لکھے ارجن کی اب داستان

چمن هشتم در بیان خوشنود شدن مهادیو بعبادت ارجن و ظاهر شدن بشکل بهیل

پسند آئی تقلیل آب و طعام / عبادت مین مصروف ہر صبح و شام
کہ ناگاہ بشکل خوک ایک دیو / بھرے جسم مین سر بسر مکر ریو

مگر نام لوگ اسکا مشہور تھا / بڑھا آگے ارجن پہ حملہ کیا
لیے راست اسنے بھی تیر و کمان / عداوت تا کرے خوک کو بیگمان

کہ ناگہ مہادیو بشکل بھیل / بہر حال سب دیوتون مین جلیل
کمان بانس کی لیکے پہونچا وہان / ہوئے صاف ارجن سے گوہر نشان

بہت تیز دوڑا ہوا اس صید پہ / ابھی مین بھلا دونگا سار تیہر
کیا پر نہ ارجن نے اسکا خیال / کہ حاصل تھا تیر فگنی مین کمال

روانہ کیے تیر اس خوک پہ / خدا کی نئی شان آئی نظر
ادھر بھیل نے بھی لگایا خدنگ / نشانہ ہوا خوک وہ بید رنگ

جو ارجن کو غصے کی آئی نہ تاب / ہوا صید کی طرح جھنکر کباب
لگائے گئے تیر اس بھیل پہ / ہوا وہ گھڑی تک نہ وہ کچھ خبر

ہوا اک تیر نے کی سراپا خطا / بدن پر نہ اس بھیل کے چھو گیا
ہوا سخت حیران یہ تیر زن / کہے دل سے اپنے یہ اس دم سخن

خدا جانے یہ شخص ہے کون سے / مہادیو ہے یا کہ گندھرپ ہے
یہ کہکر سخن پھر لگائے خدنگ / ہوا ایکدم گرم بازار جنگ

ہوئے مین بسقدر ناوک ندا زبان / کہ تیر فلک کو تھی حیرت وہان
لگا تیر بیہوش ارجن گرا / کچھ اس شخص نے بھی تامل کیا

جو کچھ دیر مین تب ہوا ہوشیار / خدنگ الم سے تھا سینہ فگار
زمین سے گل صاف پاکیزہ لی / بنائی جو صورت مہادیو کی

جھکایا سر عجز سجدہ کیا / بہت دیر تک اسکو پوجا کیا
اُٹھایا جو سجدے سے ارجن نے سر / نیا گل شگفتہ آیا نظر

یہ کہکر عنایت کیا وہ عصا
کیسر سخی نے دیا ایک تیر
خبردار ہرگز نہ جانا کہین
وہان پر جو ارجن اکیلا رہا
جسے دس ہزار اپسران کھینچتے
ہوا کی طرح جو اڑا آن مین
صفت بزم اندر کی مین کیا کہون
مکان پاک ہے ایک فرحت کا گھر
تھا صحن بھی رشک باغ سمن
چمن بندیون کا ہو کس سے بیان
رہا گھر مین اندر کے وہ اسقدر
سنو ایک شب کی نئی داستان
وہ تھی آشنا سر سے اور تال سے
جو ارجن کو آیا وہ گانا پسند
کیا ارجن کا دل اُسپہ مائل ہوا
دیا حکم یہ جا کے اُسکے قریب
ادا ناز عشوہ کرشمہ کیا
جو اُس گل نے دیکھا یہ رنگ جوان
جو صحبت سے میری کیا ہے گریز
یہ کہکر سخن اُٹھی وہ ماہرو
مزا کچھ بھی صحبت میرا اُٹھا نہین
مرے منہ سے نکلی دعا بے زبون
طبیعت نہ ہوگی ذرا مطمئن

کرے جو وہ میدان مین ہرگز خطا
تھا ما سپاہی اُسے بے نظیر
نہ اسباب مین فرق لانا کہین
ارادہ وہ آیا بہ رنگ صبا
ہوا سے کہ کسطرح باتین کرے
تو آیا وہ اندر کے ایوان مین
بہت کم ہے جو کچھ کہ زیادہ کہون
تصدق تھے روزن پہ شمس و قمر
تھا فرش پہ چاندنی کے چمن
ہوئین خوب مہمان کی بلائیان
کہ سیکھے ہر اک دیوتا سے ہنر
کہ تھا بزم اندر مین یہ مہمان
بجاتی تھی گھنگرو نئی چال سے
قدم پھر بجوگے وصف سے ہو نہ بند
[illegible]
جو وہ شاد ہو اسکا چمکے نصیب
بہت چاہ کی ہاتھ مین دل لیا
پریشان ہوئی مثل برگ خزان
لگا دل پہ اک نشتر خار تیز
سنائی سب اندر کو یہ گفتگو
تمہین جو اُٹھا صحبت کا دکھا کہین
یہی عقل کی تعیین ہوئی نہ ہون
نہ کم ہوگا اک سال مین ایکدن

بدن سے کمند ایک حائل ہوئی
کیا راجہ اندر نے بھی یہ بیان
جو اندر گئے سب روانہ ہوئے
ارابے کا مائل جو تھا کوچوان
ہوا اُس ارابے پہ ارجن سوار
عنایت سے کین ظاہرین بیقیاس
فزون ہین جو تحریر و تقریر سے
چھتون مین تیار تھین وہ گلکاریان
زمین پر بہشت برین خانہ باغ
ہوئین خوب عورت کی رنگین ادا
عجائب غرائب ادائی کے فن
وہان دربھی نے جمایا تھا رنگ
[illegible] وہ بندھا مجلس رقص مین
کیا دل مین اندر نے اپنے خیال
وہ [illegible] جب ہان گا چکی
جو خلوت مین ارجن کے آئی پری
نہ کی اپنے خواہش کی اُسپر نظر
یہ بلبل کی صورت ہوئی نغمہ زن
ہر سو [illegible] اثر یہ دعا
کہ صحبت مین ارجن کی گذرا خیال
طبیعت نہایت مکدر ہوئی
رہی بھی اُس سے خلوت مین یہ گفتگو
سنا جب کہ اندر نے یہ حال زار

بلا سر پہ دشمن کے نازل ہوئی
ارادہ یہ نہ جبتک کہ آگئے یہان
نظر سے چھپے کیا فسانہ ہوئے
سواری کے اوصاف کیا ہون بیان
سمند قمر بھر قدم پہ نثار
بٹھایا اُسے تخت پہ اپنے پاس
تماشے یہ ملتے ہین تقدیر سے
فدا لاکھ جان سے بہار جنان
کہ حورون کے دلمین تھا حسرت سے داغ
رہے حال پر مہربان دیوتا
نہایت خوش آواز شیرین سخن
کیا ناچنے اور گانے کا ڈھنگ
فلک تھم رہا مجلس رقص مین
قرینے سے روشن ہوا صاف حال
سر بزم انعام بھی پا چکی
دکھائی بہت صورت دلبری
ہوا اُس پری سے نہ اصلا جبر
دعا تجکو دیتی ہون ای بیوطن
لباس مخنث مین رکھے خدا
تنفر کیا مجھ سے اُسنے کمال
بیان تک کہ جامے سے باہر ہوئی
رہیگا لباس مخنث مین تو
طبیعت نہایت ہوئی بیقرار

یہ سمجھا کہ ظرفہ ہوئی دل لگی | شکستہ نہ خاطر ہو مہمان کی
دعا سے نہ ارجن کا دل ہو ملول | یہ قصہ نفسی میں نہو جائے طول
نہ اس رنج سے اور ہو پیچھے گزند | طبیعت ہوئی سخت اندیشہ مند
بلایا اسی وقت ارجن کو پاس | کہا اس دعا سے نہو دل اداس
لباس مخنث بھی کام آئیگا | دل آخر کو اس سے آرام پائیگا

چمن سیوم در بیان رسیدن لومس رکھیشر بموجب گفتۂ راجہ اندر نزد پانڈوان

قلم لکھے لومس رکھیشر کا حال | کہ تھے مرد مرتاض اہل کمال
ہوا بزم اندر میں اکدن گذر | پڑی رشی کی ارجن پہ ناگہ نظر

پہونچنا ارجن کا اندر لوک میں

بنا آئینہ خانہ حیرت سے دل | رہا دیر تک سوچ میں پا بہ گل
کہا بزم اندر میں ارجن کہاں | سبب اسکے آنیکا کیا ہے بیاں
دیا تسکے اندر نے انکو جواب | مقام تعجب نہیں ہے جناب
یہ نارائن و نر کا اوتار ہے | سلاحوں کا بیشک طلبگار ہے
محبت تھی ارجن سے مجھکو کمال | کیا کثرت رنج نے پائمال
چچا زاد بھائی ہوئے ہیں عدو | نہیں انکو ہے دہشت آبرو
قریب آ کے پہونچا ہے ہنگام جنگ | دکھائیگا گردوں نہیں وقت تنگ
جو پانچوں برادر ہیں صحرا نورد | ظفریاب ہونگے وہ در روز نبرد
بلیں اچھے ہتھیار ہے حسرت جو | کرنا بود ہو لشکر جنگ جو
ہے اپنے لطف و کرم کی نظر | بیابان میں وہ کہتے ہیں ان بسر
مہادھشٹر کے پاس آپ اب جائیے | کرم حال ہے انکے فرمائیے
معابد کی سیر بھی کھلا دو انھیں | عبادت کی راہیں بتا دو انھیں
نہو رائگاں صرف عمر عزیز | بیاباں میں حاصل ہو کوئی چیز
لباس آدمی کا یہ ملتا نہیں | تو ایون سبیتا ہے حال کہیں

کہ ناگہ پرسرام پہونچے وہان — بہت تھے جدہشٹر پہ وہ مہربان
نہایت کیے مہر و لطف و کرم — پھر ان سے طلب [illegible]

سر بیابان جھپر اک جگہ کا ہر نالم — کیا جاکے راجہ نے اسمین مقام
ریاضت مین کین محنتین اختیار — عبادت مین مشغول لیل و نہار

کیا ترک ہر اک نے آب و طعام — تھا دلکو لذات دنیا سے کام
مرتب کیا بیٹھنے کو مکان — جہان جا پہ سو آگ تھی گلفشان

وہان بیچ اگن تاپتے تھے وہ لوگ — پسند آگئے جوگیون کے یہ جوگ
غرض [illegible] تھے نصیب — بہت دوارکا تھی وہان سے قریب

بیچ اگن تاپنا پانڈون کا اور آنا دوارکا سے سری کشن وغیرہ کا

سری کشن بھی نکلے آئے وہان — ہوئے جلوہ گر اور بیٹھا وہان
جدہشٹر کا دیکھا جو یہ حال زار — سری کشن کا دل ہوا بیقرار

بھر آئے محبت سے آنکھونمین اشک — گہر کو صدف کے ہوا سخت رشک
کیا غم ز ساتک کا بھی سینہ چاک — غضب لایا فورا تاب و خشمناک

کہا گر اجازت ہو مجھ زار کو — جہنم دکھاؤن بد اطوار کو
اکیلا کرون دشمنون کو ہلاک — ابھی ڈالدون سارا لشکر ہی چاک

عنایت اجازت ہو مجھکو اگر — بٹھاؤن جدہشٹر کو مین تخت پر
سری کشن جی تب ہوئے در فشان — یقین ہے مہر دلکو ای نوجوان

ابھی دشمنون کو کریگا تباہ — دکھائیگا ان سبکو روز سیاہ
مگر جیسے دلمین ہے یہ پیش و پس — جدہشٹر نہ مانیگا بارہ برس

وہ زنجیر پیمان کا پابند ہے — بیابان نوردی مین خرسند ہے
کہا یہ وطن کا لیا راستا — جدہشٹر عبادت مین مشغول تھا

عبادت مین کین محنتین خوب خوب — چلے اس جگہ سے یہ سب سوے جنوب
وہ لوگ سب لشکر جو ہمراہ تھے — جہان بعد تیرتھ کو چلے گئے

وہان کی شنو تھے اشیا تمام — رکھیشر جو بن کا وہان تھا مکان
عبادت مین کرین محنتین اس قدر — بنا خاک تودہ وہ صاحب ہنر
نہ پروا ہے عشرت نہ مطلب مال — ریاضت مین ہر طرح حاصل کمال
ہزار الف ہزار تھین ایمان — الم کیا رہے جسم کا بالیقین
قریب رکھیشر جو آئی وہ حور — نہ سمجھی کہ ہو عابد بے قصور
یہی سمجھی مین لین کہ ہر کوئی چیز — سفال شکستہ سے وہ بے تمیز
جو مجھ سے سرزد ہوا ہے گناہ — کیا تھر سے حال پراگندہ تباہ
ندا آئی ہوا ایک بھی انکو اس — ارا کین راجہ تھے سب جو اس
ہوئی باعث عارضہ وہ خطا — کیا پاس عابد کے وہ بادشا
وہ دختر کے لینے پہ راضی ہوا — معاف اپنے سب جرم ماضی ہوا
وہ دختر نہایت تھی شوہر پرست — در لذت و عیش بر خود دیبست
وہان آئے ناگاہ آسنی کمار — انہون نے جو دیکھا یہ احوال زار
بہت ضعف پیری سے زار و نحیف — ہر اک عضو بیکار ایسے ضعیف
ضعیفی پہ رحم آگیا ایکبار — دعا کی خدا سے ہوئے خواستگار
دعا سے ہوا نوجوان مرد پیر — تشکل کمان بن گیا سخت تیر
نہایت تھا شکور آسنی کمار — نہ کیونکر ہو تدبر نظر افتخار
ہوا اس سبب انکو بیج دتسب — گرائی رکھیشر پہ برق غضب
کیا ہوم آتش ہوئی شعلہ بار — سبب اس سے انسان ہوا آشکار
خدا کا غضب مین جو چارہ انت — کر تھے پیتے آپ گھسار درخت
درازی مین الف کوس اسکا تھا — تھکین عقل کے پاؤن پہونچو نہ ساتھ
زبردست تھا زیر اندر ہوا — جو پیش آیا وہ معرکہ سر ہوا
جو آتش سے پیدا ہوا تھا یہ مرد — ہوئی آبرو اس سے اندر کی گرد
رکھیشر نے تب چاہا حقے لیے — تھا راوزن کا دمی کوٹیلے

پسر بھرگ کا تھا یہ عالی وقار — قناعت گزین تھا عبادت شعار
نہ کچھ انکو دنیا و دولت سے کام — کیا تھا بیابان مین اسنے مقام
ہوا راجہ سرجات کا جو گذر — تماشائے صحرا تھا مد نظر
پھرتی تھین صحرا مین ہر چار سو — تنو قصہ وہ دختر با ہنر
اسے خاک تودہ ہی آیا نظر — گر آنکھین اسنے تھین جلوہ گر
لگی کوسنے اسکا بے اختیار — دو آنکھون سے اندھا ہوا ایکبار
ہوا سا یہ لشکر کو درد شکم — عیان ہے سبب ورم پیر ورم
کھلا رفتہ رفتہ وہ راز نہان — ہوا جرم دختر سے اسکی عیان
سر عجز سے عذر لایا وہ پیش — ہوا دور سینے سے عابد کے ریس
ہوئی دور سب کے سر آنچ بلا — اشارے بیدار سب کا وہ عار خفا
بیاہا نہین یون تھے آشفتہ حال — نہ سامان راحت نہ اسباب مال
رکھیشر کو دیکھا نہایت تھا پیر — کمان صحت تھی ورتھا سست تن
وہ لذات صحبت سے محروم تھے — گر نوجوان انکے معصوم تھے
جوانی کا اس پیر کو کام تھے — کہ ہو قوت باہ حاصل اسے
سنا یہ پدر نے پریشے کے حال — ہوئی اسکے دل کو بھی راحت کمال
کیا جگ مین حصہ انکا جدا — ہوا دل مین اندر نہایت خفا
ہوا اس رکھیشر کو بھی کچھ ملال — ریاضت مین حاصل تھا از بس کمال
درازی مین لیا ایسے کچھ نہین — وہ بالائے گردون یہ زیر زمین
ہر اک حلق مین چارسو کوس تھا — کمند تصور بھی پابوس تھا
سپید تھے دونون آنکھون کی جا — زبان مین چمکتی تھی سو
امان کی ہوا اس سے وہ خواستگار — کیا حصہ دنیا انھین اختیار
جو فارغ ہوا یہ جوان مہیب — ہوئی راجہ اندر کو ذلت نصیب
غرض جگ کا بھی ہوا اختتام — نہ کیون طول سے مختصر ہو کلام

چمن پانزدہم حال الل و پاتاب و عقد بستن سہیل با دختر راجہ بھبدرست

بدھشٹر کا رس سے ہی یہ سوال
ہوا اب یہ کھیشر کا مجھ سے سنو
شکم سیر جب ہو گیا برہمن
پہ برہمن تھے ہاتھون سے اسکے تنگ
کنوئین مین جوان تین آئے نظر
سبب قید کا پوچھا گویا ہوئے
یہ سنکر ہوا غم سے دل پاش پاش
سی کی دعا سے وہ چمکا تھا نور
سہیل اس پہ پیدا کا شوہر بنا
گئی سے صحرا وہ شوہر کے ساتھ
ہوئی آتش خوہش اک در تیز
ہو کر لذت دنیا سے مد نظر
کر الل سے جاکے کیا یہ سوال
گر برہمن کا بدل تھا عدو
یا حکم لانے پکا کر وہ گوشت
پکارا اسے یار یہ ہر بلا
یہ سنکر سخن دل مین جو ڈر گیا
دیے بے عدد گوہر و مال و زر
ہوئی کشمکش رنج و محنت کی دور
جما یا وہین حمل نے اپنا رنگ
ہر اک سے یہی آشنا تھا پسر
قلم حال ست جگ کا لکھتا ہے اب
کہ تریتہ مین اک دیو کا نام تھا

کہ الل و پاتاب بھائی تھے ورنہ
تو پاتاب کا لب پر آیا سخن
نہ جچتا تھا آرام کا کوئی رنگ
پدر بید تھا اور اسکے عدو کا پدر
لپٹ سے پسر کے وہ جویا ہوئے
ہوئی عورت خوبرو کی تلاش
ریاضت کا اسکے ہوا یہ ظہور
جو بگڑا تھا مدت سے وہ گھر بنا
بہ صورت رشتہ گوہر کے ساتھ
لگی کی پیشین نے اس سے گرید
تو پیدا کر و مال اسباب زر
مجھے چاہیے جاہ و مال و منال
ہٹائے تھا اسبات پر آبرو
رکھیشر ہوئے سیر کھا کر وہ گوشت
نہ پاتاب سے ہرگز آئی صدا
وہ دہشت سے بھی زندہ ہی مر گیا
بتایا اسے غیرت تاجور
میسر ہوئی صحبت رشک حور
نظر آئے سب طرح حسن کے ڈھنگ
وہ تھا بطن مادر سے صاحب ہنر

پکاتا تھا یہ کھیم پاتاب کا
شکم چاک کرکے وہ آیا نکل
سہیل ایک دن سوئے صحرا گیا
جو دیکھا کہ لٹکے ہیں سرنگون
نہیں ہے جو اولاد تیرے سپہر
وہان بھبدرست نام تھا بادشاہ
جوانی پہ آیا جو حسن شباب
زن باہر تھی جو شوہر پرست
شب و روز خدمتگزاری سے کام
ہوئی اپنے شوہر سے گوہرفشان
سہیل اپنی زوجہ کا سنکر کلام
بہت اسنے توقیر و تعظیم کی
جو تھا اسکو درپیش وہ زر و مال
ہر اک سے بیتوریون تر زبان
سہیل اسطرح جب ہوا نکتہ سنج
ادھر غم سے دل سخت اندوہگین
جو لایا دیا اپنی زوجہ کو مال
جو نیسان سے قطرہ صدف مین گرا
جو اس حمل کو طے ہوئے ہفت سال
ہوا ساتوان سال آغاز جب

کہیں آپ پاتاب کا مجھ سے حال
یہ برہمن کو دیتا تھا ہر غذا
طریقہ تھا یہ روز کا بر محل
رکھیشر تھا بہر تماشا گیا
پریشان ہراسان بحال زبون
بنی ہے ابھی کے لیے جان پر
وہ رکھتا تھا اک دختر رشک ماہ
سراپا بنا رونق آفتاب
کیے مہرلوے سب جوانی کے پست
وہ کرتی تھی دلداری اسکی مدام
فقیری مین ہے لطف صحبت کہان
پکایا وہان پر یہ سودائے خام
یہ مرتاض کامل تھا تکریم کی
کیا اپنے بھائی کو اسنے حلال
شکم سے ہو پاتاب جلدی عیان
ہوا ہضم پاتاب سے مال و گنج
ہوئی ہیچ زن آنسو سے زمین
ہو فارغ البال فرخندہ فال
چھٹا تیر جیسے ہدف مین گرا
تو پیدا ہوا گل سے اک نونہال
پدر لیگیا ساتھ جنگل مین تب
سنین گوش دل سے یہ جواب سب
شہنشاہ دیوان وہ مشہور تھا

چمن شانزدہم بیان کشتہ شدن ترسر دیو از دست راجہ اندر

جفا جو ستمگار خود کام تھا
بہت زور و قوت مین مغرور تھا

جمایا ستم کا وہ ظالم نے رنگ
کرتے تھے یوں اسکے ہاتھوں سے تنگ

بنا اُس سے اک بحر ہشکل تیغ
تھا دیو جیسے کے بیہ ریغ

ہوا گرم پھر سر میدان جنگ
پڑا تو ہم دیوان پر اک وقت تنگ

ہوا قتل دیوؤں کا فرمانروا
پڑا لشکر و فوج میں تفرقا

نکلتے تھے دریا سے راتوں کو روز
ستم سے زمانے میں آتش فروز

ہوئی صبح ہر دیوتوں کی جو شام
گیا پی سہیل آکے دریا تمام

ہوا دیوتوں کا غم و رنج دور
عبادت سے حاصل تھا انکو سرور

زمین سے وہ ہوتا تھا ہر دم بلند
کرے راہ شمس و قمر تا وہ بند

کہا کوہ سے راستے سے ہٹے
وگرنہ شتاب و نکالا جڑ سے تجھے

سہیل اُس طرف جاکے آیا نہ پھر
سر اُس کوہ نے بھی اٹھایا نہ پھر

کہ پھر قلزم خشک ہو موج زن
سنایا یہ برہما نے شیرین سخن

غرض حسب مطلب برہما و بلان
ہو راجہ دھدھیچ سے لیے استخوان

جو اندر نے پایا بنا پیشوا
ادھر زور کچھ بشن نے بھی دیا

کوئی مکر و افسون نہ کچھ آیا کام
ہوا ایک قلم ختم قصہ تمام

جو باقی رہے قتل سے دیو زاد
چھپے آپ دریا میں سب بدنہاد

جہان انکے ہاتھوں سے آیا یہ تنگ
گر آشفتہ جان پہ ہر اک کے سنگ

بتائی جو دیوؤں نے جاے پناہ
ہوئے تنگ چون زن سے بالکل تباہ

رقم ہند کا اس طرح ہے حساب
کہ اک کوہ سے تنگ تھا آفتاب

سہیل اُس جگہ بھی ہوا سد راہ
کشادہ رہا کوچہ مہر و ماہ

نہ آؤن میں جبتک ہو نا بلند
کھلی راہ سیدھا ہوا خود پسند

چھٹے اس بلا سے یہ آفتاب
ہوئی دیوتوں کو تمنائے آب

پریشان نہو خاطر سلیمین
روان ہوگا آب یہان ایکدن

چمن شانزدہم دربیان آوردن بھاگیرتھ گنگا را از آسمان

کہ راجہ تھا حاصل تھے دنیا کے چین
مگر نام اچھا اک کا نور عین

مگر دل میں فرزند کا داغ تھا
شجر میں گل بے ثمر باغ تھا

ہوا ایک رت سے اک نوجوان
کہ تھا اسم اسمنجس اُسکا عیان

ہوا تھا جو تھا ستم سے پدید
کیے اسنے عالم پہ ظلم شدید

پدر تھا خفا اُس پسر سے کمال
دیا آخر کار گھر سے نکال

جو تھے دوسری ماں سے ہزار پسر
لیے لشکر و فوج کو سر بسر

جہان قلزم خشک بے آب تھا
یہ گھوڑا خدا ساز غائب ہوا

ہوا ناگہاں سب کا اُس جا گذر
رکھیشر کپل تھا جہاں جلوہ گر

وہ اسپ اُن بھی بندھا تھا وہان
گرے آپ اک بار سب نوجوان

جلے آتش قہر میں سب پسر
سگر نے سنی جب گھڑی یہ خبر

جو ضد پدر تھا یہ نبیسکو سیر
روان تھا زمین پر بحکم پدر

جہان تھا بندھا جگ کا راہوار
چلے تھے جہاں پر وہ ساٹھوں ہزار

مگر پاس تھین دو زن رشک حور
دعا سے مہادیو کا تھا ظہور

سگر نے دوسری زن سے پھر آشکار
کہ شصت الف اُس رقم کا شمار

ستمگار بدخو جفا کیش تھا
وہ ظالم نہایت بد اندیش تھا

خدا ساز وہ راجہ نیک نام
ہوا بانی اشمید کا لاکلام

وہ ہمراہ گھوڑے کے سب تھے روان
یہ رہوار ناگاہ پہونچا وہان

ہر اک نور دیدہ کی جست و جو
تجسس میں پھرتے تھے ہر چار سو

غرض شامت ان سب پہ سوار تھی
رکھیشر کی اصلا نہ تعظیم کی

کر ناگاہ عابد نے کی چشم وا
نظر میں بھرا شعلہ قہر تھا

پسر کا پسر انسومان نام تھا
یہ لڑکا تھا فرزند معتوب کا

کہ پیدا کرے جگ کا راہوار
غرض یہ بھی پہونچا وہان ایکبار

گیا پاس عابد کے تعظیم کی
خوشامد سے پیش آیا تکریم کی

عبادت کرنا مہادیو کا کیلاس پر

ہوئے خوش مہادیو بے انتہا / بر آیا سبھا یا دلی مدعا

عذاب کبیرہ سے چھوٹی وہ خاک / ہوئے سوختہ سب گناہ ہوئے پاک

چمن ہیجدہم در بیان پیدائش سینگی رکھ

سنو حال سینگی رکھ با خدا / وہ کس طرح ہرنی سے پیدا ہوا

پدر اس کا کشیپ تھا مرتاض تھا / وہ دنیا کی صورت سے ناراض تھا

عبادت لب گنگ کرتا تھا وہ / دم صبر ہر وقت بھرتا تھا وہ

ہوا ایک دن اربسی کا گذر / پڑی مہر و الفت کی اس پر نظر

کیا جسم میں آب انساں نے جوش / ہوئی چادر آب عیب پوش

نظر حق کی تھی مہربانی کے ساتھ / کیا نوش ہرنی نے پانی کے ساتھ

اسے دی تھی بیٹھے نے یہ بد دعا / کہ یہ اپچھرہ پر تھی نازل بلا

پسر عید سا وہ پیدا ہوا / سر شاخ سر میں ہویدا ہوا

دیا نام سینگی رکھ اسکا قرار / بیابان نشین تھا عبادت شعار

شہنشاہ تھا لوم پاد اسکا نام / وہ بدعت کرتا لالان برہمن تمام

گریزاں ہوئے شہر کو چھوڑ کر / پریشان حیران تھے سب سر بسر

وہ راجہ تھا اس نگر میں صبح و شام / سمجھتا تھا کچھ جگ کا انتظام

بخیل اس میں مینہ پہ ہوا آسمان / نہ آئی نظر شکل بارش وہاں

جو راجہ نے دیکھا پڑا یہ فساد / کیا اسنے زنار داروں کو یاد

گرفتار راجہ تھا اس [illegible] / برہمن پھر آئے غرض شہر میں

ہوا القصہ شورہ یہ وہاں
جو صحرائے سنگی تھا آئین وہاں

تو یہ مشکل بخت آسان ہو کچھ
عیاں غیب سے شکل باران ہو کچھ

وہاں ایک نگار تھی پیر زن
لئے یاد تھے دریائی کے فن

وہ رکھتی تھی ہر کل پہ اختیار
تھا ایک صورت پہ اسکو قرار

جو اس فن میں مشتاق تھی اسکے ہاتھ
دعا مانگی عابد کو وہ اپنے ساتھ

یہ عقدہ [illegible] ایام پیش آیا شاہ
یہ توقیر دربار میں لایا شاہ

جو پہونچائے یہ تیر دعا
برآیا بفضل خدا مدعا

فلک نے بھی برسایا باران آب
نظر آیا پہ بہت سامان آب

ہوا قحط کا صاف نام و نشاں
وہ راجہ نہایت ہوا شاد وہاں

پریرو تھی اک دختر خوش جمال
لئے بیدے پڑھکے حاصل کمال

جو عقدہ کہیں شہر میں آئی وہ ماہ
ملی شوکت و حشمت و عز و جاہ

پسر اُس پری سے ہویدا ہوا
عروس عبادت پہ شیدا ہوا

چمن نوزدہم در بیان ظہور یافتن اشٹابکر

رکھیشر ایودک نام مشہور تھا
وہ دُنیا کی لذات سے دور تھا

کہ ود ایک مرید نکو نام تھا
اسے خدمت پیر سے کام تھا

یہ دفتر سے عابد کی منسوب تھا
بدل حسن آس ہر کا محبوب تھا

ہوئی حاملہ جب وہ رشک قمر
پدر کا معلم تھا اکثر پسر

جو وہ بید پڑھتا تھا شام و سحر
یہ دیتا تھا غلطی پہ اُسکو خبر

اسی وجہ فرزند سے تھا خفا
زبان مبارک سے دی بددعا

شکم سے جو مادر کے اظہار ہو
ہر اک عضو فرزند کجبار ہو

پیدا ہونا اشٹابکر کا

ہوا پیدا ہوا ماہرو سے پسر — تو کہدا رتھے عضو سب سر بسر
ہوا اشٹابکر اسکا مشہور نام — اُسے یاد تھے علم دنیا تمام
جنک نام راجہ تھا عالی تبار — عدالت سخاوت تھی اسپر نثار
وہان بھاٹ تھا ایک نند اسکا نام — کہ عاجز تھے اُس سے برہمن تمام
خدا نے عطا کی بزرگی نہ علم — برہمن سے کرتا تھا وہ بحث علم
غرض علم مین جسکے پاتا تھا فرق — وہ کرتا تھا دریا مین فی الفور غرق
مہر بیدکھشر تھا جو بید خوان — اُسے بھی کیا غرق اُسنے وہان
ہوا اشٹابکر الغرض جب جوان — سنی نند کے ظلم کی داستان
گیا پاس راجہ کے وہ با ہنر — ہوا بحث مین غالب اس نند پر
نکالا زبان سے یہ اُسنے سخن — کہ ڈوبے نہین زندہ ہین برہمن
بن سے ہوا نند جو خواستگار — ہوئے آب سے برہمن آشکار
جو تھا غرق اُس بید ان کا پدر — ملا آکے جب خوش ہوا وہ پسر
کبھی نند کے ہاتھ سے اسکی جان — ملی غرق ہونے سے اسکو امان
جو تھا نسل اچھواک سے جو بناس — خزانہ بہت فوج تھی بیقیاس
مگر دلمین فرزند سے داغ تھا — خزانہ بید پہلون کا یہ باغ تھا
وزیرون کو وہ سونک اپنا راج — خزانہ سپہ ملک اور تخت و تاج
عبادت کو صحرا کی جانب گیا — برآیا خداداد وہ مدعا
وہان بھرگ عابد کا جو تھا مقام — دھرا تھا بھرا ایک پانی کا جام
کیے اسپر افسون جتنے اُسنے وہم — جو پہونچا وطن راجہ ذی رحم
زبان تشنگی سے بہت خشک تھی — رکھیشر کی اُسنے اجازت نہ لی
اٹھاکر کیا نوش پانی کا جام — ہوا جبکہ اک سال پورا تمام
پسر ایک پہلو سے پیدا ہوا — ضیا رخ کی وہ مہرشید ا ہوا
ہوا ایک ساعت مین وہ نوجوان — مگر نام تھا ان دھاتا عیان
جو سونک تھا قندھار کا بادشاہ — کیا قتل اُسکو بلا مال و جاہ
وہ سونا جو رکھتا تھا درمیان — جتیت اُس سے پیدا ہوا ہمگمان
ولیکن تھی راجہ کی اسپر نظر — [illegible] پیدا ہوا [illegible]
ہم [illegible] مین ایک تھا اُنگ نام — کیا جگ کا اس طرح اہتمام
تھیا جو سامان کیا ہوم کا — [illegible] سب وہان [illegible]
نسبت اُسکا پہلا جو فرزند تھا — برہمن نے لحم اُسکا قیمہ کیا
وہ طعمہ ہوا ہوم کی آگ کا — ہوئین [illegible] خوشبو سے سب جا ملا

جگ کرنا راجہ سونک کا

غرض حمل کے جب وہ دن تمام
ہلا خشک راہ کو بعد فنا
قلم سے لکھے صحرا نوردون کا حال
تماشے پہاڑون کے تھے نظر
زمین معدن جو اک کوہ تھا
گرے تھے سبھی برگ پیر درخت
کیا اپنا ابزار سردی نے گرم
گریبان ہوا چاک آرام کا
وہ سردی بدن کپکپاتا تمام
کہ ہمراہ تھی اُنکے جو دریہ سی
بنی چادر آب ہر آستین
ہوا تھا جو وہ یونی سے بسر
طرح جو وہ کوہ و صحرا تمام
ہوا چادر گل وہ دامان و کوہ
صفا ہر روش چہرۂ ماہ سے

حقیقت اپنی مان سے ہوا نیکنام
ہوا وہ بجا سے پدر پادشا
کھلے قصۂ دوستان کا مآل
ہوا ناگہان اُس جگہ پر گذر
مقام اُن غمگین نے اُس جا کیا
برسنے لگا ایک باران سخت
زمین و سیلاب سے سخت نرم
دہان نام تھا خاک آرام تھا
حفاظت کا ڈھونڈھتے تھے مقام
وہ بیہوش آکر زمین پہ گری
ہوئی موج آنسو دن سے زمین
کیا بھیم نے یاد آیا نظر
گئے کوہ پہ بدری جسکا نام
فلک مرتبہ اور عالی شکوہ
روان آبشارین جدا راہ سے

ہر اک سن کے پیدا ہوا اک سپہر
بلا تھا یہ مینہ کہ دوزخ مین گھر
بیابان و کوہ آنکے زیر قدم
جہان چاند لایا تھا آب حیات
ہوا خوب آندھی کا اک ور زور
کوئی وان کوہ مین جا چھپا
وہ ٹھنڈک بدن تھرتھرانے لگے
جو دیکھی انھون نے شتاب امان
ہوئی تھی اک کس بھی قطع راہ
یدھشٹر کو پیدا عجب غم ہوا
نے پھینک فوارہ مژگان چشم
دہن وش بازو پہ اسکو لیا
قلم سے یون کیا صفت اسکی رقم
شگفتہ ہر اک سمت تازہ بہار
چمن عندلیبون سے گلزار سب

ہر اک شین تھا رشک شمشاد و قد
ہوا اسکا حامی سپہر کا پدر
نیا آب و دانہ وہان دمبدم
جو پی لے تو پائے قضا سے نجات
بلا کی ہوائین تھے زور شور
کوئی گوشۂ غار مین آچھپا
کسی کے اعضا نہ قابو مین تھے
ہوئے بھیگتے بھاگتے سب وہ ان
دکھایا فلک نے یہ روز سیاہ
ہر اک دیدہ اشکون سے پر نم ہوا
گہربار اشکون سے مژگان چشم
خجالت سے پانی ہوا گو کیا
چمن جسکا ہر ایک شاداب رم
کہ گلگشت سے دور ہون اُنکے خار
تماشائی تھے نقش دیوار سب

لیجانا گھٹرکہ کا بھیم کو کوہ بدری پر گلگشت کیواسطے

تیغ و خنجر کے دریا میں تھا غوطہ زن | کہا اس سے قصاب نے یہ سخن
مصفا جو ہے قلب کا آئنا | یہ مطلب فیض خدمت سے ماں باپ کا

میں خود جانور ذبح کرتا نہیں | چھری اسکی گردن پہ دھرتا نہیں
سدا مول لا کر مجھے بیچنا | زبان برہمن کی سے یہ دعا

چمن بست و چہارم رخصت پانچون پانڈون کا ملک بن کو اور نشان پانا کورون سے

پھرے اب ادھر سے عنان قلم
چلے داستان میں زبان قلم

سنائے ذرا حال نیرنگ چرخ | نہیں ایک انداز پر رنگ چرخ
سنو حال جرجودھن بیوفا | جفا جو ستمگار اہل دغا

سنی اسنے ارجن کی جو داستان | ہوا گوش زد ہر ہنر کا بیان
آسان ارجن کی مشکل ہوئی | ملاقات اندر سے حاصل ہوئی

بلا دیو تو سے بھی سامان جنگ | مہیا ہوا اسباب میدان جنگ
ہوئی آتش کینہ کچھ اور تیز | تصور ہوا دل میں یوں شعلہ ریز

غریبوں کا صحرا میں ہے اب مقام | نہ لشکر نہ حشمت نہ کچھ احتشام
ابھی قتل بے شبہ آسان ہے | وہ بے فوج ہیں اور بیابان ہے

ابھی سہل اس درد کا ہے علاج | نہیں فوج و لشکر کی کچھ احتیاج
وگرنہ یہ شعلہ اٹھائیگا سر | کہ پہونچیگا اس خاندان پر ضرر

یہ آتش اڑائیگی چنگاریاں | پھنکیگا نہ جلنے سے یہ دودمان
یہ تدبیر آئی جو سبکو پسند | کہا باپ سے اپنے اے عقلمند

جو کامک بن میں ہیں گلہ ہاے گاو | ذرا اس جو بن میں کھا گئے ہوں تاو
انھیں ایک مدت سے دیکھا نہیں | جو مفت میں رائگان وہ کہیں

اگر حکم ہو اس طرف جائیں ہم | انھیں اپنی آنکھوں سے دیکھ آئیں ہم
وہ سلطان بے چشم تھا کور دل | طبیعت تھی بد نامیوں سے خجل

کہا مجکو پہونچی ہے سچی خبر | کہ ارجن نے سیکھے ہیں جنگی ہنر
مہادیو اندر ہوئے مہربان | سکھائیں اسے ناوک اندازیاں

یدھشٹر نکل اور سہدیو بھیم | بیابان کا ملک میں ہیں سب مقیم
تہ بالا کریں تمکو مغلوب وہ | سزا دیں تری فوج کو خوب وہ

ادھر سے نہ تم دل شکستہ پھرو | سفیدہ پیر و دست بستہ پھرو
سکن ایک تھا دشمن خاندان | دراز ان یوں تھی اسکی تیغ زبان

بیابان میں ہیں وہ گوشہ نشین | ہمیں کچھ نہیں انسے پرخاش کین
تہ بالا دشمن سے آنکھو شکار رہے | لڑائی نہ آپس میں تکرار سے

جدهشتر نے سکو چھوڑا یادو وطن وہ مہمان تھے یہ بنا میزبان
ادا سب کی مہمانی کی رسم بجا لائے یہ مہربانی کی رسم
روانہ ہوئے جب وہ سب سوئے وطن ہوئی قدر بڑی آپ کچھ خندہ زن
جدهشتر نے یون سنا اسکو کیا یہ ہنگام خستہ نہیں دلربا
بعید آدمیت سے یہ بات ہے جہان ہیں کہیں کہیں رات ہے

چمن بستہ ہشتم در بیان خجالت کشیدن جرجودہن و دشمن سے کنارہ گیرنا

خجالت کشیدہ ہوا جسدم تمام اگرچہ شرمساری کی حالت تمام
سنو حال جرجودہن شرمگین شب و روز دل میں تھا اندوہگین
چھوڑا یا جدهشتر نے زندان سے کیا زیر بار اسنے احسان سے
اسی سے وہ بحر ندامت میں غرق خجالت سے دریائے حیرت میں غرق
جو ہمراہ تھی فوج رخصت ہوئی کہ تجویز ترک حکومت ہوئی
روانہ کیا جائیں سب اپنے گھر عبادت کو بیٹھا لب گنگ پر
ندامت ہوئی سخت دلکو حصول کرے کیون نہ گوشہ نشینی قبول
جدهشتر ہوا باعث مخلصی کیون تلخ ہو شربت زندگی
کرن آشنا تھا نہ اس حال سے نہ آگاہ تھا انکے احوال سے
جہان تھا یہ جرجودہن خستہ دل خجالت زدہ شرمسار و خجل
وہاں آکے تعریف کرنے لگا وہ دم اسکی شجاعت کا بھرنے لگا
کیا تمنے گندھرب کا سامنا یہ مغلوب کرنا تمہارا کام تھا
جو خستہ جگرنے سنے یہ سخن کہا حال دل کا بگوش کرن
بدرجہ جو خاطر شکستہ ہوں میں خجالت کے زخموں سے خستہ ہوں میں
طبیعت میں ہے اپنی تجویز آج دوساسن کو اب دیجیے تخت و تاج
اسے جانشین اپنا اب کیجیے بیابان کا راستہ لیجیے
دکھائینگے کیا جاکے منہ شہر میں یہ جینا نہیں موت ہے دہر میں
نہایت ہوا اس غم سے خاطر ملول خجالت ہوئی سخت دلکو حصول
کہ کیون زندگی دلکو ہوتا پسند ہوئے ہم جدهشتر کے احسان میں بند
کرے جی کو ہے زندگانی وبال نہایت ہوا اپنا پریشان حال
دوساسن نے جسدم سنے یہ کلام لیا ابر نیسان کا آنکھوں سے کام
شرہ عین دریا بہانے لگے وہ اشکوں کا طوفان اٹھانے لگے
کہا مجھ سے سرزد نہو گا قصور کروں سلطنت میں تمہارے حضور
دل و جان سے سب بھائی تمپر فدا دکھاتے ہیں دشمن کو سحر فنا
اٹھائینگے اک دن میں سب آبرو ہوا جسم میں غم سے پانی لہو
کرن نے بھی اپنی سجھائی بساط کہا جائے اندوہ آئے نشاط
عبث آپ ہیں بیہودہ دلپر خیال کرو دور دل سے یہ رنج و ملال
انھوں نے جو امداد کی اسقدر رعیت کے مانند ہیں سر بسر
رعایا اگر خیر خواہی کرے نہ احسان کا بوجھ سر پر دھرے
سمجھتے ہیں اسبات پر افتخار عنایت کے رستے ہیں امیدوار
بھرا تھا جو باتوں میں اعجاز خوب کرن نے ملا ذہن تاز خوب
دل غمزدہ سے نکالا وہ خار کیا دور خجلت کا سارا غبار
یہ کہکر وہ افسون پڑھنے لگا عبادت کا مضمون پڑھنے لگا
جنون کا خدا ساز فرمان وا قریب کرن آسکے حاضر ہوا
کہا میں کرونگا مدد وقت جنگ نہو لیں وہ خستہ دل ہیچ تنگ
کرون جشن برپا وہ میدان میں کہ ہوجائے سب فیصلہ آن میں
جماؤنگا میدان میں جسدم قدم دکھاؤنگا سب دشمنوں کو عدم
یہ سنکر وہ بیدل قوی دل ہوا وہاں سے روان سوئے منزل ہوا
جدا وہ محل ہوا گھر میں وہ بد دماغ دیا تازہ بیکم تپا سے نے داغ
جدهشتر کی خوش نیتی یہی تھی جو زندان میں دشمن سے مہلت ملی

آنا جرجودھن کا اپنے گھر مین

عداوت پہ اسکو نہتی کچھ نظر / وگرنہ بنی تھی ہر اک جان پر
رہائی وہان سخت دشوار تھی / ہر اک فکر و تدبیر بیکار تھی
کہا پھر کرن نے کہ اے شہریار / سراپا ہوئے دور دل سے غبار

چمن بیست و ہفتم جگ راجسو کہ جرجودھن نمودہ

دیا آپ بھی جگ کو انتظام / جدھشٹر اسی سے ہوا نیکنام
پسند طبیعت ہوا یہ سخن / مرتب ہوئی جگ کی انجمن
کرن نکل ارجن پھرا چار سو / وہ راجاؤن کو لایا با آبرو
مہیا ہوا جملہ سامان وہان / ہوئے ایک جا آکے مہمان وہان
جدھشٹر کو قاصد بلانے گیا / نہ آئے جواب اس طرح سے دیا
کرینگے نہ اب فرق وعدے مین ہم / نہ رکھین گے بستی مین چل کر قدم
لڑائی کا میدان منظور ہے / ملاقات اب جگ کی دور ہے
خلاصہ ہوا جگ کا اختتام / بنا جس طرح سے دیا انتظام
مہیا وہ اسباب جاہ و حشم / بتفصیل سب حال گر ہو رقم
زبان قلم تھک کے خاموش ہے / بہ سرعت زبانی فراموش ہے
لٹائے یا اتنا کہ وہ لعل و گہر / بنا کان زر ہر برہمن کا گھر
دیا اسقدر نقد و اسباب مال / کہ لینا ہوا اسکا سبکو وبال
زمین پر وہ اک عالیشان انبار زر / کہ گاو زمین کی بنی جان پر

چمن بیست و ہشتم دربیان رسیدن بیاس و گفتن حکایت برہمن محتاج

قلم کو ہے سیر بیابان پسند / جو کالک مین رہتے تھے وہ دردمند
گزرتی تھی عسرت مین اوقات حیف / ولونیر تھا اک برہمن ضعیف
بیاس ایکدن پھر جو آئے وہان / کیا حال عسرت سب اسنے بیان
کہ ہم تنگدستی سے ہین شرمسار / طبیعت ہے افلاس سے بیقرار

قضا کی طرح پہنچے اک آن میں
لڑائی کی مطلق نہ لایا وہ تاب
بھلا بھاگ کے تو کہاں جائیگا
دیے اسکے بالوں کو وہ پیچ و تاب

ارا بہ لیا گھیر سید ان میں
گریزاں ہوا اسکے سے شتاب
عبث ٹھوکریں کھا کے مر جائیگا
گرا رتھ کے نیچے وہ خانہ خراب

جو آنکھیں تھیں جیدرتھ سے دو چار
گر بھیم و ارجن سے بچتا تھا کب
سخن تھا زبان پر کہ پہونچا قریب
نہ باقی تھی دہشت سے ہوش و حواس

کیا گرم بہت ہنگامۂ کارزار
تعاقب کیا اور کہا بے ادب
پھنسا انکے پنجوں میں وہ بد نصیب
جو قیدی کو لائے جدھشٹر کے پاس

گرفتار آنا جیدرتھ کا راجہ جدھشٹر کے پاس

تو بولا شہ جدھشٹر سے ہو کر غلام
کہا چیر جا اپنی خطا کی معاف
نہایت اسے شاق تھی زندگی
سلے ایک اسوقت اسکو دیا
سوا اسکے اوروں کی ہر لے لیے
جدھشٹر کو تھا رنج عسرت کمال
کہ دم ہنچ ہر روز دیتا ہے چرخ
کسی اور پر یہ مصیبت پڑی

ہزار آئی جیسا کیا شوکت کو ...
کدورت تھی اسکو تھے سینہ صاف
کہ ذلت سے حاصل ہوئی مخلصی
زبان سے نہ کچھ یہ اشارہ کیا
نکل جائیگا فوج دشمن کا بل

یہ سنتے ہی ... آیا جو پیش
جو بند گران سے رہائی ملی
عبادت کو دریا پہ بیٹھا وہان
دم رزم ارجن نہ کام آئیگا
جو حاصل ہوا دل کا یہ مدعا

جدھشٹر کے لیے ...
تو سید بھی بیابان کی راہ لی
تھا دیوتا اسپر ہوئے مہربان
یہ بیکار رہیگا خطا کھائیگا
پھر آیا وہان سے قوی دل ہوا

چمن سی ام وہیارن گفتن مارکنڈے جی بیت سری رام چندر جی

عوض کب کا یہ ہمسے لیتا ہے چرخ
کسی در پہ بھی یہ آفت پڑی

زبان مبارک سے ارشاد ہو
یہ نازل ہوئی ہر کسی پر بلا

کہا مارکنڈے سے لے خوش جمال
کہ دل قید کلفت سے آزاد ہو
پریشان یوں جنگلوں میں ہیں ہم

شادی ساوتری کی پسر راجہ ستیہ من کے ساتھ

تو ہو طول مطلب سے سو مدعا | غرض صبح ہوئی رسم شادی ادا
ہوا عقد جب اس گل کا اس گل کے ساتھ | بہت لازم اسباب زر آیا ہاتھ

وہ دختر نہایت تھی شایستہ کار | لباس فقیری کیا اختیار
بدن سے کیا اپنے زیور جدا | شب و روز شوہر پہ دل سے فدا

مگر ہر گھڑی تھا دنوں کا شمار | اجل کا شب و روز تھا انتظار
غذا کی بھی تقلیل مدنظر | عبادت میں مشغول آٹھوں پہر

وہ مدت کے دن جبکہ آئے قریب | ہوئی غمزدہ وہ زن خوش نصیب
گیا سال آیا وہ روز اجل | یہ تدبیر کیا اسنے کی بر محل

کہ دونون ہوئے سوئے صحرا روان | تجسس میں ہیزم کے ہر دو وہان
مگر ستیوان اسکے تھا شوہر کا نام | شکار افگنی سے وہ رکھتا تھا کام

نمایاں ہوئی شان پروردگار | زمین پر گرا کھاکے غش ایکبار
لیا زن نے زانو پہ شوہر کا سر | کہ ناگاہ یہ شکل آئی نظر

نمایاں ہوا ایک جانب سے مرد | بدن پہ سرخ تھی پوشاک زرد
مگر پاس رکھتا تھا اپنے کمند | در آیا قریب زن دردمند

ہوا اسکا دہشت سے کچھ رنگ زرد | برآمد ہوا ہمت سے اسکی مرد
بقدر سر انگشت تھا اسکا قد | ضیا میں وہ خورشید سے بھی اشد

جو اس شخص نے اپنی پھینکی کمند | ہوا قید وہ یہ ہوئی دردمند
جو سمجھی کہ شوہر کی ہے یہ قضا | چلی اسکے پیچھے زن پارسا

اجل نے بھی پکارا کہ آتی ہو زن | یہ اپنی زبان سے سنایا سخن
کہ اسکے ساتھ یکجا رہے | رہائی کی تمہید دشوار ہے

یہ سنکر وہ عورت ہوئی تر زبان | ترے پاس ہے میرے شوہر کی جان
یہ ان سے ہے تبتک کہ یہ جان زار | نہ چھوڑون گی پیچھا ترا زینہار

قضا نے کہا اے زن پارسا
خدا سے کرون اسکو اسدعم طلب
قضا نے جو مانگی خدا سے دعا
اجل نے کہا اب سنے کیا دعا
مگر چاہیے انکو اب تخت و تان
یہ کہکر چلی پیشتر پھر قضا
دعا سے کے آگے ہوئی وہ روان
کہا یہ سخن آنا بیکار ہے
کہ اے طفل تیرے ہون سو پسر
نچھوڑے مگر تجھسے راہ حلال
چھٹا مرغ شاہین کی صید سے

اجل نے کہا تجھسے شوہر جدا
ہوئی گلستان ہوش غنچہ لب
بلا عین دل کا اسے مدعا
نچھوڑیگی شوہر کو تیرے قضا
نزک جاہ و حشمت کی ہے احتیاج
کہا زن نے اک اور ہے مدعا
نچھوڑا مگر زن نے پیچھا وہان
کہ مرد کا جی اٹھنا دشوار ہے
اجل نے کہا دیگا خالق ثمر
اجل ال
رہا جان شوہر ہو

سوا اسکے جو کچھ کہو دشوار ہو
کھلین آنکھین شوہر کے ہر مان باپ کی
ہوئی اس جگہ سے اجل پھر روان
کہا زن نے آسان و مشکل ہوئی
کہا اسنے دیگا خداے کریم
پدر پر کرے لطف رب قدیم
اجل نے جو دیکھا کہ یہ ما یہ اس
سوا اسکے بیٹے کے جو کچھ ہو کام
زن پارسا بولی پھر آ اجل
دیا تو نے مجکو نرالا فریب
زن پارسا نے جو پائی مراد

زبان مبارک سے اظہار ہو
کہ ہر کور چشمی سے تنگ انکا جی
زن پارسا پیچھے اسکے دوان
کہ بینائی آنکھون کو حاصل ہوئی
گلستان مین آئیگی باد نسیم
کہ پیدا ہو اولاد اسکے کثیر
نہین چھوڑتی ہے عقب زینہار
وہ بیٹے کو موجود ہون لا کلام
ہٹے آبرو میں نہ میری خلل
مگر سلطنین ہو دل ناشکیب
دل غم رسیدہ ہوا شاد شاد

زندہ ہونا شوہر ساوتری کا

کہ وارد ہوا ایک زنّار دار
ہوا ایک جنگل میں میرا گذر
ہرن ایک آیا جو زیر شجر
ہوا کی طرح صاف رم کر گیا
شتابی دل زار سے میرے داغ
تعاقب کا رہو پہنچے ہرن کے قریب
نہ پہونچا کسی طرح زخم خدنگ
جنگل ہر طرف موج زن ہر آب
نہیں در آیا نظر اسکو آب
کہ ناگاہ کانون میں آئی صدا
نکل کچھ نہ سمجھا اس آواز کو
نکل کے جو آنے میں وقفہ ہوا
ہوا ارجن و بھیم کا بھی یہ حال

کہا یودھشٹر سے ای شہریار
درخت تنومند آیا نظر
ملا شاخ سے اسنے جو اپنا سر
برہمن یہ ناحق ستم کر گیا
لگاؤ مری چیز کا تم سراغ
قلم لکھے اب ماجرائے غریب
ہوئی ناوک اندازوں کی عقل دنگ
کنواں تھا نہ دریا نہ جنگل سحاب
صفا وہ خجل چشمۂ آفتاب
تامل کرے نوجوان تو ذرا
وہ کچھ جانتا تھا نہ اس راز کو
تو سہدیو پانی کو لینے گیا
وہی بیہوشی کا پڑا انپہ جال

میرے پاس چقماق تھی سر قدم
سر شاخ میں تھی وہ اٹکی ہوئی
ہوئی اسکی شاخوں میں چقماق بند
خدا ہو دے سعت قدرت تمہیں
سنکے جب اٹھے وہ پانچوں جوان
یہ تیر فگنی میں تھے سب دلیر
سمت میں پانچوں جوان تھے اداس
پھرا چار سو آب کی چاہ میں
کنارے سے جسدم ہوا ہمکنار
لگے پینے وہ لے جو آب زلال
وہ جسوقت پانی کے پہونچا قریب
ہوا وہ بھی اس رنج میں مبتلا
پڑے تھے لب آب یہ بدحواس

بیتابی تھی صیدون کو راہ عدم
طبیعت مری صاف کشتگی ہوئی
وہ وحشت ہوئی دلکو پہونچا گزند
سخاوت شجاعت مروت تمہیں
تجسس میں تھے شکل دریا رواں
برسنے لگا آسپہ باران تیر
یدھشٹر ہوا پیاس سے بدحواس
ملا ایک قطرہ نہ اس راہ میں
یہ چاہا بھرے ساغر آب ادا
پھر اسوقت پانی میں تو ہاتھ ڈال
ہوئی بیہوشی صاف اسکو نصیب
اسی طرح محبوس دام بلا
کہ آیا یدھشٹر بھی پانی کے پاس

بیہوش ہونا ارجن و بھیم و نکل و سہدیو کا تالاب پر اور پہونچنا راجہ یدھشٹر کا تجسس میں اور نکلنا جچھ کا

ہوشیار ہونا اُن چاروں کا اور چقماق برہمن کے ہاتھ آنا جچھ سے

کہا جچھ نے دھرم ہے میرا نام	فقط امتحان تھا یہ تہمت کا کام	جو یہ عقل نیت ہوا ٹیک رست	تیرے کام سب ہونگے بیشک درست
ہوئی گردش بخت و قسمت تمام	اب ایام محنت کا ہوا اختتام	دعا ہے مری تیرھویں سال سے	چھپانے کو کوئی اس احوال سے
یہ مژدہ سنایا وہ چقماق دی	خوشی ہو کے راجہ یدھشٹر نے لی	مکان فروکش پہ آئے جوان	ہوئی دروپدی بھی بہت شادمان
برہمن کو چقماق حاصل ہوئی	خدا ساز آسان وہ مشکل ہوئی	قلم اور قصّہ کو دے انتظام	خیابان پہ بھی ہوا اختتام

آرن پرب تمام ہوا

خیابان چہارم از چمنستان سواد ہندوستان یعنی ہیرات پرب درین پرب

دو ہزار و پنجاہ اشلوک است

ہوا بارہ برس جب ہوئے اختتام
سو ملک ہیرات عزم سفر
چلے اس جگہ سے یہ عالی مقام
پہونچے بیابان و دریا و کوہ
کنارے پر اس شہر کے وقت شام
دل دور بین نے کیا یہ بیان
چنانچہ اس نخل پر کہدیے
کہا یہ سخن با صدا بلند
ہوئی شہر مین شہرت اہیات کی
ہوا اسطرف سے جو دل مطمئن
گئے شاہ ہیرات کے جب پاس

چمن اول در بیان فتن پانڈون در شہر ہیرات و تبدیل نمودن اسما و ...

پڑے دشمنون کی نہ انپر نظر
کہ چشم دشمن سے پردہ تمام
نہ وہ فرشاہی نہ شان و شکوہ
بلانے کا مردون کے تھا جو مقام
بیان کیجیے بیاز میدان نہان
طلسمات تازہ نمایان کیے
برس ان جہان جان کاٹے گزند
ٹہلتے تھے سیون میں بیٹھے جی
سمائی طبیعت مین یہ ایکدن
نہ وہ نام انکا نہ وہ تھا لباس

مرض بس کے دھوم سے بیوطن
شب و روز کرتے تھے قطع راہ
جو اقلیم ہیرات آئی قریب
وہان جاکے بیٹھے وہ زیر درخت
یہ تجویز پائی جو دل سے قرار
کہ اک لاش مردے کی لائے اٹھا
جلا دینگے اس لاش کو بعد سال
سنا تا تھا کوئی بھی گرد شجر
کیے ان ہیرون نے تبدیل نام
کیا اسطرح اپنا اظہار حال

بدل انکو جیسے کہ تھا اہتمام
سنائے نصیحت کے اسنے سخن
تھا ان اسطرح جیسے مرغ نگاہ
قلم لکھے اب داستان عجیب
اتارا بدن سے جو پہنے تھے رخت
کیے اپنے ہتھیار باہم شمار
کیا شاخ مین اسکو آویختہ
کہ یہ اک زمانے سے ہے تن یہ حال
سمجھتے تھے سب اپنی جان کا ضرر
لباس بدن کو بھی بدلا تمام
کہ رکھتے تھے ہم پاس اسباب و مال

کیا یا نشان خوش ہوئے کوروان
کسی سے نہ کیا کام انکا تمام
اگرچہ شیر یا ذرد جسم کو تلف
زمین پر جہان شہ اقامت کرین
کہا کرپ نے بھی یہ شیرین کلام
اگر لا تھہ آجاے انکا پتا
قلم لکھے سو سرمہ کی استان
ہمارا تو دلمین ہے اب قصد جنگ
مناسب ہے اب فوج و لشکر کشی
قلم کیا کرے اسکا وصف سپاہ
وہ گھوڑون کی نعلون سے آتو ہے گئے
زمین پر ہجون کی صورت وان
ہوئی شاہ بیراٹ کو بھی خبر
عدد حشر لشکر بھیم سہدیو نے

اگر دلمین حیرت زبان پر بیان
ہوئے دلمین اپنے عدو شاد کام
تو پائینگے شیرینی وصف کی صفت
وہان کی سیراب و آفت کرین
ہوئے انکے ایام نکبت تمام
تو پیغام وہین کوروان صلح کا
کیا اسطرح کوروان سے بیان
کرین شاہ بیراٹ پر وقت تنگ
کہ اسکو نہین طاقت سرکشی
کہ تھا ہفت اقلیم کا بادشاہ
اٹھائے ستم چین بہ ابرو ہوئے
بنی نقش ستم سے زمین آسمان
پے جنگ اٹھا وہ سینہ سپر
لیے ساز جنگ اپنی سرکار سے

بیابان مین شیر دلنے کھایا انھین
درونش نے جسدم سنا یہ سخن
یہ پیکم تپاسی نے سنکر کلام
غذا بون سے بھی پاک ہو سر زمین
طلوع انکے اقبال کا ہے قریب
سوا صلح کے کوئی چارہ نہین
عبث غنچہ دلمین یہ خار ہے
ہوا سلطنت کا مدار المہام
دو حصہ کیا فوج کو ایکبار
کہان تک کہون فوج کا اختتام
یہان سے بڑھا جب نشان فوج کا
جو پہونچے سر ملک بیراٹ پر
چلی ساتھ اسکے وہ فوج کثیر
چلے ساتھ راجہ کے چارون جوان

عدم جو ہٹون نے دکھایا انھین
کہا اس طرح کے ہین وہ تیر زن
کہا سچ ہے ایسے ہین وہ نیکنام
جہان پر قدم رکھین وہ مہ جبین
چمکنے ہی اب چاہتا ہے نصیب
نہین سرخ ہوگی لہو سے زمین
تلاش انکی اب انکو بیکار ہے
کیا پانچ گندھرپ نے اسکا کام
ستاروں سے بڑھکے پیادے سوار
زمین نے دیا چھوڑ اپنا مقام
تلاطم تھا دریا سے پر موج کا
وہ لشکر ہوا کچھ ادھر کچھ ادھر
نہ جسکا تھا دنیا مین ہرگز نظیر
شجاعت کے جنگل مین شیر ژیان

عزم جنگ کرنا کوروان کا ملک بیراٹ مین

آنا ارجن کا پسر بیرات کے ساتھ میدان جنگ مین رتھ پہ سوار

اڑا اسقدر رنگ رخ اڑ گیا
جو کچھ دیر مین وہ ہوا ہوشیار
بچائے کسی طرح یہ جان زار
ارادے پہ وہ نوجوان تھا سوار
زبردست تھا کھینچ لایا اسے
ذرا ہوش مین آکے انسان بن
نظر آئے مقتل مین تازہ بہار
یہ کہکر وہ آیا قریب درخت
کیا شاہزادے سے لے گلعذار
جو ارجن نے ہتھیار اپنے لیے
بنی شکل آسیب ہنومان کی

لڑائی کے میدان سے پھر گیا
تو ارجن سے بولا مین پھر ہشیار
طبیعت پہ ہرگز نہین اختیار
گریزان ہوا کودکر ایکبار
اٹھا کر اسی پر بٹھایا اسے
عوض میرے تو ہی پہلوان بن
گل زخم سے جسم ہون لالہ زار
کہ رکھا تھا جسپر لڑائی کا رخت
مین ارجن نے شست کمان زنبیا
اشارے کے ساتھ ہی ان ہیبت سے
نظر آئی جسکو پڑی جان کی

زمین پر گرا ہوکے بیہوش وہ
کہین گھر مین پہونچا دے جلدی مجھے
لگا خوف سے تھرتھرانے بدن
جو ارجن کو یہ حال آیا نظر
کہا اس سے اے کودک بے ہنر
دکھاتا ہون سیر گلستان جنگ
روان ہم گے مین ہو دریائے خون کا
بدن پر کیا راست وہ ساز جنگ
کسی شخص پر راز افشا نہو
ارابہ تھا جو خاص حاضر ہوا
ہوا آپ اسوار وہ شہسوار

وہ ہشت با خود فراموش وہ
کہ انعام خلعت مین دونگا تجھے
سنا پر ذرا ارجن نے اسکا سخن
لیے ہاتھ مین ڈور گھوڑون کے سر
لڑائی سے ڈرتا ہے گر اسقدر
رخ ہر عدو سے اڑاتا ہون رنگ
نظر آئے سطح زمین لالہ گون
لڑائی کی معلوم تھے خوب ڈھنگ
کھٹکو دھیان تا فتنہ برپا نہو
کہون اسکی مین برق کی تعریف کیا
کہا اس سے لے کوچ کر گلعذار

ارا یہ کمان نے یہ سیری عجیب کہ آتی ہوا سے صدائے مہیب
نہ ڈرنا اسی آواز پر شور سے صدائے مہیب آئیگی زور سے

یہ کہکر بجایا وہ مہرہ سفید کہ تھا دُر مکنون بحر امید
کمان کو جو دی چاشنی ایکبار گریبان زمین کا ہوا تار تار

ہوئی بولنا کہ ایک پیدا صدا زمین و زمان مین پڑا غلغلہ
ہوا گاو زبان کا گیا دل دہل فرشتون کی راحت مین آیا خلل

ہوا نون کا زہرہ ہوا آب سب پڑا فوج دشمن مین بھی اضطراب
ڈرا دل مین تب جودھن بلتین وہ دہشت کہ لرزان تھا سارا بدن

یہ کی عرض بھیکم سے اے نیکنام ہوا تیر جوان سال کا اختتام
کہ باقی ہین کچھ روز اقرار مین تزلزل پڑا تھا دل زار مین

دیا اُسکو بھیکم نے ایسا جواب کہ بیکار ہے اب ترا اضطراب
یہ باتین تو اب کام آتی نہین مقدر کا لکھا مٹاتی نہین

جو بیراٹ پر کی ہے لشکر کشی پھرینگے نہ میدان سے تا زندگی
قدم سے لڑینگے اب ہٹینگا نہین جوان ہم سے بھاگتے ہین کہین

دہین چار حصّے کیے فوج کے سمندر مین جیسے اٹھے موج کے
سنو حال درجودھن بے وفا ہوا ایک حصّے کو لیکر جدا

مقرر ہوئی کچھ سپہ سوے شہر کہ نازل ملک کی نہو تا پہ قہر
وہ رونہ کرن کرپ بھیکم یہ چار بنے لشکر نصف کے فوجدار

بنے دونون حصّون مین سردار چار سمند ہوا پر پیادے سوار
بڑھا لشکر جنگ کا جب نشان ضیا اُسکی بہت تھی گلفشان

چلا اس وشن تگ میدان رزم کہ جس طرح جشن عروسی کی بزم
اجل ہر جوان سے ہم آغوش تھی خوشی زندگی کی فراموش تھی

کوئی ہم بغل بستر خواب سے ہم آغوش کوئی سر خاک سے
کوئی سایۂ تیغ مین سو رہا کوئی نقد جان ہاتھ سے کھو رہا

آشکار ہونا جوہر شمشیر ارجن کوروان کے مقابل

کریگا وہی گرم میدان کو سرد
کریگا وہی فوج دشمن کو گرد

نہ تھا اس سے آگے وہ شاہ زمن
سخن اسکے سنکر ہوا غنچہ دہن

صفت شاہزادے کی کرنے لگا
دم اسکی شجاعت کا بھرنے لگا

جہان ذوق افزا ہوا بسکہ شہر
سبب شادیانہ کیون فتح کا

شہنشہ کو چوسر کا جو شوق تھا
یدھشٹر سے ہو وقت کھیلتا

کہا پھر یدھشٹر نے اے بادشاہ
نہیں ہے وصف فرزند کو لب پہ لاہ

بھلا دوسرا کون کہتا تھا بات
جو بھیم سے ہوتا وہان ہمعنان

ہوا شاہ بیراٹ یہ سنکے خاک
کیا بھیم کا پیرہن چاک چاک

ادا کی بگڑ کے غصے سے تاب
ہوا سنکے وہ سوختہ دل کباب

وہی پہلوانون کو دیگا جواب
لڑائی میں وہی غضبناک

کر اتنے میں آئی خبر فتح کی
ہوا شاہ بیراٹ کا دل خوشی

یدھشٹر کے دلکو نہ پھر آئی تاب
دیا شاہ بیراٹ کو یہ جواب

یہان شادیانے ہیں فتح کے
جوانون کو بھاری ہے خلعت ملے

زبان پر وہی حرف تھا بار بار
شجاعت کا اسکی زبان پر شمار

یدھشٹر کی میں ساری چالاکیان
ہوا تیر افگن ہے وہ نوجوان

سوا اسکے ہو دسترت کی مجال
کہ دے کوروان کو جواب سوال

بھبھوکا ہوا اور غصے سے لال
غضب سے بد روشی ظاہر کمال

جو پانسے تھے ہاتھون میں وہ زرنگار
وہین کھینچ مارے آسے ایکبار

مجروح ہونا یدھشٹر کا پانسون سے راجہ بیراٹ کے

لہو ناک سے دم میں جاری ہوا
مگر یہ بھی فضل الٰہی ہوا

ادھر بھیم میں تھا یہ حال تباہ
ادھر آیا ڈیوڑھی پہ یہ بادشاہ

گیا لاد شہزادہ آئے یہان
یدھشٹر اپنے ہوئے یہ قصہ عیان

لیا دروپدی نے دوپٹے پہ خون
نظر آیا جسدم چلا زبون

کنکبھی کو تھا حکم اسنے دیا
یدھشٹر بڑا دور اندیش تھا

کہ بگا ابھی راج زیر و زبر
وہ دیکھیگا یہ قطرہ خون اگر

کہ ہے دور خونریزی و کارزار — دگرنہ خزاں ہوگی ساری بہار
جو مجلس میں بیٹھے تھے عقلمند گر — لٹانے لگے یوں زباں سے گہر
نہیں کوروان کو ملامت کی جا — مزا یہ جوئے کھیلنے کا ملا
نظر کیجیئے عقل پر نہیں — یہ بیکار ہے سب بیان جنین
مناسب ہے اب کیجیئے اس سے جنگ — طبیعت بھی ہے کثرت غم سے تنگ
پسند آیا دریودھن کو یہ خوش کلام — کہا سب سے بہتر ہے لے نکلنا م
جنہیں تم سے ہے پیشۂ دوستی — کریں وہ بھی دشمن پہ لشکر کشی
طلاقت لسانی بھی رکھتا ہو وہ — ذرا خوش بیانی بھی رکھتا ہو وہ
ابھی سب طرح دل ہے بے اختیار — کرے ہو رفع یہ قصۂ کارزار
محبت سے بھیکم کو مائل کرے — لڑائی کی آسان مشکل کرے
سرکشن کو بات آئی پسند — روانہ ہوا قاصد ہوشمند
دل میں جانا تھا جنگ کا لیکن عزم — جو اٹھی وہ جشن عروسی کی بزم

سنتے بادشاہوں نے جب یہ سخن — کہا راس کا یہی سچ چلن
جیتے سو جدھشٹر کو کیا کام تھا — نتھا دھیان آغاز و انجام کا
دیا انکو ساتا نے ہر طرح جواب — ہیبت آپ کہائی ہیں یوں چپ چاپ
یقین ہے کہ جب جودھن بے ہنر — نہ ہوگا رضامند اس صلح پر
جدھشٹر کو دیں تخت شاہی ہے جا — جو کچھ اُنپہ ہوتا تھا وہ ہو چکا
کریں اور راجاؤں کو اطلاع — کہ ہو اک جگہ فوج کا اجتماع
سوا اسکے تجویز ہو یہ ہمیں — خرد مند ہو اور شیریں سخن
اُسے بھیجیے ہستنا پور میں — کہ جاکے بزم شہ کوروین
بزرگوں کو پہنچائے جا کر پیام — کہے سب بھی اُنکے آکر پیام
پہنچے دشمنوں میں اگر تفرقا — تو حاصل ہوا اپنا دلی مدعا
سنتو شاہ بیراٹ کا ماجرا — کہ دل کوروان کیطرف سے پھرا
لڑائی کا سامان تھا مدنظر — یہی فکر تھی دل میں آٹھوں پہر

ہوا راجہ تھے اکجا وہ رخصت ہوئے — سرکشن بھی اپنے گھر کو گئے

چمن دوم رفتن جودھن و ارجن کا برائے طلب مدد نزد سری کشن

قلم اپنا جو پاسے بیکار ہے — مضامین کے لشکر کا سردار ہے
ہوئی اُنکو اس بات کی اطلاع — کہ اس سمت ہے فوج کا اجتماع
ہر اک نوجوان ہے طلبگار جنگ — کہیں جلد ہو گرم بازار جنگ
کہ اُنکو بلا لیجیے اپنے گھر — شریک اور مددگار ہوں وہ ادھر
جدھشٹر نے بھی جب سنی یہ خبر — گیا کشن کو لینے وہ نامور
گئے اُنکے لینے کو دونوں جوان — مگر ایک ہی وقت پہنچے وہان
پہنچا تھا جو جودھن خوش کلام — کیا اُنکے بالیں کی جانب قیام
سرکشن اُٹھے جو آرام سے — کہا ارجن نیک انجام سے
نکلنے لگے لب سے پھر جو اب — وہ مغرور بولا کہ عالیجناب
کہ آپ سے مجکو درکار ہے — یہ بندہ مدد کا طلبگار ہے

سنتو حال جب جودھن بے ہنر — تھی اسکو انجام کی کچھ خبر
لڑائی کا سامان تیار ہے — جدھشٹر بھی جویائے پیکار ہے
صلاح اسکی آئی یہ دلکو پسند — کہ چلیے قریب سرکشن چند
کیا اپنے دل سے جو یہ مشورا — بلانے کو انکے روانہ ہوا
اُسی وقت ارجن کو بھیجا وہان — سرکشن کو ساتھ لائے یہان
سرکشن پہ ہے دل سے جان نثار — وہ تھے شاید خواب سے ہمکنار
یہ ارجن تھا جو عقلمند و فہیم — ہوا با ادب سر کے پائیں مقیم
یہاں کون سے مطلب آئے ہو تم — جدھشٹر کا پیغام لائے ہو تم
لڑائی کا باہم ہوا ہے قرار — قریب آیا ہنگامۂ کارزار
مگر دلکو ہے یہ تعجب کمال — طبیعت میں پیدا ہے رنج و ملال

آنا جرجودھن اور ارجن کا سری کشن جی کے پاس واسطے طلب مدد کے

تھا طلب ہوئے آپ پہلے آدھر
برابر سمجھتے ہین دونون کو ہم
جسے فوج جرّار کی چاہ ہو
کرو آپ مین باہم جو دونون قبول
لی فوج اسکو تو رخصت ہوا
مدد سے ٹھہرا ہے میدان جنگ
ستو شاہ بیراٹ کی استان
کیے تیری جانب سے مین نے کلام
مجھے دونون قول سے اب ہر گز نہ
پھر آیا وہ مغرور کیرت کے پاس
قلم لکھے اب چھوہنی کا شمار
بڑھی اور لشکر کی اسپر رقم
تھے شسست لعف اور شش صد شمار

رعایت ہے دشمن کی مد نظر
کوئی اپنے آگے نہین بیش و کم
ابھی حکم دو ان کے ہمراہ ہو
آپ دونو نہین ایک شے ہو حصول
یہ سمجھا بر آیا دلی مدعا
مہیا ہے سب طرح سامان جنگ
تو تقریب شادی گیا تھا وہان
کسی نے نہ اسپر کیا التیام
سبب صلح اسمین بیا ہو ستیز
بہت کچھ کیا اسکو آنیکا پاس
کرتے ہین کتنے پیادے سوار
جسکا فیل جانے کیا تب قلم
بڑھا دونون قومون پہ اس کا شمار

پھر کشن جی یون ہوئے درفشان
مدد کے لڑائی مین ہو خواستگار
رہون مین اکیلا مقابل کے پاس
ارجن کو تھی کشن جی پر نظر
کیا جا کے علیحدہ سے پھر سوال
ملا اس سخن کا وہان سے جواب
بہر بزم بیٹھے تھے سب خاص و عام
سر انجمن شمع سان سر دھنا
اگر نیکنامی کی ہے تمکو چاہ
کیا لشکر اک چھوہنی اسکے ساتھ
ارابے کے اسوار سب تیز رو
کیا فیل اسوارون کا جب شمار
پیادون کا لکھا ہوا اب ہین شمار

نظر آیا پہلے سبھی وہ جو ان
صلح مین نہ تو نکا دم کارزار
جگہ جس طرح سے ستے کے پاس
وہ مغرور راضی ہوا فوج پر
دیکھیے چلکے وقت جدال
مجھے اس لڑائی سے ہو جینا ہے
ہوئی جشن شادی مین تھی دھوم دھام
کسی نے سخن کو نہ ہر گز سنا
نہ چھوڑے قدم راستبازی کی راہ
ظفر ہے خداوند خالق کے ہاتھ
وہ اکیس لعف دو تھے آٹھ سو
ہوئے یہ بھی اتنے دم کارزار
کہ تھے ایک لاکھ اور انیس ہزار

مجھے تیر ہوا اور پہونچے پاس
دروان سے قلم کثرت فوج مین
ہنسو ادری کا جو بھائی تھا شل
ہوا مستقل ادہ مین جب گذر
دقیقہ دقایق سے چھوڑا نہین
جو پہلے سے گھر بیٹھے ہین آپ
اطاعت سے باہر ہونگا کبھی
کہا تنکہ مین یہ احوال طول
یہ کہکر ادہر وہ روانہ ہوا
بطلکشتی پانڈ کے گلہ دار
جدہشتر تھا سلطان اقلیم دین
پہونچے آپکے بات اسکان مین

چہتم آمدن شل بسے امد پانڈوان و ملاقات کردن جرجودھن

ملاطم تھا کچہ موج مین
شجاعت کے کشور مین تھا شل
ملا آکے جرجودھن نامور
قدر اسکو خدمت سے منظور نہین
محبت سے تشریف لائے ہین آپ
جواب آپکو مین نہ دونگا کبھی
خوشی سے کیا شل نے کہنا قبول
پہر اک سمت اسکا فسانہ ہوا
کیے گوہر و نقد شل پہ نثار
کہ تعقل تہا پہ مناسب نہین
لیے شل تہا اسکا میدان مین

جو باندھی ہے لشکر کشی پہ کمر
مدد کو جدہشتر کے وہ نوجوان
سپاہ لایا وہ آشنائی کی رسم
کیے شل سے خلوت اپنے کلام
مرے لینا اب مجھ یہی آرزو
کرونگا نہین حکم سے انحراف
جدہشتر کا پر شوق دیدار تھا
جدہشتر تھا جہان پہونچا وہان
کیا شل نے بھی حال اپنا بیان
سنے جو بیان لیکن مگر اس قدر
کیا اس سخن کو جو شل نے قبول

رقم کر گئے ہین یہ اہل قلم
زمین آسمان بن گئے زیر و زبر
سپہ فوج دریا صفت تھا روان
نہ باقی رہی بیوفائی کی رسم
بہر حال ہون آپکا مین غلام
رہین آپ لشکر مین ہو آبرو
نہ پیش آئیگا کوئی امر خلاف
پہر آؤنگا تجسے یہ اقرار ہے
سنو اب ملاقات کی داستان
سنائی وہ گذری کی داستان
لیے کو جدائی کرن کی اگر
جدہشتر کا مطلب تہا سب حصول

داخل ہونا شل کا فوج لشکر کوروان میدان مین

سرکرشن پھر نشہ سے گویا ہوئے | کہ وہ آشتی کے وہ جویا ہوئے
کرن اور جرجودھن پر غرور | دوشاسن سکن کا ہو سب جو غرور

مناسب ہے زنداں دکھاؤ انھیں | کرو قید سیدھا بناؤ انھیں
مناسب ہے اپنی ہوا آشتی | نکل آئے صورت کہیں صلح کی

وگرنہ برا اسکا انجام ہے | سحر روز عشرت کی اک شام ہے
تکبر کے ہو نشہ سے عقل گم | جو قسمت دکھائیگی دیکھوگے تم

جو اتھر میں سنکے وہ جنگ جو | خفا اٹھ گیا سنکے یہ گفتگو
ششتشاہ ازخود فراموش تھا | پسر کی محبت کا اک جوش تھا

چمن ہشتم دربیان ارادہ کردن جرجودھن برائے قید سرکرشن چند

جو مجلس سے وہ خشمگین اٹھ گیا | دوشاسن کرن سے یہ مشورہ کیا

سرکرشن کو قید کر لیجیے | ادھشٹر کو بے قوتی دیجیے
جو یہ قصد بیکار آسنے کیا | سرکرشن کو حال معلوم ہوا

یہ شہرہ دیا چشم سب بے نور ہیں | سمائی ہر کیا قلب مغرور میں
پھر اسپر پاپ تیرے فرزند کا | مرے قید کرنے کا ہے مشورا

سمجھا نہیں اپنا وہ نیک و بد | عدو جان کے ہیں یہ بغض و حسد
اکیلا نہیں پیچھے دیکھو یہاں | کہ کھلا ہے تم سب پہ از نہاں

جس پشت کی کوروان نے نگاہ | یہ دیکھا جدھشٹر کی سب ہے سپاہ
کھڑا ہیں سب پانڈو کے نوجوان | بہشت و تو ابھی ہیں حاضر یہاں

ہوا اول کو پیدا وہ خوف عظیم | کلیجہ ہوا دشمنوں کا دو نیم
سرکیشن اٹھے وہاں سے چلے | کف دست وان دشمنوں نے ملے

رخصت ہونا سرکیشن کا ودھرشٹ سے اور بٹھالینا کرن کو ارابہ پر

ملا دو نگاہین خاک مین خاندان
فریب دغا کا ملے امتحان

نئی دل لگی تو سب جی سمجھے
دیا غم کا یہ داغ تا زندہ سمجھے

کوئی اسطرح کا بھی کرتا ہے کام
شنا تھا ہے یون حق ناموس نام

چکھاؤن مجھ فن اسکے تجھکو مزا
کہ حاصل ہو کردار بد کی سزا

سترا اولین وہ دی ہے مین نے قرار
بھلا کچھ دنون تو ہے یادگار

زمین پر نہ کچھ نکا باقی نشان
ہوئی عیش و عشرت سے بیگانہ

جو سرکار دربیہ مین پہونچا وکیل
سخن سنج یون تھا وہ شاہ جلیل

گیا ہے وہ فرزند بیہر شکار
جو آئے تو یہ امر ہو آشکار

ولیکن ہوا دل پہ صدمہ عظیم
کہ پیدا کیا اپنے ہاتھون غنیم

خبیث مین گیا دشمن خاندان
بچیگی نہ اب اسکے ہاتھون سے جان

اٹھائی ہے جو بیٹھے بیٹھے بلا
بلائی ہے ہاتھون سے اپنے قضا

گرا سنگ غم شیشۂ جان پہ
نہ ٹھہرے خدا دن یہ انسان پہ

سخن سازی شاہ سمجھا وکیل
پھر اوہ خجالت سے ہو کر ذلیل

سکندی کے دلکو ہوا یہ یقین
زمین جو فلک پر ٹھکانا نہین

خرابی کا باعث ہے میرا وجود
اڑا رنگ چہرے سے مانند دود

گیا شہر سے وہ بیابان مین
پھرا غلغلہ شہ کے ایوان مین

ہوا اسکا بھی آب و دانہ حرام
کیا ترک جنگل مین آب طعام

خدا ساز اک چھچھ صحرا مین تھا
کہ شاگرد تھا وہ فہادیو کا

سکندی پہ کچھ رحم آیا اسے
وہین مرد زن سے بنایا اسے

عوض اسکے وہ چھچھ عورت بنا
بنی صورت مرد وہ مہ لقا

مگر چھچھ نے یہ کہا تھا سخن
کہ شیرا ظاہر ہے میری آنگلیدن

جو در پیش دل سے ہو وہ فکر دور
بہر نوع ہو جائے رفع فتور

سراپا ہو جب وقت مطلب روا
نہ دشمن کا باقی رہے دغا

تو پھر آکے صورت بدلنا یہان
وفا کی تمہ راہ چلنا یہان

کسیسے ان آنکھون مین بھولے نہین
خبردار یہ یاد بھولے نہین

سکندی نے مضبوط پیمان کیا
بیابان سے گھر کا رستہ لیا

ہوا حال دختر سے دربیہ خبر
بجا لایا شکر خدا سر بسر

چھپایا بہت طرح اس راز کو
تدارک تھا یہ حال افشا نہو

ادھر شاہ کے پاس پہونچا وکیل
حقیقت یہ سنکر ہوا دل علیل

بافواج جرار وہ شہریار
ہوا شاہ دربیہ سے آکے دوچار

بدل جنگ پر زہر کھائے ہوئے
نشان مجھسے اپنا مٹائے ہوئے

ہوا جب کہ تحقیق وہ ماجرا
کیا شاہ نے دور وہ وسوسا

سکندی کو پایا غرض مرد وار
خجالت سے دلمین ہوا شرمسار

کہا آپکا کیا تھی کھائی ہے آج
کہان تھی طبیعت کہان تھا مزاج

نہ سمجھے یہ سب شخص اس عقل پہ
سنائی تھی کیسی یہ جھوٹی خبر

حیا نے کیا پانی پانی اسے
نہ کیون تلخ ہو زندگانی اسے

کیے عذر دربیہ اس شاہ نے
یہ بتا دیا عقل گمراہ نے

نہ فرمایئے اس خطا پر نظر
کیا پیشکش مال اسباب و زر

ہوا خاطر ہوئی سلطنت شاہ کی
پھرا اپنی اقلیم کی راہ لی

چمن چہارم در بیان ماندن دوی سکندی تا قتل بھسکم تیامہ

لکھے اس چھچھ کی داستان
ہوا دو مرد ہی کا تب سے نشان

بیابان مین بیٹھا تھا وہ مثل شیر
وہان جا نکلتے تھے اکثر کبیر

ہمیشہ وہ ہوتا تھا اسسے دوچار
بیابان مین آکے جو یہ ایکی بار

شنائی وہان چھچھ کی کچھ خبر
نہ آیا وہ اپنی جگہ پھیر

بیابان مین ڈھونڈھتے تھے نشان
عوض مرد کے زن کو پایا وہان

کہا اسنے سب اپنا احوال زار
کہ یہ ماجرا آیا بر [illegible] کار

بسیرا سطرح سے ہوئے پرفشان
فراموش کی قدرت ذوالجلال
کہ جسوقت تک زخم کاری کھائے
ملنسود ون فوج کی فوجون کا حال
لکھون نام شاہون کے تفصیل وار
ادھر کیرت پر جو مددگار تھے
سپے فوج او جین کا بادشاہ
شہنشاہ بھی ہمراہ تھا
جرا سندھ کا پور سہدیو نام
صف آرا تھا فرزند سپپال کا
وہ لشکر فزون حد سے اکھٹا ہوا
قلم کو ہے منظور اب سرکشی
جو مغرور نے جمع لشکر کیا
کرانے دیدہ پانڈ کی روشنی
وہ شیر آہنی پر کرو دل مین یاد
اگر خائف چھتری سے ہو تم
مگر یہ لڑائی ہے اچھی نہین
نظر آئیگی اب رزم کار زار
کہ کاٹینگی گڈیس کیرت کی تیغ
وہ سن کے علمون سے کچھ ہو خبر
سر رزم آئینگے میدان مین
لڑائی پہ باندھینگے جسدم کمر
شجاعت سے شل کی نہین کچھ خبر

کہ اے چھچہ تیری ظاہر بیان
کیا اسکی جانب کسی کا خیال
وہ بھیکم سے جنگ بارا نہ جائے

نہ کیون حق تعالی سے کی یہ دعا
عوض اسکے دیتا ہون یہ بددعا
سکندر سی اثر ہے مرد میدان جنگ

چمن بست و نہم تفصیل اسمائے راجہ ہائے اطراف کہ برائے کمک جمع شدند

کہ افواج کیکی کا بھی بے شمار
کہ جیدرتھ بانسے تیار تھے
سر کیچک کی تھی تھیا سپاہ
وہ شل بھی مع فوج رونق فزا
شہنشاہ بیراٹ عالی مقام
لڑائی کا لشکر سب آراستا
زمین کو تب لرزہ پیدا ہوا

جو سردار تھے جانب کوروان
جو بھگونت تھا راجہ کا مرد
پو شر اکی کطرح تھی فوج سب
تھے دھشٹر کی جانب جو سردار تھے
سے شاہ جیدھان لشکر سپاہ
کہانتک قلم لکھے اب نام نام
وہ لرزان ہوئے تھر تھرانے لگے

چمن سی ام در بیان فرستادن جمع دھن الوک را پیش پانڈوان

وہ بھیکم پتامہ کو افسر کیا
اٹھائی ہو محنت بیابان کی
طبیعت مین پیدا ہو جس سے فساد
تو میدان کیون چلتے ہو دم
لگی نہ ہے جنگ تل بھر زمین
شجاعت کے گلشن کی فصل بہار
کہ کاٹیگی افواج دست و ریغ
اکیلا ہو بھاری وہ اس فوج پہ
صفائی دکھائینگے اک آن مین
تو کھلیگی تینگے آنکے وصف ہنر
اکیلا ہی کافی ہے چہرہ نا سور

سکن کا تھا بھائی الوک اسکا نام
ہوئی دریودھن کی جبکہ سرخوشی
یہ بیٹھے ہو کیا عاجزون کیطرح
سنا ہے ابھی جنبش بہت و پا
نہ کچھ ہوگا بے جنگ ہرگز حصول
جو شمشیر لینگے درونہ کرن
جو وہ استھوتھامان ہو عالی وقار
جو بھیکم پتامہ ہین عالی وقار
زبانی جو چاہو کرو گفتگو
وہ نفلوچ ان تیغے شوا سے
سوار و ان کیا ذکر ندکور ہے

کہ صورت کا جامہ ملے مرد کا
خدا سے ہے مجکو یہی التجا
لباس نی کا نہ بدلے یہ ننگ
قلم کی زبان پر ہے موجون کا حال
قلم نام کرتا ہو انکے بیان
شجاعت کا لشکر میں آ سکا ظہور
قرینے سے آراستہ باادب
سر کیشن پہلے مددگار تھے
سپے فوج دروپدی کی پشت پناہ
ہر اک سمت تھا فوج کا اژدحام
طلبگار وہ تشنہ لب خون کے
کہ آتا ہو ہنگام لشکر کشی
تھے دھشٹر سے جاکر کہا یہ پیام
سنے جاتا ہے تمہارا یہی جی
ہیں بیٹھے جنگ کی اب طرح
مہیا ہے سامان رزم و وغا
تامل تساہل ہو اب یہ فضول
تو میدان میں ہوگا لہو موج زن
لڑائی میں آس سے نہ پاؤگے پار
تمہیں آ نسے بڑھکر کوئی نامدار
نہ نکلیگا منہ سے سخن جو ہو
تمہاری سپر آنکی تلوار ہے
پیادہ ہر اک فوج میں شور ہے

خیابان ششم از چمنستان سواد ہندوستان یعنی بھیکم پرب رین پرب پنج ہزار وہشت صد ہشتاد و چہار اشلوک ہست

…دان اب علم ہے نشان قلم — صفونمین ہے سطرونکی شکل علم

چمن اول دربیان ابتداے صف آرائی جنگ دیگر لوازم آن

دکھائے ورق اب چمن کی بہار — گلستان سعدی ہوا سپر نثار
صف آرائی لفظونکی منظور ہے — کہ میدان فوج سے معمور ہے

ہوا دونون فوج کا اکجا ہجوم — پڑی تھی لڑائی کی میدان مین دھوم
ہوئی اسقدر جمع جنگی سپاہ — خجالت سے پانی تھا ابر سیاہ

جو اس فلک مین تخلل پڑا — نشان ناف گاو زمین پر گرا
سوارونکی کثرت ہو کس سے بیان — چھپی گرد سے صورت آسمان

زمین کثرت نقش سم سے فلک — کسطرح ہو چرخ کا آسیہ تنک
زمین آسمان زیر و بالا ہوا — وہ حلقہ سپاہون کا ہالہ ہوا

جو اکجا ہوا اسا میدان جنگ — زمین کثرت فوج سی سخت تنگ
بیاس آکے نزد شہ کوروان — کہا تیرا فرزند ہے نوجوان

آنا بیاس جی کا دھرتراشٹ کے پاس

بدل سان بجلی سے ہو رہا جنگ
طبیعت ہو تیغ کی مانند تنگ

کھلی اس دم صداقت بوستہ تن
خدا تیرے قامت پہ سرو چمن

خدا پر نظر چاہیے ہر گھڑی
یہ آنکھ اسکے کرم سے لڑی

ہوا پیش پر پا لشکر کوروان
نشان فوج کا ہوا ادھر سے روان

اسے دیکھکے ارجن ہوا جب سوار
ارا یہ چلا شکل باد بہار

سنو صورت لشکر کوروان
بزرگ عزیز آشنا سب امان

طبیعت میں جنگ سے ہٹ گئی
جو ندتی ہی تھی وہ سب گھٹ گئی

اٹھاؤن عزیزون پہ شمشیر تیز
کرون ہفت بر پا یہان رستخیز

زن بیوہ روئینگی زار و نزار
نہین مجکو منظور یہ کارزار

بیابان نوردی ہے مجکو قبول
خدا کے لیے ڈالو غصے پہ دھول

تصوف کے اسکو سنائے کلام
کیا خوب ہدایت کا اہتمام

سرکیشن نے پھر یہ دلمین کہا
نگر تیا ہے سبکا رضا دہ بنا

زمین آسمان و زن و مرد آشکار
مرتب ہے وہ مجلس کارزار

ہوا دلمین ارجن کے آخر یقین
کہ خون دشمنون کا پئیگی زمین

ہوا ارجن جو مستعد جنگ پہ

جو ارجن نے گیان نشانی سنی
جدھشٹر کی ساری کہانی سنی

خدا داد ہر رنگ فتح و ظفر
عجب شئے ہے یہ تھوڑے سے بہت پر نظر

جدھشٹر کا جو دلمین قائل ہوا
زبان مبارک سے پھر یون کہا

سرکیشن جی کی عنایات تھی
دعا ایک ارجن کو تعلیم کی

خدا داد گردون سے آئی صدا
بر آئیگا ارجن دلی مدعا

جو ارجن نے دیکھا ادھر کا یہ حال
ہوا دلمین جوش محبت کمال

سرکیشن جی سے کیا یہ بیان
نہ ہوگا کبھی مجھسے اے مہربان

پدر سے بے پسر یا پسر بے پدر
نہ ہونگے سر لاش پر نوحہ گر

نظر ایسے جاہ و حشم پر نہین
پڑے خاک ایسی ہوس پر کہین

جو دیکھا سرکیشن جی نے یہ چال
طبیعت مین پیدا ہوا کچھ ملال

کسی طرح ارجن نہ راضی ہوا
خفا صورت جنگ سے جی ہوا

کیا جو وہان مبارک کووا
تو ارجن پہ یہ راز پنہان کھلا

ہوا قتل سب لشکر کوروان
ظفر یاب ہین پانڈو کے نوجوان

بلا شبہ یہ حکم تقدیر ہے
عجب شاب لڑائی مین تاخیر ہے

لیے خنجر و تیغ و تیر و تبر

ہمین مستعد شدن ارجن بجنگ و رفتن ساتھ جدھشٹر و لشکر کوروان

سپر خود ترکش کمان گرز و تیر
سمند اور جوشن ہر اک بے نظیر

زرہ بکتر و خود و چار آئینہ
جو پہنا فلک ہنگیا آئینہ

خدا تیر ناوک ہے تیر فلک
تبر کیا تھا گویا اجل کا ملک

بنا برق دم خنجر آبدار
وہ کیون خنجر مہر ہو شرمسار

خدا اسکے دشنے ہے شکل ہلال
پھنسین کاٹ جان جو ہو کا جال

درازی مین کوتاہ عمر دراز
عصا خضر کی موج گرز اس سے ساز

وہ نیزہ کہ برق جہندہ فدا
سنان اسکی شکل زبان قضا

وہ جوشن کہ دست قضا کا شکار
گلے مین طلائی زرہ جالدار

چھری برق دم دشنہ آبدار
وہ برچھا کہ تیر فلک شرمسار

سراپا تھا دریائے آہن مین غرق
بلالی چمکتی تھی مانند برق

کمان ہاتھ مین حیرت کہکشان
ترخ قوس خجلت سے اسکی دھوان

بیان کس سے ہو وصف گرز گران
کہ مریخ نے جس سے مانگی امان

کمند مسلسل بصد پیچ و تاب
بنی زلف لیلی شب کا جواب

سپر شکل خورشید تارے تھے پھول
ضیا بدر کی چاند کو بھی قبول

وہ شمشیر قبضے مین جسکے ظفر
اجل کی طرف سے وہ پیغام بر

وہ بکتر خجل جس سے نو آسمان
کرے کام جسپر نہ تیغ و سنان

مسلح شدن ارجن

خدا خود سپر کاسۂ ماہتاب — وہ چار آئنہ غیرت آفتاب
قلم سے نہ چھوٹے رہ اختصار — کہ مشتاق ہین جنگ کے انتظار
یدھشٹر کا احوال سب ہو بیان — پیادہ چلے جانب کوروان
دل نہیں کیا کوروان نے خیال — یدھشٹر کا دشت سے پہونچا جیال
امان کا طلبگار آتا ہے وہ — کہ پیغام عجز آج لاتا ہے وہ
ہوئے دلمین اپنے وہ دشمن خوشی — وہ نامرد تھے صورت زن خوشی
بجے شادیانے اودھر فتح کے — ہوئی عید دشمن گلون سے ملے
ہوا شاد دُرجودھن بے خبر — سنائی ہر اک نے نوید ظفر
خوشی سے دل پھر عدو باغ باغ — لڑائی سے حاصل ہوا انفراغ
نہ ملتی تھی دریائے عشرت کی تھاہ — نہ وہ جانتے تھے مآل اسکا آہ
یدھشٹر کو خالق نے دی آبرو — قدمبوس بھیکم کی تھی آرزو
کسی سے نہ کہتے تھے صلاح سخن — بندھا صورت غنچہ انکا دہن
وہ آئے جو بھیکم تپاسے کے پاس — یہ کی عرض ہو آپکا مجھکو پاس
مرے آپ سرتاج ہین لاکلام — شہنشاہ ہین آپ مین ہون غلام
سر اتنے سے کھینچون جو تیغ دودم — کرون تن سے فرق مبارک قلم
یہ خُردی سے ہے بات بیشک بعید — بڑے سے الجھتا ہے جرم شدید
جو کچھ حکم ہو وہ بجا لاؤن مین — قدم چھوڑ کے آپکے کہان جاؤن مین
بہت دلمین بھیکم ہوئے شادکام — یدھشٹر سے فرمایا اے نیکنام
اگر تم نہ آتے یہان میرے پاس — غم و رنج ہوتا مجھے بیقیاس
دعا ہے یہی اے سعادت شعار — ظفریاب ہو تم دم کارزار
سمجھتا ہون دونون کو یکسان مگر — یہان حسن اخلاق پر ہو نظر
سمجھتا ہون جو تمکو جان و جگر — سبب یہ ہے اے میرے نور نظر
یدھشٹر جو رخصت ہوئے شادمان — درونہ کی خدمت مین پہونچے وہان
کہا آپ سب کے استاد ہین — مرے علم آنے کی بنیاد ہین
سکھایا مجھے علم تیر افگنی — مگر اس گھڑی جان پہ ہے بنی
مقابل ہو جو آپکے کسکو تاب — بھلا کسطرح ہونگا مین فتحیاب

یہ بھیکم تپاں ہوئے خندہ زن
زبان سے لگا نے یہ در سخن
یہ پیمان تھا کشن جی کا وقار
کہ جنگ مین نہ لونگا وہ ہم کارزار

ادھر ہم نے دل مین یہ تھا قرار
کہ رن تنگ ہو ہر دفعہ کارزار
کہ لین آپ بھی چکر میدان مین
وہین فرق آجائے پیمان مین

بجا لاؤن مین شکر پروردگار
رہا قول و پیمان برابر قرار
سنو قصہ ارجن نامدار
گرا پاؤن پہ کشن کے اک بار

کہا میرے سر پہ یہ احسان ہو
جو رکھ دیجیے ہاتھ سے چکر کو
نہ آئے ذرا عہد پیمان مین فرق
جتاتے ہو جو لیتے ہو دریا مین غرق

جو کشن نے لے سر سے نامدار
لیا چکر جو یہ وہ ہم کارزار
کہ رن ان سے آسکے آگے تجھے
ہوا نقص پیمان گوارا مجھے

یہ بھیکم کو ہے مجھسے الفت کمال
جو پیمان تھا انکا رکھا بحال
مجھے اپنے بندے کا یہ پاس ہے
کہ ہر وقت مجھسے امید آس ہے

جو آیا ذرا اسکے پیمان مین فرق
تو پیا کے پسینے مین تھا مین غرق
جنہے صدق دل سے مرا دھیان ہے
مرا ہر گھڑی آپ پہ دھیان ہے

عداوت جو کوئی کرتا ہے یاد
مجھے اس سے بھی ہے دلی اتحاد
جو ہے دور مجھسے وہی دوست ہے
اگر شک بھی ہو تو کافر ست ہے

مین سچی محبت کا پابند ہون
فقط صندل گل سے خورسند ہون
سر کرشن نے چکر جب رکھ دیا
پھر ارجن نے اک وار آخر کیا

دیا تھا جو اندر نے اسکو خدنگ
نشانے پہ چھوڑا اسے بیدرنگ
ہوا شور و غل بزم پیکار مین
گرے ساٹھ سو فیل اک وار مین

ہزارون نے لی راہ ملک عدم
برابر ہوئے صف بہ صف سر قلم
ہوئی شام تو شاد دل ہر جوان
کہ پانڈو کا لشکر ہوا شادمان

اٹھایا جو خورشید نے اپنا سر

روز چہارم از جنگ دہ روزہ

ہوا صبح چارم جو وہ جلوہ گر

سیاہی شب تار کی ہٹ گئی
ستارون کی وہ فوج سب کٹ گئی
دم تیغ خورشید لگے جوان
ہتھیلی پہ رکھے ہوئے نقد جان

بہت جنبش خون کی ارزان ہوئی
قضا بھی خریدار انسان ہوئی
وہان جان بیچنے لگے سر فروش
بھرے تھے دلون مین شجاعت کے جوش

لیا کام گرز گران سے اگر
ہوئے ضرب سے چار ٹکڑے جگر
لڑائی کا بازار رونق پذیر
ہوا ایک ہنگامہ دار و گیر

بدن پہ جراحت کے گل تھے عیان
بنا نخل گلزار ہر پہلوان
لہو مین ڈوبی ہوئی تیغ تیز
ہوا برق پر رنگ گل جلوہ ریز

لگے گلنے تھے خون خنجر آبدار
بنے زخم فوارۂ آبشار
ادھر تھا جو وہ یونی سے بسر
شجاعت مین سب سے وہ چالاک تر

طلسم اس طرح کے کیے آشکار
ہوئے قتل لاکھون ہم کارزار
کسی کا نہ چلتا تھا مکر و فسون
زمین پر بہا موج دریائے خون

عیان تیر سے صورت گرد باد
کہین آگ کے آنچ سے پیدا فساد
کسی تیر سے مینہ برسنے لگا
کوئی تیر کوہ گران سنگ سا

کسی تیر سے صاف طوفان کا زور
کسی تیر مین روز محشر کا شور
کہین اٹھا وہ گرد باد سیاہ
ہوئی رات سے بڑھکے تاریک راہ

بنائے تھے جو کرنے ہاتھی تھے چار
طلسم اس سے تھے جس طرح آشکار
طلسمی بنائے تھے جو تین یہ
وہ مشکل سے تھا بڑا مکر و ریو

غرض ایک ایراوت اسمین تھا فیل
پسر کی سواری کا تھا وہ کفیل
سے ہے تین آ پسر تھے وہ دیو تین
دہلتی تھی میدان کی آگ سے زمین

رقم یون ہے ان تین فیلون کا نام
کہا یا پدم انجن اور ایک بام
کٹر و کر تھا بھگدنت سے جنگجو
زمین پر ہوا ان بحر خون چار سو

قیامت کا میدان میں ساماں تھا
درونہ بھی از حد پریشان تھا

ہر اک نے کیے وہ شجاعت کے کام
پریشان دل کوروان تھے تمام

ہوئی اسقدر فوج وہ پست پا
نہ باقی رہا جنگ کا حوصلا

جوان تھے ہر ایک لڑنے سے تنگ
نہ زور انکا چلتا تھا کچھ وقت جنگ

اکیلا وہ بھاری تھی اس فوج پر
نشاں تھے اقبال کا اوج پر

یہ سمجھے کہ ہے دیو فی کا پسر
نہ سر پر کوئی ہوگا اس سے بشر

سوا اسکے کچھ اور چارہ نہیں
دل بھیر یہ کچھ چارہ نہیں

کسیکو تھی اس لڑائی کی تاب
درونہ فقط دے رہے تھے جواب

کمڑوکہ نے ہیں کیا قصے یہ چار
بنا ہے طلسمات یہ آشکار

کسیکا نہ کام آتا تھا سحر
وہ تھا کون جو زخم کھاتا نہ تھا

غرض شام کا تھا انھیں انتظار
چھپاتے تھے دم وہ دم کارزار

پریشان تھا جب جودھن نامدار
عروس ظفر پر نہیں اختیار

جو بھیکم نے دیکھا یہ حال تباہ
یہ لڑکا تھا ستمگر بے اشتباہ

کنارہ لڑائی سے بہتر ہے آج
سوا اسکے کوئی نہیں ہے علاج

عجب حال لشکر پریشان تھا
نہ کچھ زور چلتا تھا حیران تھا

ادھر سے بھی چلتے تھے تیر بلا
کوئی مار سے جان کھوئی اژدہا

جنگ کرنا کمڑوکا درونہ اچارج کے ساتھ

کوئی غیرت شکل شیر ژیان
طلسمات کا فن اُسے یاد تھا

کسی سے تھا دریائے آتش رواں
اسی وجہ سے انکا دل شاد تھا

سنو قصہ بھیکم پر شسند
بھلا یہ بھی تھی کوئی لڑنیکی طرح

محبت کی تھی اس لیسر پر نظر
درونہ نے دی انکے کہنے سے طرح

جوا ہمر وہ خونخوار دونون نہنگ | پھر اعدا کی کشتون سے میدان جنگ
سنی اور کی کچھ نہ اپنی کہی | خبر اپنی اسکو نہ اصلا رہی
اٹھالایا خیمے مین مجروح کو | افاقہ ملا اس جگہ روح کو

لگائے وہ چھپن پہ بھیمن نے تیر | نہ تاخوان تھے ہرست بنا چیر
یہ دیکھی ہان کرپ نے واردات | تو سوجھی سوا اسکے کچھ اور گھات
برابر رہا آج میدان جنگ | ہوا منتشر سب وسامان جنگ

روز ششم از جنگ دہ روزہ

کیا جا مہ صبح جب زیب تن | جمی پھر وہان مجلس کارزار
ہوا ادہر بھیم نور پر وہ سوار | عجب رقص بسمل کا سامان تھا
تڑپتے تھے زخمی پڑے جابجا | ادہر بھیم میدان مین تیرزن
ادہر تھا وہ جرجودھن پلپٹن | پیا فوج نے آب جام فنا
دکھائی ہزارون کو راہ فنا | سنو حال جرجودھن نیکنام
لیا بھیم نے تیر و خنجر سے کام | بنا خون کا فوارہ وہ پہلوان
بہن زخم کے جسم پر خون چکان |

دم تیغ و خنجر مین اب اجل | چمکتا نہ خورشید کا کیون بدن
فقط زخم کھانا بجاے طعام | قضا کا وہان تھا امانی عمل
گئے تھے وہ دونون بشکل نہنگ | لہو سے بھرا آب شیرین کا جام
دیا پاٹ کشتون سے میدان جنگ | بنا قلزم خون وہ میدان جنگ
بدن کثرت زخم سے چور چور | اجل کے فرشتے کی تھی عقل دنگ
نہ آئی تماشے کی جو دلکو تاب | لڑائی سے اسوقت لی دور دور
| چھپا پردہ مغرب مین آفتاب

مجروح ہونا جرجودھن کا بھیم کے مقابلے مین

اٹھایا لڑائی سے فوجون نے ہاتھ | رہی کچھ نہ پرواہ دشمن کے ساتھ
کہ جرجودھن تھا ملین اپنے اداس | گیا شب کو بھیکم پتامہ کے پاس
جو دہشت سے خلعت دیا بھیم کو | دوبارہ وہم رزم ہیبل سے ہو
بیان یہ کیا اپنا احوال زار | بدن مار کر خون کے ہو لالہ زار

خداوندی شاہ عالی تبار
مرا اعتقاد عبادت ہو ہر دم پہ نثار

ادھر فوج مین کوئی ایسا نہین
حریف آپکا ہو وہ جنگ کین

زبان سے اب ارشاد وہ کام ہو
کہ جس سے بخیر اپنا انجام ہو

لڑائی کی باقی نہین مجھ مین تاب
کسی طرح اب کاٹیے یہ عذاب

سخن سنکے بھیکم ہوئے خندہ زن
کہا راست ہو امر پیمبر سخن

مرا قتل بے شبہہ ثواب ہے
شفقت تمہاری یہ بیکار ہے

مگر عہد کا ہو جما دل پہ زنگ
کرونگا نہ عورت سے میدان جنگ

سکندی حقیقت مین ہیچ اصل زن
مقابل ہو مجھسے جو وہ تیر زن

عقب اسکے ہوا ارجن نیکنام
کرے کام تیرون سے بہر اتمام

سوا اسکے ارجن کے کوئی نہین
جو میدان مین لڑ چکی آستین

ظفر یاب ہونا پھر آسان ہے
تھکے ہاتھ پھر صفا میدان ہے

یہ کہکر کیا پھر زبان سے بیان
نہ کہنا کسی سے یہ راز نہان

روز دہم از جنگ دہ روزہ

وہ فوجین ہوئین قتل جب بیشمار
نیا مہر خود تجھسے آ پار

ہٹا پاس سپاہ شب تار کو
لیا مار ہر شخص ہتیار کو

ہتے برق کے سے چمکنے لگے
سوار ان کے گھوڑے چپکنے لگے

سکندی نیا پیشرو فوج کا
ہراول بنا لشکر موج کا

عقب اسکے تھا ارجن تیر زن
لڑائی کا آمادہ ہر پہلتن

ہوئی پھر صف جنگ آراستہ
طلبگار پیکار نوخواستہ

لڑائی کا ہرسمت تھا اہتمام
کہ بھیکم کا ہے آج قصہ تمام

وہ بھیکم تپا سے ہوئے جب سوا
اجل نے کہا تمپہ ہے آج وا

رہو سامنے یا چھپو تم کہین
ہے ہاتھ سے آج بچتے نہین

جو بھیکم ہوئے سوے میدان وان
کہا ساتھ آئے نہ کوئی جوان

اکیلا لڑونگا مین لشکر سے آج
مدد کی نہین مجکو کچھ احتیاج

شجاعت کی دریا دلیمین نہنگ
بلاشبہ خونخوار تھا وہ نہنگ

ہوئے قلزم فوج مین موج زن
گرائے زمین پر بہت پیلتن

جو اٹھا زمین پر بٹھایا اسے
بڑھا آگے پیچھے ہٹایا اسے

گری برق ہاں جسپہ شمشیر تیز
گئی اسکے سر پر گذر رستخیز

اجل کی طرح جسپہ تیزہ گرا
یہ جانو کہ دنیا مین پیدا نہ تھا

پڑی وار پہ وار تلوار کی
لیٹین زخم کی بدھیان مار کی

ملے خاک مین نوجوان صد ہزار
دھنوان ہو گیا چہرہ کارزار

ہتھیلی نہیں جا بہ میدان رزم
ہوئے قتل لاکھون جوانان رزم

وہ تدبیر جسکو جو آئی تھی ہاتھ
سکندی وارجن اٹھے ایک ساتھ

لگائے سکندی نے جب دم خدنگ
دیا چھوڑ بھیکم نے میدان جنگ

ہوئی گرم بازار جنگ سرد
نکل سرخ آئی نظر سے زرد

دو وار اس حق کی جو اس آگئی
ظفر دور تھی جلد پاس آگئی

قلم لکھے ارجن کی چالاکیان
اٹھائے جو ہاتھون مین تیر و کمان

ہوا اوس مین ان سکے وہ تیر زن
کیا صاف بھیکم کا چھلنی بدن

ہوئے جبکہ زخمی وہ عالی نژاد
دعا سے پدر آ گئی انکو یاد

کہ جبتک خدا سے نہ مانگیگا موت
نہ آئیگا ہرگز ترا وقت فوت

یہ سوچے تو اسوقت آئی قضا
جدھشٹر کا حاصل ہوا مدعا

ابھی دم ہوئے وہ طلبگار مرگ
نمایان ہوا وہ جو خونخوار مرگ

قریب آ گیا تھا بہت وقت شام
کیا تیر ارجن سے قصہ تمام

زمین پر جو وہ زخم کھا کر گرے
نہ اٹھنے کی تاب آئی تیور چھر کے

برسنے لگا آب باران جان
وہ ماتم کرنے لگا آسمان

فلک سے زمین کو ہوا زلزلہ
بیان کیا ہوا اسوقت کا ماجرا

مجروح ہونا بھیکم پیتا مہ کا ارجن کے تیرون سے

بیاس نے دیکھا جو یہ حال زار
ہوا اور وہ غم سے بہت بیقرار
کیا پیش جب جودھن جنگجو
کہا حال بھیکم کا سب مو بمو

وہ لیکر طبیبون کو حاضر ہوا
جو دیکھا تو بھیکم نے اس سے کہا
نہ احسان کا بوجھ سر پر دھرو
حکیمون کو کچھ دیکے رخصت کرو

یہ سنکر وہ رونے لگا زار زار
کیے گوہر اشک اُسنے نثار
اُگا باغ ماتم مین اک نخل غم
کھلائے نیا گل یہ شاخ قلم

رکھیشر کو گنگا نے بھیجا وہان
اُتر اہنس بنکر وہ آیا یہان
کیا آکے بھیکم سے اُسنے بیان
وہ گنگا جو ہے مادر مہربان

مجھے اُسنے بھیجا ہے آیا ہون مین
دم نزع پیغام لایا ہون مین
کہا اُتّرل مین ہو آفتاب
بہت رات ہے کم ہے دن کا حساب

ابھی زندہ رکھے آپکو ایش قدر
گئے شب ہے وزاو ذی ہنر
عطا ہوگا اُسدم ثواب عظیم
نہ دیکھو گے آنکھون سے نار جحیم

سخن یہ ان کا بھیکم کو آیا پسند
رہا خاک پر جسم جان دردمند
انھون نے دیا جان کو تن سے جدا
وہ حاکم تھا محکوم تھی یہ قضا

وہان آئے جب پانڈو کے تاجدار
روان آنسوؤن کے ہوئے آبشار
دیا حکم ارجن کو تجہیز کے
مرتب ہوا آتش کے واسطے

لگانے زمین پر جو ارجن نے تیر ۔ بنی اس جگہ بالش بے نظیر
وہ تکیہ کہ مسند نشین خوش ہوا ۔ یہ بستر تو قالین و گلشن ہوا
ہوئی پیاس جب آپ کی انکو چاہ ۔ اٹھائی طرف کو روان کی نگاہ
جو آئے وہ جام مرصع مین آب ۔ نہ آیا وہ ہرگز پسند جناب
کیا ارجن نوجوان سے طلب ۔ سنو حال تیر افگنی کا یہ اب
زمین پر لگائے جو اُسنے خدنگ ۔ نکل آیا پانی وہین بیدرنگ
ہوا خوش روان گئے بھیکم کے پاس ۔ ہوئی مرضی آپ کی رفع پیاس
زبان سے لگائے جو آیا وہ آب ۔ کیا ارجن نے دل سے پیا با قرار
وہ آرام تھا بستر تیر پر ۔ کیے پوست سے شاہ کامل بسر
شب و روز رکہتے تھے آنکھون کو بند ۔ فقط دل کو یاد الٰہی پسند
شمار ایسے تعویذ سے حال مرد ۔ بہر ایسے وہ دلیری همت کا ہے
نہ شادی سے راحت نہ ایذا سے غم ۔ سے یاد خالق تھی ہر یکقلم

آرام فرمانا بھیکم پتامہ تیر خوردہ کا تیرون کے بستر پر

بھیکم پرب تمام ہوا

بہت اتنی شکستہ ہوئے کوروان
بعد از فوج کا ہے یہ تنہا جوان

ہوا ایکطرف جیدرتھ سدراہ
نہ آئی مدد کو ادھر کی سپاہ

ہر اک زمرہ جو تھے پہلوان
گئے ایکدل اور سب روان

کسی نے کیا تیغ کا ٹھکے وار
کسی نے دیا خنجر آبدار

پریشان ہوا مغز ابھمن کا آہ
گرا خاک پر وہ بحال تباہ

وہ بیچارہ کس کشمکش مین ہوا
دل کوروان اب ٹھنڈا ہوا

سبھدرا لگی ابر نیسان کی طرح
روان اشک چشمون سے باران کی طرح

گمان قلزم خون کا ہر اشک پر
نکلتے تھے چشمون سے لخت جگر

ہوا گل شبستان کا اسکے چراغ
پھر کس طرح شعلہ ہو سینے کا داغ

پھنسا آہ وہ دام مین موت کے
دکھاؤنگا اسکو کس شکل سے

بھرا ابال سینے مین ابھمن کا غم
فغان شور غل آہ نالہ الم

کہا دل سے گئے آرام و لخت جگر
بنی ہجر عشاق سے جان پر

چلائے ابھی اسکو جان آفرین
نہ دلکو کرو غم سے اندوہگین

فقط مجکو ہے دھیان اسکا سنو
نصیب آپکے پھر ہوت ہو یا نہو

سوا صبر کے اور چارہ نہ تھا
کرے کیا قضا پر اچارہ نہ تھا

سنا جبکہ ارجن نے یہ حال زار
ہوا فرط الفت سے دل بیقرار

کہا گر خدا نے ہے چاہا تو کل
پلاؤنگا دشمن کو جام اجل

اگر سو درونہ ہون یا سو کرن
اگر لاکھ ہون کیرت پلٹن

جو مین نے نہ اس کام کو کل کیا
تو جل جاؤنگا آگ مین بر ملا

کہ کل جیدرتھ کا ہے روز فنا
نشانہ اڑائیگا تیر قضا

دغا باز تھے وہ تیہ پیر کی
کھڑا حلقہ فوج مین وہ جری

گئے ایکطرف ستو تھا مان کرن
درونہ دلاور کب ہر پلٹن

ہوئے گرد ابھمن کے میدان مین
کیا فیصلا اسکا اک آن مین

کیا چور زخمون سے سینہ تمام
کسی نے کیا گرز سے ٹھکے کام

وہ گرز گران تھا اجل کا پیام
ہوا کام اس خستہ جان کا تمام

جیدھشٹر پہ بیٹھا جو وہ تیر غم
ہوا دل مین تازہ یہ صدمہ الم

دل زار سینے کا پیکان تھا
نکلنے کو جان کو بار استا

زبان پر تھے حرف سینہ کباب
کہ ارجن کو اب دیگا کیا مین جواب

بہار چمن سب خزان ہوگئی
سبھی پیت شکل جہان ہوگئی

اسی وقت ناگاہ آئے بیاس
جیدھشٹر کو پایا نہایت اداس

نظر آیا انکو جو یہ حال زار
نہایت طبیعت ہوئی بیقرار

جو ابھمن کے مرنے سے تھے دل ملول
تو مانگو دعا ہو یہ مطلب حصول

مگر سبکو مرنا ہے انجام کار
دلاور ہین لب گے خواستگار

سنے جب جیدھشٹر نے شیرین کلام
ہوئی دور وہ تلخی غم تمام

کیا اختیار اپنے دل پر یہ جبر
جو آیا نہ کچھ رکھ لیا سنگ صبر

مگر تھا دلاور لیا دل کو تھام
نہ خنجر گھسیٹا نہ کھینچی حسام

تن جیدرتھ سے کر دون سر جدا
ہوا ہے وہی باعث اس قتل کا

حمایت کرین اسکی کیا مال مین
دغا باز سب بد افعال ہین

سنا کوروان نے جو حال قسم
کیا مشورہ بیٹھکر یہ بہم

پس فوج دینگے کل اسکو مقام
کرینگے حفاظت کا سب اہتمام

ہم ارجن سے کل ہونگے سینہ سپر
مقابل کو رکھ لین گے تلوار پر

روز سوم از جنگ پنج روزہ

لب بام جو اسکا تھا آفتاب
گئی شب آمد ہوا آفتاب

نہایت قلق آیا تھا دن عمر کا
اٹھے طرف ڈھونڈھتی تھی قضا

ہوئی صبح جیدرتھ کی وہ رات
نہ تھی صبح تھی اسکی شام حیات

نکل آئے خیمون سے پانچون جوان
زبان پر یہ تھا جیدرتھ ہے کہان

ہوا رنگ رزان دل سے جو تا شام
ہاں کا اجارہ تھا میدان مین
سنو حال فوج عدو کا شمار
نشانے سے تیرون کے وقت مصاف
چڑھی تھی سر کوروان پر قضا
لگے کیسے دم کے رکا تیر زن
سرکش نے تیر زن سے کہا
جہان پر پڑا اسکا صحرا نشین
ارجن نے اسکا کیا سر جدا

کہا کہین آج کا دن جلد ہی تمام
ہزارون کی لی جان کر آن مین
کر جسکا تھا پچیس سو اقتدار
ارابے کے آگے ہوئی راہ صاف
دکھائی ہزارون کو راہ فنا
کیا جو رشت لکد سے بدن
سر جیدرتھ ہو جو تن سے جدا
گرے اسکے ہاتھون پہ یہ سر وہین
سرکشن نے جو کہا تھا کیا

حمایت کی تھی جیدرتھ پر نظر
سب آزما ارجن نامدار
وہ ارجن غرض مثل شیر ژیان
تھی وضا تھے اسکی نظر و نمین سب
صفون کو الٹتا ہوا یہ جوان
لگے جیدرتھ پر جو زخم خدنگ
زمین پر پڑا کہنا اسے اے جوان
زمین پر جو ہاتھون سے رکھیگا سر
بلا سر پہ آئی ہوئی ٹل گئی

اٹھاتے تھے میدان مین اپنے سر
کہین تو سے پھڑکے دل سیر ا
ہوا لشکر کوروان مین جوان
جلایا گری جیسے برق غضب
جو پہونچا سر جیدرتھ پر وہان
ہوئی روح قالب مین اک بار تنگ
اُسے پھینکا سوے صحرا وہان
جدا تن سے ہو جائیگا اسکا سر
خدا ساز تدبیر یہ چل گئی

جدا ہونا سر جیدرتھ کا ارجن کے ہاتھ سے

ملا خون کو اپنے دہن کے کہدیا | لگے چار زانو وہ رونق فزا
وہیں کاسئہ دل وہ پارہ ہوا | اڑا طائر جان ستارہ ہوا

کشتہ ہونا درونہ چارج کا درشٹ دمن کے ہاتھ سے

ورشٹ دمن تھا وہاں جلوہ گر | کیا سر جدا تیغ سے بے خطر
یہاں دو جو دہن تھا پھر وہی | دیا پھینک سر اسنے اسکے حضور

کہا حیف بیٹھا ہی کیا بیخبر | تجھے ناز جسپر تھا ہو اسکا سر
یہ سنکر ہوا دل میں اسکے ہراس | طبیعت ہوئی رنج و غم سے اداس

بڑھا تھا جو زور نیہ دل گھٹ گیا | کلیجے پہ خنجر لگا پھٹ گیا
کہا کٹ گیا فوج کا آج سر | پھری ہے افسوس شکل ظفر

پسر نے یہ حال پدر جب سنا | بدن آتش غم سے جلکر بھنا
وہ غصہ کہ کھاتا تھا دل پیچ تاب | تپا تیغ کا جسکے سینہ کباب

کہا گردرونہ کا فرزند ہوں | ورشٹ دمن کا بہا دونگا خون
یہ کہکر کیا ناوک شعلہ بار | نشانے پہ چھوڑا اسے ایکبار

چڑھا جو کمان سے وہ شعلہ زبان | ہوئی گرمی مہر محشر عیان
وہ گرمی ترقی پہ تھی دمبدم | سری کشن ہی نے کیا یہ کرم

کہا یہ بگوش جدھشٹر سخن | ترقی پہ ہے آتش شعلہ زن
جو تم سر برہنہ ہو پانچوں جوان | اوتارو لباس شہی اب یہاں

کرو آگ سے اس گھڑی التجا | ٹلے سر سے آئی ہوئی یہ بلا
جدھشٹر نے فوراً یہ تدبیر کی | سب آتش کی گرمی فرو ہو گئی

ہوئی گرمی آتش تیز سرد | ہوا تیر آتش فشاں اسکا گرد
جو خالی گیا استوتھامان کا وار | ہوا سرد وہ ناوک شعلہ بار

روانہ کیا اور اسنے خدنگ | ہوا صاف اکبار میدان جنگ
ہوا اک چھوہنی فوج کشتہ ہوئی | زمین بھر لاشوں سے پشتہ ہوئی

جدھشٹر کا لشکر ہوا پھر اداس | نمایاں ہیں جو رزمگہ میں بپاس
کہا استوتھامان نے تو جوان | مگر آپ کو شفقت میں ایکاں

پجاری جن سری کشن اوتار ہیں | تیرے سب پسر اسنے بیکار ہیں
پڑا کار ارجن کے ہیں کشن چند | پہونچیگا تیر و تبر سے گزند

قلم نے کیا ہے بہت اختصار
لکھوں اصل کچھ صورت کارزار
سنیں جو ہیں مشتاق اہل سخن
نئی نظم ہے داستان کہن
لگائے وہ ساتک نے بڑھکر خدنگ
ہوا قافیہ استوتھامان کا تنگ
لگا کر ہوا دوسرے پر سوار
جو ساتک سے تھا طالب کارزار
رتھ و اسپ رتھبان کشتہ ہوا
وہ میدان لاشوں سے پشتہ ہوا
ستو لشکر کرپ سے اب شمار
ہوئے قتل اک لاکھ ہاتھی سوار
ہوئی قتل اسکی سپہ سہ ہزار
دلاور یہ سب تھے ارابہ سوار
یہ ساتک نے کار نمایان کیا
دل فوج دشمن پریشان کیا
لگایا جو ساتک نے اسپر خدنگ
گئے صورت تیر دونوں نہنگ

خیابان گو ہو چکا ہے تمام
مگر اسکو دیتا ہون پھر انتظام
یہ ہے ساتک و استوتھامان کا حال
دلاور تھے دونوں بہادر کمال
یہ بیہوش تھا کچھ جو آیا شعور
ارابہ ہوا تھا خدنگوں سے چور
کیا ساتک نوجوان نے وہ کام
ارابے کا قصہ ہوا پھر تمام
ہوا استوتھامان بھی مجروح وزار
کرون ورکشتون کا بھی کچھ شمار
طرف کوروان کے جو تھا برگ سین
پریشان خاطر ہوا برگ سین
استو قتل فوج سکن کا شمار
کہ پنجاہ الف یکقلم تھے سوار
جو تھا استوتھامان شجاعت شعار
لگی بیٹھنی پھر ہوا ہوشیار
کہ پہونچا وہان ارجن نامدار
کیے استوتھامان نے تیرون کے وار

صف آرائی ارجن اور استوتھامان وغیرہ اکثر نامدارون کی

کرے طبع تیرون کا اسکے شمار
کیا کام اسنے دم کارزار
دیا صاف تیرون کا اسکے جواب
دلاور بڑا تھا وہ خانہ خراب
کیے نذر سہدیو کو تیس و دو
قیامت بپا فوج مین کیون نہو
عدد ہشتر کو اس بات پر تھی نظر
طرح دو یہ استاد کا ہے پسر

لگے تیر ارجن پہ دلدوز تیر
یہ ارجن بھی اس فن مین تھا بے نظیر
نکل پر ہوا اسکے دہل خدنگ
ہوا پانچ سے بھیم کا زرد رنگ
جو راجہ تھا اک سورسین اسکا نام
کیا تیر نے اسکا قصہ تمام
ہوا یہ درونہ پرب بھی تمام
کرن کی لڑائی کا دون انتظام

درونہ پرب تمام ہوا

خیابان ہشتم از چمنستان سواد ہندوستان یعنی کرن پرب درین پرب

سہ ہزار و دو صد و بست اشلوک ست

قلم لکھے احوال جنگ کرن
جو سالار لشکر بنا یہ جوان
ہوئی صبح جب آس درون کی شام
کرن و ارجن کا میدان تھا
ہوا ہر طرف سے جو تحسین کا شور
چمکتے تھے وہ جیسے برق و آ
رخ مہر تابان ہوا جبکہ زرد
جو میدان افلاک کا یکہ تاز
خطوط شعاعی سے نیزہ بکف
اڑا لے پر اپنے ہوا جب سوار
پھر الکیا ہو سب سامان جنگ
وہ لیکے ہوئے تیغ پہونچا جدھر

چمن اول در بیان سپہ سالاری کرن و جنگ روز اول

قوی دل ہوئی خاطر دژدان
برآمد ہوا پھر با احتشام
لڑائی کا دونون کو ارمان تھا
زبانون پہ ہر اک کے تھا صف و ور
ہوئین جیسے تیغ ہلالی نثار

عنایات شاہانہ کی اسکے ساتھ
کرن آیا میدان میں مثل نہنگ
ہوئیں سقدر ناوک اندازیان
دکھائے ہر اک نوجوان نے ہنر
ہوئی صبح اس روز اول کی شام

روز دوم از جنگ دو روزہ

برآمد ہوا جنگ کا لیکے ساز
بنا سینۂ دل کرن کا ہدف
دکھائے ہنر نادر روزگار
چمکنے لگا پھر وہ میدان جنگ
ہوئی صف کی صف صاف زیر و زبر

زرہ دشمنی کی بدن پہ نثار
جو فرزند خورشید تھا وہ کرن
وہی جبکہ شل اسکا رتھبان تھا
کرن نے ہزارون کو کاٹا وہان
جدہشٹر پہ بھی زخم کاری لگے

تکبر کا پہنے تھا وہ پیرہن
کرتی ہر دو انکی اب جسکے ہاتھ
ہوا گرم ہنگامۂ بزم جنگ
قلم کیا کرے شرح اسکی بیان
چلا خنجر و دشنہ تیر و تبر
روانہ ہوئے دونون سے خیام
ہوئی گرمی آتش جنگ سرد
گل مہر تابان کی پیدا بہار
سپاہون سے آراستہ سب ان
کہ جسکو جدھشٹر سے پیمان تھا
مٹائے جوانون کے نام و نشان
لگے زخم جو تن پہ بھاری لگے

یہ صدمہ ہو کیا طائر روح کو
ہوا اسکے لاہوں سے یہ حال زار
کہا اسنے ارجن سے بہتر ہو رنگ
کہ جنگ ان کی نہیں تجکو تاب
کرن سے لڑینگے وہ عالیجناب
کہ بھینکا کو ہاتھ سے پھینک دے
سری کشن نے ہاتھ پکڑا کہ لڑ ن
کیا اسنے ناچار عذر قصور
جو کچھ حکم عالی ہو لاؤن بجا
کرن کا جو تو کاٹ لا جاکے سر
یہ سنکر جو تندسون پہ ارجن گرا
پڑا لشکرون میں عجب زلزلہ
لگے مرنے دونون لپنے منہہ

جو گذرا ہوا احوال منہہ سے کہو
بیان تم کرو صورت کارزار
کرن سے وہ کرتا ہے اسوقت جنگ
اگر تو ہے ذرہ تو وہ آفتاب
اسکے سوالون کے دینگے جواب
کردن سر جدا اسکا شمشیر سے
لگے ہونے بے ہوش اسدم کہان
مگر عہد تھا کیا کہون اے حضور
ہوا دو گناہون میں مین مبتلا
جدھشٹر کا دل اس گھڑی شاد کر
کیا عذر ہر طرح تقصیر کا
گر نازل ہوئی کیان کی بلا
کیے تن جدا سے ادہر سر

جدھشٹر نے فرمایا یہ وقت تنگ
مجھے بھیم کی کچھ نہیں ہے خبر
جدھشٹر نے جسدم سخن یہ سنا
کرے سلاحون اب اسکے لیے
یہ لیے تھا ارجن کو پیمان صاف
یہ سنتے ہی میان سے کھینچ تیغ
سوا اسکی باتین کہیں سخت و سست
خجالت سے اسوقت ہون آب آب
جو دیکھا اسے کشن نے بیقرار
تو بے شبہ ہو ان بیچ دونون گناہ
وہی تیغ کھینچے ہوا وہ روان
سلح اور سپر اپنا کرتے تھے کام
اٹھایا وہ ہاتھ میں جدھشٹر نے سر

کرن سے جو ٹھانا ہے کرتا تھا جنگ
خدا جانے اسوقت ہے وہ کدھر
کہا مجکو اے بھائی ثابت ہوا
سری کشن جی کو ابھی جاکے دے
کہیگا جو مجھ سے بوقت مصاف
جدھشٹر کا سر کاٹ لے بیدریغ
کیا یا بہت طرح اسکو درست
لیا منت کردن پہنچی غذا
یہ فرمایا اے ارجن نامدار
ہوا اسکے کوئی نہیں اور راہ
کرن سے مقابل ہوا نوجوان
ہوئیں تا سحر بیچ ہزار دن کی شام
کہ دونون میں دنون زیر و زبر

لڑائی کرن اور ارجن کی کمال خونریزی کے ساتھ اور بارش پھولون کی آسمان سے

دھس جانا ارابہ ارجن کا نصف سرکشن کی قوت سے اور اڑ جانا تاج کا سر ارجن سے

پہلوان تھا جوش نامدار ثناخوان ارجن تھا وہ بار بار
کرن کو وہ تقریت تھی ناگوار وہ پہلو مین تھا دلکو اکھا قرار
دو تیر کرن نے سنبھالا شتاب کہ اندر سے تھا جو ہوا دستیاب
پڑھا منتر پھر تیر کے جو پہلوان کٹ سینہ گر گیا نقد جان
زرہ جوشن خود چار آئینہ کہ تیر مین سب بھی رہے آئینہ
کرائین صفون صفین آن مین اجل کا اجارہ تھا میدان مین
چمک گیا وہ جیدھر برق وار کیا اسپ و اسوار دونون کو چار
دلاور جو تھا دیونی سے لیسر ہوئی شام جیسے اسکی سحر
ہوا قتل جسدم یہ فرزند بھیم بنا دل جودھشٹر کا غمسے دو نیم
گرا تیر کہ ارجن نہ بیتاب وار گیا جان تھا تقلیل پروردگار

بحث ششم و بیان کشتہ شدن کرن از دست ارجن

قلم اب کرو داستان اختتام قریب آئی جب رات تھیر دن کی شام
سحر عمر کی اس گھڑی شام سے کرن آفتاب لب بام سے
ترقی پہ جو دن تھا وہ ڈھلگیا جیسا وہ کہ پیہر افلاک علگیا
ارابہ کرن کا تھا جو زرنگار ہوا سے بھی چالاک تیرا ہوا
یہ سرگشتہ قسمت کا تیارا ہوا فلک کا یکایک شارا ہوا
زمین نے وہ پہیے کو پکڑا بزور پڑا پیچ شہر مین پہیے تھور
کرن دلمین تھا سخت حیران کار لگا کھینچنے چرخ کو ایکبار
کمان پر جو ارجن نے رکھا خدنگ لب شست تک آسے کھینچا خدنگ
یہ چاہا کرجن کو نشانہ کرے وہین ختم قصہ فساد کرے
کرن نے کہا اے شجاعت پناہ کہان ہے بھلا راستی کی یہ راہ
دیا تیر زن نے کرن کو جواب تھا اس گھڑی راستی کا حساب
جو فرزند تھا ابھمن خورد سال کیا تجھ جوانون نے ملکر حلال
مگر راستی سے ہمارا شعار زبان تجھکو دیے کرن ایکی بار

کرن نے جو اسوقت پائی امان — نہ کام آئی کچھ اسکو تاب توان
کیا ساتھ بھیم سے کے ہر چند زور — ہوا سخت ناچار مانند مور
نہ نکلا جو پہیہ تو عاجز ہوا — یہ سمجھا کہ آئی ہے بیشک قضا
عنایت کیا تھا جو برہما نے تیر — نہتھا اور ترکش میں اسکا نظیر
جو ارجن پہ چھوڑا اسی وقت جنگ — ہوا پشت کے پار وہ خدنگ
بدن پر جو یہ زخم کاری لگا — ارابے پہ وہ چرخ کھا کر گرا
بلاکش نے ہاتھ اس زخم پر — اسی وقت اچھا ہو سر بسر
بری کلفت زخم سب تن سے دور — کیا دل نے قوت سے پیدا سرور
پڑا تھا ارابے پہ جب تیر زن — کھنچا کھینچ کو اسنے پھر کرن
جو ارجن نے پایا وہ فرصت کا وقت — کہا اب نہیں ہے مروت کا وقت
کرن پر لگایا اسی دم خدنگ — ہوا سر وہ گرم میدان جنگ
وہ نشتر تھا بس پیکان کا — کیا تیر نے سر کو تن سے جدا

جدا ہونا سر کرن کا تیر ارجن سے

بدن سے نمایاں ہوا ایک نور — ہوا جاکے وہ شمس جسم ہور
بہت حال تھا کوروان کا تباہ — بھر اشک آنکھوں میں وہ لب پہ آہ
شکستہ ہوئی بار غم سے کمر — بدن ہو گیا کٹ گیا صاف سر
یہ قتل کرن سے پریشان ہوئے — کہ میدان سے وہ گریزان ہوئے
سہلبان سے جودھن پُر غرور — یہ بولا کہ جلدی چلو بے شعور
کہ کھلجائیگا پردہ اضطراب — ارابہ رواں کرکے اسدم شتاب
غرض طول سے مختصر ہے کلام — ہوا دست ارجن سے اک قتل عام
قلم کو جو منظور ہے اختصار — ہوئے قتل سب اچھے نامدار
ہوا روز سے وقت بھی تنگ ہے — لڑائی کا بگڑا ہوا رنگ ہے
بدن سر سے ٹکڑوں پہ اجیان ہے — تھا ایک دن وہ میدان ہے
پھر اجبکہ ارجن ہوا دھر فتحیاب — زمیں میں گو چھپ گیا آفتاب
جدھشٹر نے اسکو بغل میں لیا — جواہر گہر نقد خلعت دیا
سر کشن پہ تھا فدا بار بار — ہے لعل یاقوت گوہر نثار
قلم شل کو سردار لشکر کرے — کچھ اسکی شجاعت کا بھی ذکر کرے

کرن پرب تمام ہوا

خیابان ششم از چمنستان سواد ہندوستان یعنی شل پرب یعنے گدا پرب مشتمل

بر حال جنگ یک روزہ چون منجملہ کرن پرب ست تفریق شمار اشلوک نشدہ

چمن دوازدہ اول در سپہ سالاری شل و کشتہ شدن شل وزادل

کئی دن ہوئے اب لگا تھا ہر دم
لڑائی میں باقی ہوا اب یکدن

قضا آج سر پر ہے آ کے سوار
بنا شل ادھر کا جو سردار فوج

فقط فیل ہست اب ہے دس ہزار
ارابہ سواروں کا لکھوں شمار

تو دو لاکھ اسوار باقی رہے
پیادے بھی باقی رہے تین لاکھ

اجل کے لیے کھل گیا راستہ
جو باقی تھے انکو دکھ ہوی جان سے

لیے ہاتھ میں خنجر و گرز و تیغ
شجاعت میں یکتا وہ عالی گہر

لڑائی ترقی پہ تھی دمبدم
نمایاں ہوئی ایک جنگ عظیم

شہید اسلم سے تھے شہریار و دست
کرن کے جو تھے تین پور نگاہ

پسر بادشاہانہ سب انکی یاد
لیے تیر و خنجر کمان خدنگ

سر انکے بدن سے اتارے گئے
جدا زخم سے بند ہر عضو کا

کہ میدان قلم کا صفت میں بھی تنگ
دلوں میں بھرے تھے جوانوں کے عزم

صف جنگ میں گلفشان تھا لہو
دہن زخم کے تھے طلبگار جنگ

تھا جان کا اسکو کچھ خوف و بیم
لیے ہاتھ میں اپنے گرز گران

لڑا جو میدان میں آفتاب
لڑائی کا اسباب تھا پھر شتاب

قلم کو ہوا اندوہ و رنج و الم
قلم دل کو بے کے ذرا مطمئن

سنو حال جودھن نامدار
طبیعت میں آئی تھی لڑائی کی سوچ

تھا لشکر کوروان کا شمار
حساب انکا لکھا ہی گیارہ ہزار

لیے موت نے کھینچ جی جا پڑے
جو کشتے ہوئے تھے وہ چلے لاکھ

جو لشکر کیا شل نے آراستہ
وہ دربان میں آیا بکل شان سے

تو اندیشہ انکو نہ دلمیں نہ رنج
آسنے یاد تھے خوب جنگی ہنر

جدھر شیر نے میدان میں رکھا قدم
عجب گرم ہنگامہ رزم و بیم

ہوئی اسقدر فوج پامال و پست
فدا انپہ خورشید و ماہ [illegible]

شجاعت شعار اور عالی نژاد
نہ تھے رزم میں وہ کسیطرح تنگ

سکل کے جو ہاتھوں سے مارے گئے
سراپا تھا سب خاک و خون میں ملا

سنو اسکو تھا مان ارجن کی جنگ
ہر اک صف میں سرگرم پیکار و رزم

مخالف مخالف سے تھا جنگجو
زمین جوشش خون سے ہوئی لالہ رنگ

زبان قلم پر ہے احوال بھیم
بھرا غیظ میں شل شیر ژیان

دکھائین ہنر کی وہ سفاکیان
کہ بھولین جن اون کی چالاکیان
الگ بھیم تہا جودھن بہی ہنر
دل و جان تھے مستعد جنگ پر

بین خود سپاہی ناوک انداز بان
کہ ہر ایک کے دلمین تہا خوف جان
الگ زخم سے جسم پر پہلوان
نہا تخل گل غیرت گلفشان

کیا شل نے بہی جب میدان مین نام
مگر عمر کا روز تہا قریب شام
چندہشٹر بہی علو مین کچھ کم نہ تہا
اسے جان جانیکا کبھی غم نہ تہا

سرکشی سے یہ کہا برملا
کہ آسان نہین شل کا یون مارنا
بہادر شجاع و دلاور سپہ دہ
شجاعت مین تم سب سے بہتر ہو وہ

سنا یہ چندہشٹر نے جسدم کلام
کہا میکے شل ہوا وہ تمام
یہ کہکر دلاور نے برچھا لیا
پڑھا کوئی افسون جہین دم کیا

یہ برچھا وہ سہی جو نکہائے خطا
کہ برہما نے اسکو کیا تہا عطا
چندہشٹر نے شل پر کیا پہینکے وار
جو پہلو کو توڑا ہوا دل کے پار

کشتہ ہونا شل کا راجہ چندہشٹر کے ہاتھ سے

رقم خامۂ خالق کا جو دہیان تہا
زمین پر گرا اور سجدہ کیا
ہوا گوش از چشم سے خون روان
روانہ ہوا خلد کو مرغ جان

سنو شل کے بہائی کی داستان
کہ دو گھڑی اسکو بہی بچی جان
اسے اپنے بہائی کا دعوا خون
چندہشٹر ادہر اسکا جویا خون

مع فوج اسکو بہی مارا وہان
پریشان ہوا لشکر کوروان
وہ حاصل کیا نام سہدیو نے
سکن کا کیا کام سہدیو نے

لڑائی کا ان جا ہوا احوال طول
قلم نے کیا مختصر کو قبول
کپہرے شہ بلک کی ابہان
کہ سہل ہے جو دہن نہجان

ہوئے قتل میدان مین جو نامدار
عبث ہے بیان ہو جو انکا شمار
جو باقی رہے ہین سنو انکا حال
ترقی پہ تہا کوروان کا زوال

ہوا اسقدر مین یہ سب خاتما
نہ ٹلتے تہے پہر دست و پاکے قضا
نشان فوج کا سرنگون ہو گیا
ہزارون کروڑون کا خون ہو گیا

تہے پہر میدان مین جسکے قدم
کہ در پیش تہی سبکو راہ عدم
ہوئے قتل سب اسکے خویش و تبار
فقط تین باقی رہے نامدار

سپہ سے کرت و کرپا عالی نژاد
رہا اسقو تہامان کریگا فساد
ادہر تو یہ باقی رہے نامدار
چندہشٹر کے لشکر کا لکہون شمار

قلم لکھے تعداد گردون سوار — کہ زندہ بچے رزم مین سہ ہزار
رہے فیل سوار جو سہ ہزار — شتر [illegible] شمار

ابھی لون تو تم ہو نہیں کم ہین پچاس — تناسب سے افزون کرو یہ قیاس
کیا انگلیون پر جو مین نے شمار — پیادے بچے جان سے سو ہزار

سوارون کا بھی اسطرح ہے بیان

پچھمن وم دربیان پنہان شدن جرجودھن در تالاب

پیادون کے آدھے سے نہیان

قلم جو ہے فوارۂ آب دار — پیادے ہوئے رشک کی بی سوار
سنو حال جرجودھن سخت جان — ہوا تھا جو اس معرکے سے نشان

بہت دلکو محبوب تھی جان زار — جھنہا رہا دل ہوا بیقرار
نہایت پریشان ہراسان ہوا — لیا گرز سید ہا گریزان ہوا

جو آیا تھا سنجی ادھر ناگہان — نظر آئی یہ حالت نیم جان
گئے راہ مین دونون باہم دو چار — کہا اس سے سنجی نے ای بیقرار

ترا حال اتنا پریشان ہے کیون — ازار رنگ رخ مین ہراسان ہے کیون
نہ سمجھا جو نیم جان نے اسے — بتائے آسے اسنے اپنے پتے

کہا اسقدر تو ہے کیون بیقرار — ہوا کے جو گھوڑے پہ تو ہے سوار
نصیحت بزرگون کی کچھ مانا نہ کی — نظر صلح پر تو نے اصلا نہ کی

نہ آیا سخن ایک کا بھی پسند — تکبر کے پردے آنکھین تھین بند
فلک نے یہ دن اب دکھایا تجھے — شتری سے بھی بدتر بنایا تجھے

کیا تو نے برباد سب خاندان — ملی خاک مین رونق دو جہان
ہوئی قتل افسوس فوج وسپاہ — وہ سب پھر گئے تجھسے اقبال و جاہ

نہ وہ بزم عشرت نہ وہ رزم ہے — کہان کا ارادہ ہے کیا عزم ہے
دیا اسنے سنجی کو رو کر جواب — جو گذرا وہ گذرا عبث ہے عتاب

نہ چھیڑ کوئی زخم پر اب نمک — ستارے پھرے کیا عدو ہے فلک
ہر انسان قسمت سے معذور ہے — مٹائے مقدر کو مقدور ہے

نہین کام اب سرزنش کا نہین — قضا چھوڑتی ہے کسیکو کہین
گذرنا تھا جو سر پہ گذرا میان — بغل مین چھپایا ہون مین نقد جان

چھپونگا مین اب جا کے تالاب مین — نہ پہونچیگی ایذا مجھے آب مین
جگہ دیگا پانی مین افسون مجھے — بٹھائیگا راحت سے جیحون مجھے

نہ دیکھیگا کوئی مجھے زینہار — رہیگا مگر مجھپہ سب آشکار
یہ کہکر چھپا جاکے تالاب مین — جگہ اسکو افسون نے دی آب مین

چھپنا جرجودھن کا تالاب مین اور شکست نصیب ہونا

تجسس بہرحال منظور تھا
کنارے پہ جب سدم ہوئے ہمکنار
یہ مردانگی سے بہت دور ہے
لڑائی سے لازم نہیں اب گریز
ترا خوف کچھ دل پہ غالب نہیں
نہ بھائی ہے باقی نہ اب باپ ہے
سلاح اور باقی نہیں اب یہاں
لڑے تجھسے بھیم اگر ایک ایک
خدا میرا شاہد ہے اندر اگر
بھلا اور رکھتا ہے کیا قدر مال
ہر اک شخص تنہا لڑیگا یہاں
کہوں جنگجو کی میں کیا داستان
جدھشٹر سے یوں کشن جی نے کہا
غرض بھیم نے بڑھکے آواز دی
نہ آئی اسے اسکی باتوں کی تاب

ہوئے شاد انعام اسکو دیا
جدھشٹر نے آواز دی یکبار
شجاعت تری سب میں مشہور ہے
کہ جا بار ہاتھوں سے وقت ستیز
مجھے خواہش سلطنت اب نہیں
یہ جنگ اور پرخاش بیکار ہے
فقط پاس ہے ایک گرز گران
کرے جرح اپنے ہنر ایک ایک
نہ رکھے قدم راستی سے ادھر
لڑائی کا تجھسے کرے جو سوال
نہ قرب آئیگا دوسرا پہلوان
چھپاتا تھا ڈر سے وہ اپنی جان
کہ اسوقت میں کام ہے بھیم کا
کہ مردوں کی ہے کوئی یہ زندگی
نکل آ تالاب سے وہ شتاب

سر کشن جی اور پانچوں جوان
کرلے بہرے جرجودھن جنگجو
ہنسیں گے سب تجھے جانور آب کے
جدا ان جنگجو نے سنتے یہ کلام
رفیق و برادر جو کشتے ہوئے
لڑائی کی گر ہے تمنا تمہیں
یہ تم چاہتے ہو کہ پانچوں جوان
تو اب بھی جنگ سے کچھ دریغ
بہت جیتنا تجھسے دشوار ہے
جدھشٹر نے اس سے کھائی قسم
اگر کوئی ہتھیار درکار ہے
نہ آتا تھا باہر وہ تالاب سے
نہ لائیگا یہ اسکی باتوں کی تاب
کئی طعنہ آمیز باتیں کہیں
سنے زور سے نعرہ کھینچا وہان

نکلے تب تالاب جلدی سے وان
رہے چھپکے پانی میں یوں آبرو
برآمد ہو میدان میں تالاب سے
جدھشٹر سے بولا کہ اے نیکنام
تو میدان میں کشتوں کے پشتے ہوئے
تماشا دکھاؤنگا فرداً تمہیں
سبھوں کے توڑیں گے سر استخوان
نہ خنجر کی خواہش نہ پروائے تیغ
شجاع [illegible] عہدہ سزاوار ہے
ہوگا اس اقرار سے بیش و کم
ابھی لیجیے ہمسے تیار ہے
وہ کرتا تھا باتیں فقط آب سے
نکل آئیگا آب سے وہ شتاب
بہت عبرت انگیز باتیں کہیں
[illegible] صدا تا نشان

نکلنا تالاب سے جرجودھن کا

نمایان سراپا بہ شکل عجیب ۔ جو دیکھے تو ساقط ہو نبض طبیب

وہ جا چشم لگیا خاک میں ۔ فنا پھر رہی ہے جدا تاک میں

جدھشٹر نے حاضر کیے گرز و تیغ ۔ پسند آئی جو اسکو لی بیدریغ

مقابل ہوا بھیم سے وہ جوان ۔ گرانا تھا بلبھدر آگئے وہان

یہ فرمایا بلبھدر جی نے کلام ۔ لڑائی کے قابل نہیں یہ مقام

بلاشک ہے انسان کو عبرت کی جا ۔ کسی پر نہ نازل ہو قہر خدا

جہان میں نہیں ہے کسیکو قرار ۔ کوئی دم کا مہمان ہے یہ نادار

فقط ایک زمین رہا سینے لی ۔ نہ تھی آرزو اور ہتھیا کی

جہاں گرز بازی کا میدان ہے تنگ ۔ مگر تھا لڑائی کا میدان تنگ

وہی کرکھیت ایک میدان تھا ۔ وہان سے وہ نو کوس کا فاصلا

چھٹا رزم سیلہ میں جنگ بھیم سین کا جرجودھن سے و شکستن زانو جرجودھن

جو سیدل ہوئے سب ہیں ہر روان ۔ ہوئی سا طے اور پہنچے وہان

اعزا ہوئے فرش پر جلوہ گر ۔ کھڑے صف بصف وہ اہل ہنر

دلاور تھے یہ شیر دونون جوان ۔ صغیر و کبیر آگئے سب جوان

قلم کیا لکھے شرح اسکی بیان ۔ کہ ہے دفتر طول یہ داستان

برستا تھا دونون پہ باران گل ۔ بدن زخم سے تھے گلستان گل

جدھشٹر بہت تھے میں حیران تھا ۔ کہ دیکھیں کسے فتح دے اب خدا

سری کرشن جی سے کیا یہ سوال ۔ شجاعت میں دونون ہیں بے مثال

یہ سنکر جواب آپ نے یہ دیا ۔ کہ قوت میں ثانی نہیں بھیم کا

قسم کا کرے بھیم گر کچھ خیال ۔ تو قتل اسکا ہرگز نہیں ہے محال

یہ مغلوب نے کی ہو ایک راہ ۔ وگرنہ کریگا وہ سب کو تباہ

کھلا یہ جو ارجن پہ راز نہان ۔ کیا آنکھ سے بھیم سے یون بیان

لڑائی میں جب چڑھ گیا داؤ پہ ۔ شکستہ کیا زانو نا سور

کہا میں چھپا دام سوگند سے ۔ رہائی ملی مجھکو اس بند سے

جدھشٹر نے دیکھا جو طرفہ قصور ۔ کیا مشت سے سینہ بھیم چور

جہان تھا وہ جرجودھن نامدار ۔ یہ رونے لگا جا کے زار و نزار

سخن سنج یون تھا وہ اندوہگین ۔ کہ یہ وقت اب سرزنش کا نہیں

دکھایا تکبر نے روز زبون ۔ ہوا لشکرون کا تری وجہ خون

تکبر ہوا باعث کارزار ۔ فلک نے دکھایا یہ حوال زار

ہوئی اس طرح سے ہر چند آغاز جنگ ۔ بیان کیا کریں لڑائی کا ڈھنگ

لکھدے تھے نگین شجاعت پہ نام ۔ لیا گرز سے پہلے میدان میں کام

تماشائی تھے جنگ کے دیوتا ۔ زبانون پہ تھا حرف صوت و ثنا

پہر بھر رہا گرم میدان جنگ ۔ شکست و ظفر کا نہ تھا کوئی ڈھنگ

وہ ارجن بھی بحر تحیر میں غرق ۔ اجل کی گرے کسکے خرمن پہ برق

بھلا ان میں تو نہیں ہاریگا کون ۔ لڑائی کو اس وقت ہاریگا کون

مگر گرز کا فن اسے یاد ہے ۔ نہیں [illegible] کیا ہے استاد سے

ہوا لگ سے شہ کے گرز گران ۔ شکستہ ہوئے زانو کے سب استخوان

اکیلا جو غالب ہو دشوار ہے ۔ وہ فوج شجاعت کا سردار ہے

دھرا اپنے زانو پہ ہاتھ ایکبار ۔ ہوا اس سقطے سے وہ ہوشیار

زمین پر ادھر پا شکستہ گرا ۔ ادھر شکر کا اسنے سجدہ کیا

یہ کہکر سر پا سے بے اختیار ۔ وہیں سر کو ٹکرا دیا ایکبار

ہوا حد سے کچھ شہ کے وہ خشمناک ۔ وہ غصہ کہ جلکر ہوا جسم خاک

ملے اپنی آنکھوں سے زخمی کے ہاتھ ۔ کوئی دم کا باقی ہے اب در حیات

مگر کیا کرون ہاتھ جلتا ہے دل ۔ یہ گرمی ہے غم کی پگھلتا ہے دل

کیا وہ حسد کا سبق تونے یاد ۔ کہ اٹھا یہ بیٹھے ہی بیٹھے فساد

مرا آئین ہرگز نہیں کچھ قصور ۔ تری عقل ناقص نے ڈالا فتور

جسے کشت و خون یہ منظور تھا
لڑائی کے نزدیک سے دور تھا
فقط پانچ گانون کا تھا خواستگار
سبہی سمجھے کا بردبار

جو لکھا تھا قسمت مین آیا وہ پیش
کیا نشتر غم نے سینے کو ریش
جو سرزد ہوئی بہیم سے یہ خطا
قلم چیر سے اسپر ابہی عفو کا

جدہشٹر جو روتا تھا بالین پہ
صدف چشم آنسو بنے تھے گہر

چمن پنجم در بیان خشمگین شدن بلبھدر بجہت فہمانیدن سرکشن چند جیو

عدو بھی نہ سر سے اک رنج تھا
غضب ہے وہ دل غیرت گنج تھا
جو بلبھدر جی پر کھلا صاف صاف
لڑائی ہوئی قاعدے سے خلاف

مجروح ہونا جرجودھن کا گرز بہیم سے

تھا بھیم نے سراسر سیان
ہوئی اسطرح گرزبازی کہان
کیا تھا نہ دلمین غصے نے گھر
پڑی موسل و رہل پہ انکی نظر

اٹھایا کہ پانچون کو کشتہ کرون
زمین انکی لاشون سے پشتہ کرون
وہ سب گلشن پانڈ کے گلعذار
ہوئے چھوڑکر جان اپنی فرار

بھاگین تو پھر خاتمہ تھا وہان
پہنتر سب تھے ہر ایک کے رائگان
سرکشن سبھے کہ پانچون جوان
نہ پائینگے بلبھدر جی سے امان

بغل مین لیا آپ نے دوڑکر
کہا اسکو سوگند ہے تجھی نظر
نہ فرمایئے اسطرح کا غضب
یہ لڑنا تو کا تھا توڑنیکا سبب

چھوا پانون سے جو سر نامور
دعا ہے رکھیشر کا تھا یہ اثر
یہ غصہ غضب کا ہے بیجا ہدا
قسم کا وہ باعث ہے وجہ دعا

جو بلبھدر نے یہ سنا ماجرا
سرکشن جی سے سخن یہ کہا
سزا اسکی بعد فنا پائینگے
دعا ہے کہ دوزخ مین جائینگے

بلا شبہہ جرجودھن نیکنام
کریگا بہشت برین مین مقام
یہ کہکر گئے وہ سوو دوارکا
اثر کچھ دکھائیگی بیشک دعا

چمن ششم بیان گفتگوی سرکشن و جرجودھن و رفتن بعد مجروح شدن او

جو ماتم کدہ بنگئی رزمگاہ
زبان قلم پر تھا اب حرف آہ

جہان تھا یہ جرجودھن نیم جان
پھر آیا وہان سپہ اک نوجوان
جو آنکھون کو مجروح نے وا کیا
یہ دیکھا کہ ہین کشتہ وقت فزا

سنو بھیرئے اب نہین کچھ علاج
یہ کام آئیگی وزارت یہ آج

مقدر مین تھا جو ہوا آشکار
کرو دل سے تم دور اپنے غبار

جدھشٹر کو دوگے جو تم بد دعا
کریگا قبول اسکو بیشک خدا

نہونگے مگر زندہ تیرے پسر
گذر جائیگی انکی بھی جان پر

جو زندہ ہے پانڈو کے گلعذار
نہ پہونچیگا اُنسے تمھین کچھ بھی خار

دل و جان سے خدمت بجا لائینگے
سعادت شعاری سے پیش آئینگے

سخن گاندھاری کو آیا پسند
کہا مجھپہ احسان کیا کشن چند

کہ پہلے سے آگاہ آکر کیا
وگرنہ مین دیتی اُنھین بد دعا

مرے خاندان کے ہین اب وہ چراغ
بچا کونین کو [illegible]اغ

وہی جائے فرزند ہین اب پسر
کروگی ترحم کی اُنپر نظر

چھپن ہستم و بیان جاین [illegible] جرجودھن اشوتھامان ا[illegible]

ہوا جب یہ دروازۂ سخن بند
جدھشٹر کے پاس آئے پھر کشن چند

ابھی جان باقی ہے کچھ جنگ مین
کھلیگا نیا رنگ اس رنگ مین

نیا گل کھلائیگی تقدیر اب
بدل گشت خون کی یہ تدبیر اب

جہان تھا وہ جرجودھن خستہ جان
یہ زندہ تھے پہنچے وہ تینون جوان

بدن زخم کاری سے تھا اسکا چور
سنبھل کے وہ بیٹھا کیا بخت دور

کیا خاک خون اپنے چہرے سے پاک
اگر خنجر غم سے پہلو تھا چاک

زمین پر کیا سر کو دستار سے
تھا رنج دل مین کچھ آزار سے

آنا اشوتھامان کا جرجودھن کے پاس

سنو اشوتھامان کی اب داستان
کیا آنسے مجروح سے یون بیان

اگر حکم ہو تو ابھی رات کو
دکھاؤن انہین کرکے اسبات کو

دھرشٹ دمن کو دکھاؤن عدم
سر بھیم کو بھی کرون میں قلم

ہوا یون سخن سنکے وہ نیم جان
یہی اب شجاعت کا ہے وقت ہان

جو کچھ کام بن آئے وہ خوب ہے
مجھے قتل دشمن کا مطلوب ہے

وہ ہون قتل ہر دل کی ہے آرزو
ابھی تک ہے پسیات کی جستجو

ستارہ تھا اس نوجوان کا جوان
کیا جانشین اپنا اسکو وہان

کہا کیرت ورما نے یہ سخن
کہ یہ اشوتھامان جو ہے شیر تن

دیا تخت شاہی سے اسنے آج
مبارک ہوا اسکو نگین ملک تاج

ارادہ ابھی اسکو ہے جنگ کا
تمھین ساتھ اس نوجوان کے گیا

سر بھیم لائے اگر کاٹ کر
ابھی درد و غم دور ہو سر بسر

یہ کہکر زمین پر وہ زخمی گرا
اٹھا جوش آنکھون کا تیور پھرا

شل پرب تمام ہوا

تھے بھائیو تمہی میرے نور عین — دل قرار پچھی کے تھے آرام چین
ہوا مفت ان بیگناہون کا خون — نہ کیون حال میرا ہو غم سے زبون

ہوئی آتش مہر وہ شعلہ زن — تشلک سے ہوا راکھ سارا بدن
دم مرگ آ سینے دیا اور غسم — لبون پر تھا اب غم سے زخمی کا دم

تن زار سے تھا روان مرغ جان — لگے تھے غرض کہرت برچھا دہان
جھکا سر لیا اپنی آغوش مین — پڑا آن فرقہ لشکر ہوش مین

مقدر مین اسکے تھا یہی رقم — کہ رکھا ہون جسوقت شادی و غم
اسی وقت آ گئی اسکی اجل — گئی روح قالب سے جلدی نکل

اسی آغاز کا پس یہ انجام تھا — نہ پھر جاہ و مکنت سے کچھ کام تھا
ہراسان ہوئے ولیکن تینون جوان — ہوئے چشمون سے آب حسرت روان

اڑانے لگے خاک وہ سر بسیر — گریزان ہوئے خون سے یکدگر
لیے گلشن پانڈ کے جو ثمر — نیا گل کھلائینگے آنکے پدر

کشتہ ہونا راجہ جدہشٹر کے پانچون برادرزادون کا اور اجل نصیب ہونا جرجودھن کا یہ خبر سنکر

سوتپک پرب تمام ہوا

خیابان یازدہم از چمنستان سواد ہندوستان یعنی استری پرب درین پرب

نہ تھے اپنے لشکر مین پانچون جوان
نہ تھی اس قیامت سے انکو خبر
دھرشٹ دمن کے بہلبان نے
دھرشٹ دمن بھی ہوا جان نثار
نمایان ہوا عالم بیخودی
جو تھے ساتھ راجہ کے رونے لگے
گریبان کسی نے کیا تار تار
جدھشٹر کے چہرے پہ تغیر کا گلاب
نکل دروپدی کو بھی لایا وہان
کوئی رو رہا تھا وہان زار زار
کسیکو نہو درد و غم یہ نصیب
سوا صبر کے کوئی چارہ نہین
کہون دروپدی کا مین کیا حال زار
گلستان عشرت بنا خارزار

ہفت صد و ہفتاد و پنج اشلوک است

چمن اول در بیان شنیدن راجہ جدھشٹر خبر کشتہ شدن فرزندان دروپدی

پڑا فرش عیش مین یہ شرر
جدھشٹر سے سب شب کے قصے کہے
سکنڈی ہوا اسکو جنگ سوار
ملی خاک مین فتح کی سب خوشی
وہ بیجان ہو جان کھونے لگے
کوئی غمزدہ غم سے تھا اشکبار
ہوا دور آنکھون سے غفلت کا خواب
ہوا اور بھی شور آہ و فغان
کوئی کاوش غم سے سینہ فگار
نہو مبتلا اسمین کوئی غریب
امانت مین چلا اجارہ نہین

ہوائے اجل نے کیے گل چراغ
خزان ہو گیا گلشن دروپدی
وہ کانون سے سنتے ہی یہ حال زار
خدنگ الم صاف تھا دل کے پار
کسی نے کیا پیرہن اپنا چاک
سرکیش نے سبکو تسکین دی
افاقہ طبیعت کو حاصل ہوا
لگے نخل ماتم مین تازہ ثمر
کوئی یاد مین نونہالون کے آہ
سرکیش نے غم کیا انکا دور
کیے اشک دامان الفت سے پاک

چمن دوم در بیان طلب کردن دروپدی گوہر کہ در سر اسوتھامان بود

اڑا باغ راحت سے رنگ بہار
سخن سنج تھی مادر بے پسر

گئے تھے سو تھے یہ کوروان
زمین پر گرے کٹ کے وہ سبزہ باغ
نہ کیون تلخ ہو لذت زندگی
گرا خاک پر دل ہوا بے قرار
طبیعت کو تازہ ہوا انتشار
بھرا اشک سے سب کے دامان خاک
دلی کاوش رنج و غم دور کی
شگفتہ ذرا غنچۂ دل ہوا
نکلتے تھے مژگان پہ لخت جگر
پڑا تھا زمین پہ بحال تباہ
کیا صبر کر یاس لازم ضرور
ہوئی دور پہر سے ماتم کی خاک
جو تھا غنچۂ دل مین اس غم کا خار
کہا اے بھیم لا اس برہمن کا سر

کہ کشن ہوا میرا جس سے غفران | وگرنہ ہوا آنکھون سے میرے نہان
کہا دروپدی نے بصد شور و شین صاف | کرو تم یہ ہے جرم اسکا معاف
شکایت نہ ہے پیش تو عزم پر | ذرا صبر کو تم نہ ہاتھون سے دو
مگر فرط غم سے نہ آئے شنا | وہی جیم سے پھر دوبارہ کہا
روانہ ہوا تب اسی وقت بھیم | ارادہ سواری کا رشک نسیم
سر کیشو و ارجن بھی ماتند باد | عقب آپ کے تھے بہر دفع فساد
غم نور دیدہ سے دل تھا دو نیم | سر استوتھاما پہ آیا جو بھیم
لب گنگ پر جا بہن بیخبر تھا | قیامت تھا فتنہ تھا یا برق تھا
نہ تھا استوتھامان کو دل مین قرار | کمان ہستے کھینچا وکہ شعلہ بار
اس ارجن نے بھی تیر آتش فشان | لگا یا مقابل مین کھینچی کمان

آتش افشانی تیر استوتھامان کی ارجن کے مقابل

ہوا ختم یہ آتش کا ہنگامہ گرم | کہ جسکی رقم مین ہوا خامہ گرم

[illegible] ظلمانون [illegible] استوتھامان اور ارجن [illegible]

سنا مین جب وہ گرم شایان رزم | بنے شمع سوزان زبان قلم
ورق روکش شعلۂ مہر ہو | بھرا خالی نقطون مین اک سحر ہو
جہان ہنگیا صاف آتش کا کان | ہوا ایک شعلہ زمین آسمان
جو نارد نے دیکھا یہ جان سوز حال | تردد ہوا دلمین آنکے کمال
کہا آکے ارجن سے او نامی ہنر | یہ آتش جلائیگی سب خشک و تر
دو عالم کی ہے دشمن جان یہ آگ | قیامت نہ برپا کرو ہان یہ آگ
مناسب ہے تو پھیرلے اپنا تیر | جلے جاتے ہین سب صغیر و کبیر
دیا اسکو ارجن نے جلکر جواب | کہ وہ بھی تو تیر اپنا پھیرے شتاب
جو نارد نے اس سے اشارہ کیا | کہ ناوک کو اپنے کرے تا جدا
دیا استوتھامان نے انکو جواب | نہین مجھ مین طاقت و زور و تاب
یہ قبضہ نہین ہے مرا تیر پر | فقط یاد ہے چھوٹنے کا ہنر
جو نارد نے مجبور پایا اسے | قریب سر کیشن لایا اسے
کہا یہ گنہگار ہے آپ کا | مناسب جو ہو دیجیے وہ سزا
مگر پھیرے جلد دونون خدنگ | کہ ہین آپ کی گرمی کو نین تنگ
گہر استوتھامان مین تھی جسکو جا | طلب کشن نے وہ جواہر کیا
کہا استوتھامان نے اے جرم پوش | بھرے سینہ مین تھا جو شجاعت کا جوش
ہوا تیر جب دم کمان سے جدا | یہ تھا عہد پانچون کو دونگا جلا
اگر وہ اس آگ مین جل بچے | جلے دل مین یہ آرزو تھی مجھے
نہ ان پورا ارجن جو ہو جل سے | دعا ہے جو جلنے سے وہ چل بچے
دیا کشن نے یہ جواب سخن | کہ ارمان بیجا ہے اے برہمن

دعا ہے یہ میری کہ وہ نونہال — حکومت کرے ہی شصت سال
جلائے یہ آتش سے دور سے — تم ہم ڈر کے رکھے پنقد و سے

اگر میرے کہنے سے ہے انحراف — دعا دونگا میں تجکو اب خلاف
یہ سنکر وہ مجبور ترساں ہوا — جو اہر جو تھا سر میں انکو دیا

اماں آگ سے میکو ارجن نے دی — فرو دونوں تیرونکی آتش ہوئی
لڑائی کا جھگڑا ہوا اختتام — غم و رنج و شیون کا ہو اہتمام

غرض دروپدی کو جو ابہر ملا — ہوئی خوش صد عشر کو اسنے دیا
جو سر پہ ہوا اسکے زہ جادو گر — تب اور رنج مہر آیا نظر

چمن چہارم بیان در کشتہ شدن درجودھن بدست بھیم و دھرتراشٹر کا بیزاری

کرم کشن کا شامل حال تھا — ہوئی فتح جو انکا اقبال تھا

قلم ہو گیا نخل ماتم کی شاخ — نہی اور نکلے نہ کیوں غم کی شاخ
کریں اُن سے پرسش ماتم بہت برف — نکلتا ہر لب سے زبون غم میں حرف

ہوا قتل جب جودھن جنگ جو — ملی آب سے تیغ کی آبرو
جو مادر پدر اسکے تھے نیم جاں — کہی آنسے سنجی نے یہ داستاں

ملا خاک و خون میں وہ نور نگاہ — زمانہ نظر آیا انکو سیاہ
ادھر گلشن پانڈو کے گلزار — سرکیشن سا تمام بحال نزار

ہوئے داخل مجلس پادشاہ — عجب غم سے تھا حال انکا تباہ
بغلگیر ہر اک سے ہوتا تھا شاہ — مگر بہیم سے تھی عداوت کی راہ

دل زار میں تھا جو رنج نہاں — کہا شہ نے ای بہیم تو ہی کہاں
سرکیشن کو جان کا خوف و بیم — بنائی تھی آہن سے اک شکل بہیم

کیا کور دیدہ نے اسکو دو چار — بغل میں لیا اسنے جو ایکبار
صفت کیا کروں شاہ کے زور کی — وہ تصویر آہن تھی کچھ ہو گئی

کیا اسقدر زور کیا ہو بیاں — دہن سے ہوا خون اُسی دم رواں
رہی ہوش کی بھی نہ ہرگز خبر — کلیجہ تھا ٹکڑے دو پارہ جگر

بغلگیر ہونا بھیم آہنی سے دھرتراشٹ کا

ہوا شہ بیہوشی سے جو ہوشیار — بنا مرغ بسمل دل بیقرار
یہ کہتا تھا اور پیٹتا سینہ چاک — کیا بھیم کو میں نے ناحق ہلاک

دیا کثرت غم نے تازہ ملال — بھتیجے کو میں نے کیا جو حلال
شکنجے نے غم کے دیا وہ فشار — کہ رونے لگا بزم میں زار زار

جو سنجی نے دیکھا پریشان حال — کیا دور رشتہ جگر کا ملال
کہا اسنے تصویر آہن کا حال — ہوا دور اس خستہ جان کا ملال

بہرحال وہ تیغ تا سقف ہوا
جدھشتر کو فرزند اپنا کیا

چمن نہم دربیان غیبت کاندھاری برکنار گنگ

قلم کاندھاری کا لکھتا ہے حال
کہ دل پر ہے رنج والم سے نڈھال

ہوئے بزم افروز ناگہ بیاس
ہوا غم رسیدہ کو غم بیتیاس

ہوئی آتش رنج و غم شعلہ زن
سر بزم تھی غم کی اک انجمن

تھا یہ کسی کا اجارہ نہیں
سوا صبر کے اور چارہ نہیں

جدھشتر ہوا خاندان کا چراغ
دیا اسے کوئی نفرین کا داغ

جدھشتر بھی اتنے میں پہنچا وہان
ہوا گرم بازار آہ و فغان

ہر اک انکے قدمونپہ رکھتا تھا سر
ہوا بھیم کا اس جگہ جب گذر

کہا اسنے اے مادر مہربان
یہ اک شخص پر ہے یہ عقدہ عیان

چچی کو جدھشتر نے دیکھا خفا
بصد عجز قدمونپہ سر رکھدیا

کسی سے نہ کچھ آپ فرمایئے
خفا ہوکے آنکھیں دکھلایئے

کھلا تھا جدھشتر کا انگشت پا
نظر جو پڑی صاف ناخن جلا

گئیں جبکہ وہاں نیکو وہ سوئے گنگ
جبھی مجلس رنج پر رشک گنگ

وہ اشکون کا دریا بہانے لگی
جلے دلکو اپنے جلانے لگی

وہان کاندھاری سے بولے بیاس
نہو منتقد رنج و غم سے اداس

نصیحت کی تیر لڑکون نے گوش
نہیں ان سے انکو ہوئی سرخ پوش

تھے پر غرور وہ ان سے بہتر ہو وہ
گلستان کا تیرے گل تر ہو وہ

بہم وہ تون تڑپنے لگے زار زار
زمین آنسوؤن سے ہوئی آبشار

کہا کاندھاری نے اے نیک خو
وہ بیاسن کا تونے پیا ہے لہو

کوئی خون پیتا ہے انسان کا
فقط منھ پہ میں نے تھا بیشک لیا

کہا آپ کا میں گنہگار ہون
سزا دیجیے جو سزاوار ہون

لپیٹے تھی آنکھوں میں خستہ جان
جو کپڑا ذرا ہٹ گیا ناگہان

گریزان ہوا خوف سے ہر جوان
نظر سے ہوا انکی ہر اک نہان

راجہ جدھشتر وغیرہ پانچون بھائیون کا کاندھاری کے سامنے سے بھاگنا

کہا خستہ جان نے نہ کم اب رہو
نہ بھاگو یہاں سے پریشان ہو

کسیکو کہونگی نہیں کوئی بات
ملی تمکو دست قضا سے نجات

کہا تا کہ وہ سوزش غم رقم
بنی شمع ماتم زبان قلم

چمن ششم دربیان ملاقات دروپدی و کنتی و کاندھاری

بہت طول ہے بزم ماتم کا حال
قلم نے کیا مختصر غم کا حال

اگر سے کوئی خبر ہو نہ اسکے نظر
قلم کی زبان پر ہے لخت جگر

گلستان عشرت مین آئی خزان / قیامت بہرحال برپا وہان
فلک تک گیا نالۂ آہ و غم / تڑپتے تڑپتے تھا ہر شخص نیم دم
کوئی سر جھکائے ہوئے دردناک / لپیٹے ہوئے کوئی بالون مین خاک
کوئی اپنی آنکھون مین آنسو بھرے / کوئی اپنے زانو پہ سر کو دھرے
کوئی غم سے فرزند کے نوحہ گر / کوئی رنج شوہر سے خستہ جگر
ہتھیلی پہ رکھے ہوئے نقد جان / کوئی توسن مرگ سے ہمعنان
کوئی سوگ مین اُسکے غمناک تھا / کسی کا گریبان دل چاک تھا
کسی نے بہائے تھے دریائے اشک / سمندر کو تھا رود پر جسکے رشک
کوئی رو رہا تھا وہان زار زار / خجالت سے پانی تھا ابر بہار
کوئی رنج فرزند سے بیقرار / کوئی غم سے بھائی کے سینہ فگار
قیامت تھی وہ بزم ماتم نہ تھی / وہان کونسی چشم پرنم نہ تھی
سنو دروپدی کا بھی احوال اب / کیا کاندھاری نے اسکو طلب
خزان اُسکا بھی ہو گیا تھا چمن / بھرے دلمین تھے اُسکے رنج و محن
ہوئے نخل گلزار راحت قلم / یہ دونون تھین پابند رنج و الم
دل اُس کا بھر آیا فرزند سے / رہا پھل نہ اک باغ فرزند سے
بہت دروپدی کا بھی تھا حال زار / کہا کاندھاری نے اے بیقرار
مصیبت مین لازم ہے کچھ دلکو صبر / کرو اختیار اب طبیعت پہ جبر
خدا سے ہے تمکو مقام امید / نہ رو رو کے آنکھین کرو اب سفید
قلم مختصر کر یہ احوال غم / مناسب ہے ہو حال کنتی رقم
کہ مدت سے ہو مبتلائے فراق / ہوئی تھی اُسے زندگی اپنی شاق
رہی دور لڑکون سے چودہ برس / فقط تن مین باقی تھا تار نفس
جو دیکھا خدہشتر کو بیخود ہوئی / گمان تھا محبت مین وہ بھی موئی
جو کچھ دیر مین وہ ہوئی ہوشیار / ہوئی دل سے لڑکون پہ اپنے نثار
کبھی اُنکے زخمون پہ ملتی تھی ہاتھ / کبھی شکر کرتی تھی زاری کے ساتھ
بلائین وہ لیتی تھی چٹ چٹ کبھی / مگر غم سے بھی اُنکو مہلت نہ تھی
وہ پوتون کے ماتم مین تھی مبتلا / کہون کیا عجب غم مین تھی مبتلا
وہ شور و بکا الامان الامان / کف دست پر غم سے تھا نقد جان
کہا کاندھاری نے کنتی سے آہ / تھے میرے لڑکون کے نور نگاہ
جو باقی ہین رحم آپ فرمائیے / ہوا جو کہ ہونا تھا غم کھائیے
کہا اُسنے کنتی سے اے خستہ جان / مناسب ہے ہو شکر خدائے جہان
کہ سب تیرے فرزند ہین برقرار / گئے باغ ہستی سے سو گلعذار
یہان باغ کا باغ سب لٹ گیا / ہر اک گل کا اسباب تک بھی چھٹ گیا
خزان ہو گلستان مین شکل بہار / جو غنچے کہ باغ مین اب ہین خار
سوا صبر کرنے کے کیا ہے علاج / مبارک خدہشتر کو ہو تخت و تاج
یہ لڑکے جو ہین تیرے فرزند ہین / بہرحال ہم اُنسے خرسند ہین
یہی اب ہین اُس دودمان کے چراغ / یہی اب ہین اس خاندان کے چراغ
انھین سے ہو عیش و نشاط و سرور / انھین کے سبب رنج و غم ہونگے دور

بیان جانا کاندھاری کا میدان مین بہر لاش جگر جودھن

قلم لکھے اب کاندھاری کا حال / بدل لاش فرزند کا تھا خیال
روانہ ہوئی وہ سوئے رزمگاہ / خدہشتر بھی ہمرہ بحال تباہ
بیابان مین سرگرم کنتی بھی سب / گرفتار زندان رنج و تعب
ہر اک شخص کے لب پہ آہ و فغان / پریشان خستہ جگر نیم جان
پڑا تھا جہان لاشۂ نامدار / گئی اس جگہ پر بعالی تبار
جو ماں نے دیکھی وہ لاش پسر / گری خاک پر ہو گئی بیخبر
جو کچھ دیر مین ہوش آیا اُسے / محبت کا اک جوش آیا اُسے
تصور وہ باتون کا کرنے لگی / پریشان ہوئی آہ بھرنے لگی

پریشان کیئے بال سر کے تمام / اب نیلگون پر یہی تھے کلام
ابھی کل کی ہے بات یہ نامدار / دل و جان سے تھا مان پہ اپنے نثار
جو آنکھون کا تھا میری یہ عین نور / بدن اُسکا زخمون سے ہے چور چور
مرے دل کے زخمون کا تھا جو علاج / وہ دو گز کفن کا ہے محتاج آج
یہ ستی ہے کیا بیکسی لاش پر / کیا تیر و خنجر نے ٹکڑے جگر
یہی چاند سا شستہ تھا آرام جان / جو آلودۂ خاک و خون ہے یہان
یہی بادشاہت کا بھرتا تھا دم / ہوا رونق افزائے ملک عدم
ستارون مین تھا شکل بدر منیر / فلک نے کیا آج ایسا حقیر
کہ بیٹھے ہین گرد اسکے سر شغال / بدن کثرت غم سے تھا پائمال
دہن گوشت پوست انکے کہانے کو وا / خراب اس طرح ہو نہ حال گدا
یہ وہ شخص ہے راجۂ نامدار / کہ تھا ہفت اقلیم پہ اختیار
یہی منہ تھا جو غیرت آفتاب / ہوا آج آلودۂ خون ناب
زبان پر کبھی اس طرح کا سخن / کہ یہ سرو قد رشک حسن چمن
وہ ماسے ظفر کہ ہوا خواستگار / کہا مین نے یہ مان ہو تجھپر نثار
جو خلقت پہ اچھا ہو سایہ ترا / خدا فتح و نصرت کریگا عطا
غرض یہ بھی اسوقت تھی گفتگو / یہ منہ جو آئے مرے روبرو
پڑیگی مری جس جگہ پہ نظر / نہ ہتھیار ہوگا وہان کارگر
جب آیا مرے روبرو گلعذار / لپیٹے تھا جسم نہانی چو مار
جو بھولوں سے تھی بات اسکی نہان / اسی پہ لگی ضرب گرز گران
جو سایہ ٹبدہشتر کا تھا خوب تر / رعیت پہ حال ہوئی یہ ظفر
سخن جس گھڑی یہ ہوئے اختتام / کیے کشن جی پھر اُسنے کلام
اگر چاہتے آپ ہوتی نہ جنگ / لہو کا اچھلتا نہ مقتل مین رنگ
نہین اس سخن مین جائے کلام / ہوئے آپ ہی باعث قتل عام
خدا سے ہوا اب دعا کا کلام / جو کچھ کہ سر پہ گذرا ہو حال
یہی پیش آئے تمھین حال زار / خزان آپکے باغ کی ہو بہار
وہ سب حاضر بزم ترسان ہوئے / دعا سنکے دلمین پریشان ہوئے
سری کرشن نے جب سنی یہ دعا / کہا گاندھاری سے بس ہو چکا
اگر اور کچھ اب کہو گی مجھے / دعا ایسی دونگا مین بھی تجھے
کھلا مجھپہ ہے صاف از نہان / اٹھینگے بہم سب سے آرام جان
ہر اک تیرے جوان قتل ہوگا وہان / مٹائینگے اپنا نشان جاودان
سخن گاندھاری نے جب یہ سنا / کہا آپ دونگی تمھین بد دعا
مگر آپ بھی کچھ نہ فرمایئے / کرم کیجیے اس طرف آیئے
لکھے حال کشتون کا اسدم شمار / گئے خلد کو کسقدر جان نثار

چمن ہشتم در بیان تعداد کشتگان معرکۂ جنگ

جو سلطان نے واحشم کی ایکبار / ٹبدہشتر سے پوچھا کہ اے نامدار
مین اسبات کا ہون طلبگار اب / ہوئے کسقدر قتل جاندار اب
دعا اسکو بس کلیشر کی تھی / بچا کو خبر صاف کشتون کی دی
گئے جان سے راکب و راہوار / قلم نے یہ کشتون کا لکھا شمار
کہ تھے اک ارب چھیاسٹھ کرور / ہوئے لاکھ آنیر ہم آغوش گور
شمن ہزار اسپر افزون ہوئے / ہوم کارزار اسقدر خون ہوئے
قلم چلے کشتون کی اب بے خبر / کہ تجہیز و تکفین پہ ہے نظر

چمن نہم در بیان اظہار شدن حقیقت برادری کرن با ٹبدہشتر

بدر سنجی نے آخر انجام کار / جلایا ہر اک لاشۂ نامدار
ادا کی ہر اک رسم اہل ہنود / ہوا موج زن ایک دریا جود
مراتب تھا در جون کا مد نظر / علے قدر رتبہ دیا مال و زر
قلم سے لکھے کیا آہ پُر سوز حال / ہوئے اس سے فارغ جو نکو خصال

نہانے کو آئے لب گنگ پر
دیا چاہیے اسکو پانی ضرور
وہ بسمل کی صورت تڑپنے لگا
مناسب تھا تم پہ افشائے راز
چندر شیکھر یہ سنکر مکدر ہوا
طلب پھر کیا اسکے فرزند کو
کرن کا سنا جبکہ زرچہ حال
محبت مین شوہر کی وہ مرگئی
زباں کی ہوا ارجن نے یہ بھی کلام
کرنے تھے وحشت یہ بہت دیا
نہ تھا مجکو معلوم یہ حال آہ
کرن کی غلامی مین تھا افتخار
مقدر مین جو تھا وہ آیا ظہور
بہرصورت نظر آسکا پاس
چندر شیکھر کے دلمین رہیگا یہ غم

دیا نام پر اُنکے اسباب زر
چندر شیکھر کا سینہ ہوا اُسکے چور
بنا حشر مین حشر برپا ہوا
کرن سے کیا مین نے ہر چند ساز
اسی وقت مانگی خدا سے دعا
گلے سے لگایا جگر بند کو
پڑا رنج سے شیشۂ دلمین بال
مسافر تھی ہمرہ سفر کر گئی
مقابل جب آتا تھا وہ نیکنام
قیامت کا تھا ہر طرح سامنا
وگرنہ بناتا اُسے بادشاہ
نہ منظور تھی سلطنت زینہار
نہ تھا اسمین اصلا کسی کا قصور
کھٹکنے نہ پاتا تھا غم اُسکے پاس
نہ نکلیگا جبتک کہ ہے دم مین دم

چندر شیکھر سے کنتی نے اُسدم کہا
کھلا آپ پر افسوس حال کرن
سرکیشن کی اب سنو داستان
وہ افشا پر اُسکے نہ راضی ہوا
نہ پھر کوئی اسطرح منہ کی کھائے
عنایت کی آغوش مین دی جگہ
ہوا دلمین شوہر کے ایسا قلق
پریشان تھا ارجن نامدار
عجب طرح تپتا تھا اُس دل کا حال
مرا ماتھا اُس رنج آہ ٹھکانہ تھا
فدا آپ پہ کرتا مین یہ نقد جان
یہ بیکا ہے سرزنش ای قلم
محبت کی ڈرکون پر اُسکے نظر
مناسب ہے ای کلک خاموش ہو
وداع کرن لیتہا لاجواب

کہ بھائی بڑا تھا کرن بھی ترا
ہمیشہ رہا غم سے یہ رنج و محن
چندر شیکھر سے بولا کہ ای خستہ جان
سوا اسکے یون ہی تھا حکم قضا
کبھی راز زن سے چھپایا نہ جائے
دل و جان مین فرزنے کی جگہ
کر اک آہ کھینچی چلی جان بھی
کرن کے چمن سے تھا سینہ فگار
نہان جسمین تھی بس محبت کمال
برادر پہ یہ راز افشا نہ تھا
جلاتا مین آتش مین تیر و کمان
مبدل نہوگا خوشی سے یہ غم
فدا جان و دل صورت سیم و زر
کہ یاد کرن اب فراموش ہو
خجالت سے تھا زرد رو آفتاب
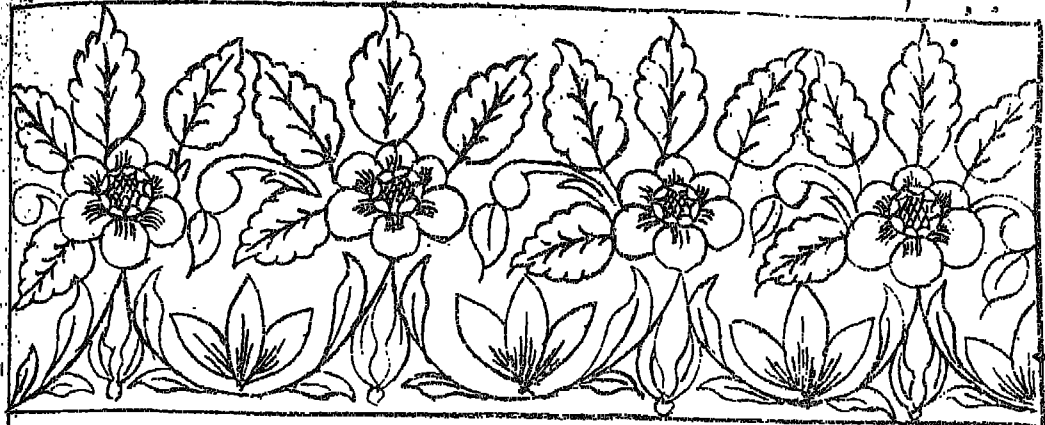
خیابان دوازدہم از چمنستان سواد ہندوستان یعنی سانت پرب درین پرب نوازدہ ہزار و ہشت صد و سی و چہار شلوک ست

قلم کو ہے رنج والم سے گریز ۔۔ فرو ہو گئی آتش رستخیز
خدا کو جو منظور تھا وہ ہوا ۔۔ کوئی پست غم سے کوئی سرفراز
کوئی خنجر غم سے سینہ فگار ۔۔ خوشی سے کسیکا ہے گلشن کھلا
کوئی از جہت سوگ کے سرنگون ۔۔ کوئی فصل گل سے ہے دل شادمان
خوشی اور غم میں یہ دونون سہم ۔۔ ہوا اُنکو کریا کرم سے فراغ
جو آئے شہ کوردیادہ کے پاس ۔۔ جدہشٹر جو ہے دل کا آرام جان
گیا ہو کے پھر غسل وہ سوے گنگ ۔۔ غم آلودہ بیٹھے ہوا اُنکو چلو
جدہشٹر لب گنگ پہنچے جہان ۔۔ کیا اُس جگہ ماہ کا ایک بسر
جدہشٹر کا گنگا پہ جب تھا مقام ۔۔ بہت آئے تھے عابد نیکنام
فوائد طلعہ آنکو مد نظر ۔۔ مین کیا مال تمھارو بیرو کرن
یہ تھا رسفدر جنکو حاصل کمال ۔۔ انھین سے یہ آسان مشکل ہوئی
عنایت سے اُنکی ہو جتنا بیا ۔۔ کہا ہم لڑین تیغ ہو آنکا نام
لڑائی میں پہنچے لڑائی ہے جان ۔۔ شہو اے مری جان اتنا خفا

چمن اول دربیان غسل ہر تراشت بسوی گنگ

نہین چھوڑتی ہے کسیکو قضا ۔۔ زمانہ کا ہے یہ نشیب و فراز
کوئی شاہ عیش سے ہمکنار ۔۔ کوئی درد ماتم مین ہے مبتلا
چڑھائے ہوئے بادۂ لالہ گون ۔۔ کسی کا گلستان ہوا ہے خزان
جدہشٹر کا احوال لکھے قلم ۔۔ بدر اور سبھی کو سینو مین داغ
پڑا تھا یہ فرش زمین پر اداس ۔۔ کہا اُس سے اے بادشاہ جہان
رنجوم الم سے طبیعت ہے تنگ ۔۔ مناسب ہے چلنا وہان آپ کو
ادھر کو یہ باہم ہوئے سب روان ۔۔ ہوئے غسل سے گنگ کے بہرہ ور

چمن دوم دربیان مناقشہ پانڈوان کہ فتح بنام کیست

زبان پر یہ تھا ہو مبارک ظفر ۔۔ زبان جدہشٹر پہ تھا یہ سخن
ازبسکہ سے لیتا مین نام جدال ۔۔ ظفر کس کی وجہ حاصل ہوئی
کہ مرے سر پہ احسان ہے سبھا سب ۔۔ شنا بھیم و ارجن نے جب یہ کلام
شکستہ بدن کے ہوئے استخوان ۔۔ یہ سنکر جدہشٹر نے اُنسے کہا

ازو جھ سے جسدم شل نامدار کیا قتل اسکو دم کارزار
اگر سنمو یہ لایا نہین اپنا نام سبب فتح کے ہین وہ عالی مقام
سری کیشن نے جب سنے یہ کلام جد هشٹر سے فرمایا اے نیکنام
عنایت کی لازم ہے اُنپر نظر یہ حق جانفشانی کا فضل ہی کر
انھین رنج پہونچانا نسب نہین یہان ان کلامون سے مطلب نہین
مناسب ہے اُسمین رفع فساد چلے اُس جگہ سے وہ سب شاد شاد
سری ببھربیک شجاعت شعار جہان تھا گئے سب عالی وقار
سری کیشن سے ہوئے درفشان شجاعت نظر آئی سب کی یہان
سر بے بدن نے دیا یہ جواب شجاعت کہون کسکی مین آنجناب
یہ دیکھا ہے مین نے کہ وقت مصاف سری کیشن کا چکر کرتا تھا صاف
یہ ہاتھ مین کانسہ خون فشان سو دروپدی نے کیا نوش جان
جوانون مین بھگونت تھا اہل زور ہر اک سمت تھا اسکی قوت کا شور
الگ ہوگیا تیج سے رود نیل دو بارہ ہوا تیر ارجن سے فیل
کیا اسقدر اُسنے زانو سے زور دو پارہ کیا بیچ مین فیل مور
نہ قطرہ لہو کا زمین پر گرا یہ ہنگامہ آدھے پہر تک رہا
کھلا جب یہ احوال جنگ و ظفر ادھر کشن کے پانون پر سب نے سر

سیہ بدن کر چکا جب یہ حال

چمن سوم دربیان حال ببھربیک

جو تھی دہن مین تھی لی وہ نکال

جلائے دہن آگ مین تیرو سر سنو اس جوان کی مفصل خبر
ہوا جبکہ میدان مین آغاز جنگ مہابھارت کا ہر طرف ساز جنگ
جو تھا ببھربیک اُس دلاور کا نام تماشے کو آیا بشوق تمام
تھا سن مین چودہ برس سے فزون شباب اُسکا آغاز رخ لالہ گون
جمایا تھا سبزہ خطا نے رنگ وہ تھی آئینے مین عیان شکل رنگ
کمان دوش پر ہاتھ مین تین تیر شجاعت مین تھا وہ جوان بے نظیر
عیان تھا سر کیشن پر راز غیب کسی نے نہ اسسے چھپا حسن و عیب
کہا اُس جوان سے بلا کر حضور کہ تو کسکی چشم سیہ کا ہے نور
کہا اُسنے مین بھی ہون ناوک فگن لڑائی کے علوم مین خوب فن
گرے جسکے خرمن مین برق شکست لڑائی مین جس سمت ہو فوج پست
خدا نے دیا یہ ہنر مجکو ہے کمک اسکی مد نظر مجکو ہے
جو ہین دونون طرفون مین اکٹھا سپاہ سمجھتا ہو تمین سبکو اک برگ کاہ
جو افواج آمادہ جنگ سے ہے ظفر کی ترازو مین پاسنگ ہے
جو ہین اُسکے میدان مین فیل مست سمجھتا ہون جنگجو ہے بھی انکو پست
جو ہو اُس سے دوچند فوج گران کرون ایکدم مین اُسے رائگان
دکھاؤن مین یہ راہ فنا آن مین فرشتے نے سن یہ کہا ہر یہ کان مین
سری کیشن پھر بولے اے نوجوان صفت تیری مجھپر ہو پہلے عیان
ترے سر پہ کیا کھیلتی ہے قضا یہان تین تیرون سے اکھڑی کیا
وہ بولا کہ کیا خوب اے مہربان سخن کو نہ سمجھو مرے رائگان
کمان ہے جو چوڑ نگا مین اک خدنگ ہر اک کی اجل کا عیان ہوگا رنگ
کرینگا وہ پھر دوسرا تیر کام کہ ہو جائیگا قتل لشکر تمام
یہ میری شجاعت کا آثار ہے رہا تیسرا تیر بیکار ہے
کہا کشن نے پھر کہ لے تیرزن یہ کس طرح باور ہو تیرا سخن
اب ایسا کی مجکو ہے تجھسے چاہ کرے دور دل کا مرے اشتباہ
تری بات کی راستی ہو عیان لڑائی کا ہو جائیگا امتحان
سنو وہ جوان تھا شجاعت شعار ملا تھا وہ شمشیر کا افتخار
غرض بل کی پیپل پہ چھوڑا خدنگ کھلا قتل گہ پر سراک کے وہ تنگ
بنا پا تو نمین کشن کے جب نشان شجاعت ہوئی اسکے اوپر عیان

کہا اے جوان شجاعت شعار
عروس سخاوت بھی ہے ہمکنار

کہا ہان سخاوت بھی رکھتا ہون مین
شجاعت مروت بھی رکھتا ہون مین

سب احوال تھا کشن پر آشکار
شجاعت تھا سب لیک انجام کار

کہا گر شجاعت کا بھرتا ہے دم
تو ہین تیرے سر کے طلبگار ہم

کہا اس جوان نے کہ دیتا ہون سر
مگر سیر میدان ہے مد نظر

تماشا لڑائی کا منظور ہے
وگرنہ یہ سر دینا کیا دور ہے

کہا پھر کرشن نے اے جوان
نہوگی تیری آرزو رائگان

وہان ان کے میدان مین تھا اک شجر
کہ جان بخش تھے اسکے برگ و ثمر

جو تھی سرکشن نے توڑ لی
دھرین ہین مین نوجوان کے دھری

کیا تن سے پھر سر کو اسکے جدا
برآیا سری کشن کا مدعا

پھر سر لاکے رکھا اسی نخل پر
تماشائے میدان تھا پیش نظر

چمن چہارم در بیان باعث کشتہ شدن کرن

قلم اب ہوا جنگ سے مطمئن
لگے نبتل سے پھر جدھشٹر کے دن

کہا اپنے نارد سے یون ایک روز
نہان لیکن ہے آتش غم کا سوز

خدا جانے کیا سحر و افسون ہوا
یہ بیکل درونہ کا جو خون ہوا

ہوئے قتل اس جنگ مین ہوشیار
جوان دلاور رشید نامدار

دل زار مین ہے نہایت الم
رگ و پے مین ہے نیش زن خار غم

سوا اسکے رنج کرن ہے فزون
پریشان دل ہے بحال زبون

نہ تھا مجھپہ حال کرن آشکار
کہ تھا قوت بازو دل فگار

رہا مجھسے پنہان یہ راز نہان
کہ تھا میرا سر تاج وہ نوجوان

اگر قتل کرتا وہ پانچون کو آہ
نہ دیتا کبھی دل مین کینے کو راہ

نہین کھینچتا اسپہ تلوار کو
نہ مین مارتا ایسے سردار کو

یہ بولے وہ نارد کہ ای بادشاہ
مقدر پہ لازم ہے کرنا نگاہ

ہر اک دیوتا کو یہ منظور تھا
نہو کوئی اس راز سے آشنا

وگرنہ کرن وہ جوانمرد تھا
وہ ان نوجوان مین اک مرد تھا

جو تم سب مین ہین جمیع علم و کمال
یہ سب جانتا تھا وہ اک خوشخصال

چلے کیا مقدر سے انسان کی
ہوئین آٹھ چیزین عدو جان کی

سنو قتل کا اسکے اول سبب
قلم اسکا افشا کرے حال اب

کہ رنج لگایا تھا اک دن خدنگ
نہ میلا ہوا جسم آہو کا رنگ

خطا کھائی جو تیر نے ایکبار
برہمن کی صفت مین گا و عابد شکار

وہ عاجز ہوئی چیخ اولین تنگ
ارابے کا پہیا زمین تھی تنگ

جو پکڑے بچھڑے اسے حشر تک
نہ ہرگز چلے زور پیر فلک

سبب قتل کا اب یہ ہے دوسرا
ہنر سیکھنے کو برہمن بنا

پرسرام سے جاکے سیکھے ہنر
نہ تھی ذات سے اسکی انکو خبر

کھلا جس گھڑی حال قوم کرن
یہ تھا چھتری پہ بنا برہمن

دل اسبات سے انکا ناخوش ہوا
زبان مبارک سے دی بد دعا

لڑائی مین آئے نہ یہ علم کام
یہ تیر افگنی رائگان ہو تمام

سوم کشن ارجن پہ تھے مہربان
دل و جان سے ہر دم نگہبان جان

چہارم کرن کو دم رزم شل
ڈراتا تھا ارجن سے یہ تھا خلل

سبب پانچوان قتل کا یہ ہوا
کرن سے تھے بھیکم پتامہ خفا

ششم اسکو اندر نے لقمہ دیا
زرہ گوشوارہ کرن سے لیا

سبب ساتوان عہد کنتی سے تھا
کسی طرح مجھ سے نہ ہوگی خفا

کہ لڑکو نکو تیر مین کشتہ کرون
مگر تیغ ارجن کے سر پہ دھرون

سبب آٹھوان یہ ہے اے نیکنام
دغا سے کیا اسکا ارجن نے کام

جدھشٹر کو اس غم سے اک رنج تھا
سنا حال دل مین تاسف کیا

طبیعت بہت غم سے رنجور تھی
اسے بادشاہی نہ منظور تھی

نہایت سرکشی و رسپے ہوئے
جو قصے تھے وہ سب سپنے ہوئے
گیا دور سینے سے اُنکا غبار
نکالے تھے ... دل سے خار

چمن پنجم در بیان تخت نشینی راجہ جدہشٹر

رضا مند تاج و نگین پر ہوا
کہ ہوتا ہے ... سے جدا

قلم بھی ہے اب پادشاہ زمین
کہ زیر نگین ہو یہ ملک سخن
سنو اب ستم دیدہ کا حال
ہمیشہ جو رہو داستان ملال

سمجھتا تھا پانچون کو اپنے سپہر
عزیز اسکو تھے شکل نور نظر
یہی بات ہر دم تھی پیش نظر
بٹھاؤن جدہشٹر کو اب تخت پر

نکل جو دی نیک ساعت قرار
ہوئے جمع مجلس میں خویش و تبار
سری کشن جی و دھوم نارد بیاس
[illegible] جی آپ پاس

مہیا تھا سامان جشن جلوس
جدہشٹر بنا جان جشن جلوس
وہ پہنے ہوئے پادشاہی لباس
لگے بیٹھنے جو [illegible] بیٹھا پاس

گہر لعل یاقوت سب سر بسر
گریبان کے دامن تلک جلوہ گر
سراپا میں تھا نور خورشید کا
بنا [illegible] کا

مرصع جو اک تخت پور بے بہا
زرِ مہر و سیم قمر تھا فدا
وہ تخت مرصع جو میراث تھا
بنا پایا تھا آبا و اجداد کا

بٹھایا جدہشٹر کو اس تخت پر
لٹائے گہر لعل یاقوت و زر
مراتب جو تھی سب کے لائے سب ادا
ہوئی یہ مبارک کی ہر سو صدا

تخت پر بیٹھنا راجہ جدہشٹر کا

ہوئے لوگ خلعت سے بھی سرفراز
لٹایا جو اک سمت عشرت کا ساز
جو لکھوں صفت بزم کی ہیرو دم
[illegible] قلزم عدل و بحر کرم

جدہشٹر نے پایا جو وہ تخت و تاج
زبانپر تھا سبکی مبارک ہو راج
جو راجہ جدہشٹر بنا تاجدار
گرا پاؤن پر کشن کے ایکبار

کہا دل و جان سے ہے تم پر فدا
ملا آپ کی وجہ سے مرتبا
جو پیدا کرے سر بسر مو زبان
سر ہو نہ احسان کا ہو بیان

رہے خاطر فوج تا بہ نظر — کہ حاصل ہو دشمن پہ فتح و ظفر
عزیزوں اقربا اور خویش و تبار — نہیں ہاتھ سے شہ کے سینہ فگار
کرے لشکر و فوج آراستہ — نہ پائے عدو ملک میں راستہ
کیا دھرم کا بھی مفصل بیان — کوئی بھی عقدہ تھا ان سے نہان
جدھشٹر جو کرتے تھے ان سے سوال — جو انکا سکھاتے تھے وہ خوش خصال
نصیحت کا لازم تھا اختصار — گلستان کی سب سیر ہے یہ بہار
مناسب نہیں نظم میں اختصار — وہ باتیں ہیں شک در شاہوار
کہ لکھا ہے سب نثر میں مو بمو — ہوئی مختصر طول تھی گفتگو

کرے بندہ ہر طرح سے راہ ظلم — کہن میں ہے ہر گھڑی ماہ ضم
نشے سے ہے تہہ کو قریب اپنے جا — ہے مشورہ عالموں سے سدا
نظر ملک گیری پہ ہر دم سے ہے — کہ عیش عدو جس سے برہم ہے
ملے جس سے رہنے کو خلد بریں — وہ باتیں ہیں سب طرح کیں دلنشین
کوئی بات حکمت سے خالی نہیں — وہ ہیں کیں ان مضمون جو عالی نہیں
قلم نے کیا اسکا یہ انتخاب — کہ ہر بات حکیم کی ہے لاجواب
جسے شوق صادق ہو وہ نیکنام — شب و روز فیضی کا دیکھے کلام
قلم کا فقط رزم میں نام ہے — نصیحت کی باتوں سے کیا کام ہے
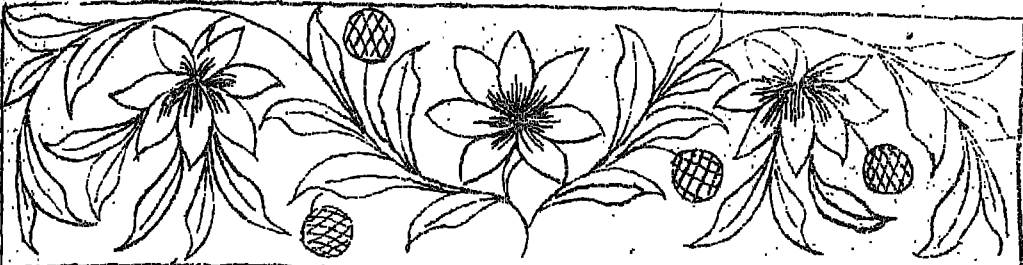
خیابان سیزدہم از چمنستان سواد ہندوستان یعنی ساتک پرب کہ درین پرب ہشت ہزار اشلوک است

چمن اول در بیان گفتن بھیکم پتامہ حکایت بازیگر و زن برہمن

دہا بہارت جیت پتر کی انتخاب
کھلا جن سے گلزار علم نے گلاب

جو آرائش نظم میں تھے کلام
جو قصوں سے مرقوم تھے انتظام

سخاوت کے مطلب جو تقریر تھے
شجاعت کے مضمون جو تسطیر تھے

یہ قصے کیے بادشاہوں کی نذر
وہی تیر روان ہیں کرینگے وہ قدر

روانی میں عاجز تھا کچھ قلم
عنایاں میں مطلب کیے ہیں رقم

کیے مختصر سب وہ احوال طول
کہ انسان ہو دین و دنیا حصول

یہاں کام رہبر کا ہرگز نہیں
ہوئی ختم اس طرح بہیر زمین

کیا سانت بھیکم نے جب سب بیان
دیہشٹر نے کی عرض اے مہربان

عنایات کن اس سے بڑھکر نہیں
یہ باتیں ہوئیں سب طرح دلنشین

مگر آپ سے اب ہے یہ التماس
کرم لطف فرمائیے بیقیاس

نہم رنج دل کے ترقی پہ ہیں
وہ ایذا کہ صدمے بنے جی پہ ہیں

سری جبہ یہ زخم ہیں خونچکان
چبھے ہیں یہ پیکان تیر و سنان

نہایت سے دل فرط غم سے حزین
مجھے خواہش زندگانی نہیں

دکھائی خدا نے مجھے راہ سیر
کیا سانت کو پھر دوبارہ جو سیر

رعیت نوازی کے جو تھے سخن
جو لکھے تھے شاہ جہاں کے چلن

یہاں تھے جو عدل و کرم کی طرح
رعیت کو حاصل ہو جس سے فرح

رہا جوگ سو جوگیہ ن کو دیا
یہ تھا اندر کو جو کنارہ کیا

اگر اب ہوا سلکہ کی خواستگار
نہیں بندہ اپنا قلم زینہار

شرکت ہے مہر اک جادہ داستان
ملے جس سے گلگشت باغ جنان

تو جسم زنج انسان ہو سراہ میں
ملے اسکو بہشت اسی جا وہیں

طمع جھوٹ عیبوں کے سردار ہیں
یہی زر دوزخ کے آثار ہیں

ثوابوں کا سرتاج سچ راستی
ملی جسکو جنت اسی سے ملی

کریں آپ سالک پرب کو بیان
یہ تفصیل ارشاد ہو داستان

جو تیروں سے جسم مبارک ہے چور
سراپا گنہگار کا ہے قصور

ہوا قتل جو جودھن نامدار
دریغا نہ کرنا وہ عالی وقار

سنے جبکہ بھیکم نے غم کے کلام
یہ فرمایا اے راجہ نیکنام

مناسب ہے اسباب کا غم نہ کھا
مشیت نے اسکی جو چاہا کیا

کسیکو نہیں اس جگہ اختیار
مشیت کے وابستہ ہیں کاروبار

بیان میں کرون تجھسے اب ایک حال
زن برہمن کے ہوا نونہال

وہ گل کچھ دنون میں ہوا نوجوان
بنا فضل خالق سے سرو روان

کہ ناگہ ہوا افعی اس سے دوچار
ہوا ڈسا تو مادر ہوئی بیقرار

وہان نام ارجن سے تھا مارگیر
نہ رکھتا تھا اس فن میں اپنا نظیر

زن برہمن کو جو دیکھا ملول
ہوا رنج و اندوہ دلکو حصول

گرفتار افعی کو اسنے کیا
چلایا زن برہمن کو دیا

کہا یہ کہ موذی کا سر توڑ دیجے
کہ پہلے جلے دل کے اب پھوڑ دیجے

وہ مسموم بولی کہ اے مارگیر
لگایا مرے دل پہ احسان کا تیر

کچلنا اس افعی کا بیکار ہے
کہ زندہ ہو فرزند دشوار ہے

مناسب ہے تم چھوڑ دو جائے یہ
سزا اپنے کردار کی پائے یہ

نہ آئی یہ تقریر اسکو پسند
کہ پہونچایگا اور کو یہ گزند

بہرحال قتل اسکا منظور تھا
کہ ناگاہ وہ سانپ گویا ہوا

کہا اس سے اے قاتل بیگناہ
ترحم کی لازم ہے مجھپر نگاہ

مجھے کاٹنے میں نہ تھا اختیار
سجا لایا ہیں حکم پروردگار

قضا جسکی آتی ہے خونخوار ہون
وگرنہ بہرحال بیکار ہون

سزا اسکو ملتی ہے اعمال کی
اجل وہیں پہنچی ان اس پہ بری

زن برہمن نے سنتے یہ کلام
کہا چھوڑ دے اسکو اے نیکنام

وہ اعمال فرزند کی تھی سزا
مشیت کے تابع ہیں یہ اور قضا

ہوئی جبکہ یہ داستان اختتام
کیا پھر جو عشر نے آنسے کلام

اجل آپ کی سر پہ اسوار ہے
لیکن آپ پھر مجکو دشوار ہے

یہ ارشاد ہو دل سے تمہیں خدا
قضا کو کسی نے مسخر کیا

کہ دن اسکو معلوم تھی آرزو
اسباب کو آپ ہیں آبرو

کہا آپنے ان یہ سن داستان
کہ اسباب کا ہو مفصل بیان

چمن دوم دربیان عقد دختر راجہ جرجودھن با آتش

شودرسن ایک راجہ تھا عالی مقام
خدا خدمت برہمن پہ مدام

تولد کا احوال یون ہے بیان
سنیں یا معین آپکی داستان

شہنشاہ جرجودھن نامدار
بنا گلشن مالوہ کی بہار

اسے جگ کرنا جو منظور تھا
سب اسباب سامان مہیا کیا

ہوئے جمع اطراف کے شہریار
مراتب جدا برہم زناردار

یہ چاہا کہ آتش کو روشن کرے
پرستش کیے اسکو گلشن کرے

وہ آتش نہ ہرگز ہوئی شعلہ زن
پڑی بحر حیرت میں سب انجمن

ہوا راجہ نے آتش سے کی التجا
نہیں ہے سلگتی سبب اسکا کیا

کہا آگئی تھی میں تیرے پاس
برہمن کا پہنے بدن میں لباس

ہوئی تجھسے دختر کی میں خواستگار
بنا آئی نہایت ہوئی بیقرار

اسی وجہ سے تجھسے میں خشمناک
ہوا دل اسی آگ میں جلکے خاک

شہنشاہ سنکر ہوا شرمسار
کیا نقد جان اس سخن پر نثار

سمجھا تھا میں آپ تجھے برہمن
فدا آپ پر ہے وہ رشک چمن

در آئی وہ گل عقد آتش میں جب
فرو کچھ ہوئے شعلہ ہائے غضب

وہ آتش ہوئی جگ کی مشتعل
ہوا شعلہ مشتعل خود خجل

شہنشاہ دوران ہوا شادکام
تجھو بی دیا جگ کو اختتام

جو فرزند آتش سے پیدا ہوا
سودرسن اسم اسکا جو پیدا ہوا

ملا خوب آغوش راحت میں وہ
شب و روز مشغول عشرت میں وہ

ہوئی اسکی شادی بھی دھوم سے
ملی نیکبخت اسکو مقسوم سے

شب و روز شوہر پرستی کا دھیان
فدا حکم شوہر پہ ہر وقت جان

وہ شوہر جو برہمن پہ قربان تھا
یہ تھا دین اسکا یہ ایمان تھا

یہ تھا حکم شوہر کا اے گلعذار
برہمن ہو جس چیز کا خواستگار

نہ انکار کرنا اگر سر بھی جائے
مگر بات مین فرق ہرگز نہ آئے

وہ شوہر تھا اک دن اپنے گھر
ہوا اک برہمن کا ناگہ گذر

تو زن سے پیش آئی وہ گلعذار
صحبت کا اس سے ہوا خواستگار

یہ زن حکم شوہر کی پابند تھی
کسی شے مین ہرگز نہ وہ بند تھی

جو خلوت کا آراستہ تھا مکان
بلایا بعزت بٹھایا وہان

کہ ناگاہ شوہر ہوا جلوہ گر
یہ دونون چھپر کھٹ پہ آئے نظر

برہمن سے تھا ہی اسے اتحاد
نکل آیا گھر سے نہ اٹھے فساد

شتابی کہین اسکی خلوت مین فرق
کہ غصے سے ہو برہمن شنک ق

برہمن نے دیکھا جو حال عجیب
بہت خوش ہو آیا اسکے قریب

کہا اسطرح دھرم ہی ہمارا نام
فقط آزمانے سے تھا مجکو کام

زن و مرد ہم دونون ہو خوش خصال
برہمن پرستی کا حاصل کمال

دعا ہے یہ اب ہر گ وہ گلعذار
گلستان جنت کی دیکھے بہار

بدن ان کا آدھا نے جو ہو آب
خجالت وہ چشمہ آفتاب

ہین آپ بیسرا ئے ان تشنہ کام
جہان مین ہے حشر تک اسکا نام

سوا اسکے وہ رشک ماہ تمام
کرے خلد مین تیری عشرت مدام

جو اس ان کو دی ہر دم یہ دعا
تو پھر اس سے اسطرح گویا ہوا

قضا پر ہمیشہ رہے اختیار
نہ ہو موت سے تو کبھی ہمکنار

مگر دل مین جسوقت ہو آرزو
یہ ہے باغ جنت کی تو آبرو

رقم ہے رہا موت پر اختیار
ہوئی جب قضا کی وہ خود خواستگار

دیا حق تعالےٰ نے باغ ارم
ملی صبح عشرت گئی شام غم

کیا پھر جو حشر نے انسے سوال
مرے لمین اسبات کا ہے خیال

زبان مبارک سے ارشاد ہو
تفکر سے دل اپنا آزاد ہو

جو وہ پیسو اشتر ایک تھا کھتری
برہمن سے تھا دعوی ہمسری

چمن سوم در بیان حال پیسو اشتر کہ برہمن شد

تمارا ہی برعکس اسکے سخن
ہوا کس طرح کھتری برہمن

سنے جبکہ بیگم سے شہزین کا نام
کہا ایک نے اچھا تھا عالی مقام

گلستان قنوج کا رنگ و بو
شجاعت شجاوت کا عقل چار سو

مگر دلمین فرزند سے داغ تھا
خزان تھی یہی بے ثمر باغ تھا

دعا سے کہ جسکے ہے انجام کار
ہوئی گھر مین اس شاہ کے گلعذار

خداداد حاصل اسے وہ جمال
گھٹا شرم سے ماہ کا بھی کمال

بنا اسکا برجیک جو خواستگار
طبیعت ہوئی شاہ کی بیقرار

گدا کو مین دون دختر رشک ماہ
کیا صاف انکار پھیری نگاہ

مگر دل ہوا اس طرح رہنمون
کہ عابد مجھے دے دعا زبون

یہ سوچا جو دل مین بلایا اسے
سخن شرط کا یون سنایا اسے

مجھے چاہیے نقرئی راہوار
دکھائین جو ان چاندنی کی بہار

مگر کان ہو ایک سب کا سیاہ
یہی ہے پہ پیش کے ملنے کی راہ

وہ برجیک بھی مرد مرتاض تھا
بدن سے جو گھوڑون کا طالب ہوا

برن نے کہا مجکو ہے تیرا پاس
بر آئیگی گنگا سے یہ دل کی آس

لب گنگ قنوج مین ہے مقام
کہ ہے راج سرت اسکا مشہور نام

وہان ہوگا یہ مطلب دل حصول
برن کا کیا اسنے کہنا قبول

وہان سے جو برجیک آیا یہان
کیا اپنا گنگا سے مطلب بیان

ملے حسب دلخواہ گھوڑے ہزار
گئے غنچہ دل سے وہ غم کے غبار

تپسے لگا کے راجہ کو وہ خوش خرام
ہوئین شرط کی صحبتین سب تمام

کہا اسنے ہے یہ پسر خورد سال
مگر ہو ابھی سے یہ حاصل کمال

سنا جبکہ اندر نے مانگی دعا
کہائے ششتر نے در سخن
بسا تھا پاس اک گلستان
وہ خدمتگزاری سے باہر نہ تھی
بنا ناوک عشق سے دلفگار
نہایت ہے یہ نوجوان شست رو
بیان تب کیا کوئی دشوار شرط
ہرا علم کی ہر گھڑی سیر کر
یہ سنکر وہ عابد روانہ ہوا
شتابی سے پائی اسکی سمت کا پھیر
در خاص کے دیو دربان ہیں
کہو کس لیے آپ آئے یہاں
تری بیٹی کی خواہش ہے دو آ زر
کبیر انکو نام و عالی مقام
سمجھایا وہان جا طریق کمال
دیا سب کو گرم و تحفہ انعام
خوش آواز قوال اکٹھا ہوئے
جما بزم میں ناچ گانے کا رنگ
ہوا عیش عشرت میں غرق اسقدر
کبیر آ کے پھر جلوہ آرا ہوئے
کہا اسنے شاید کہ ہے یہ مقام
تماشے وہ باغوں کے دیکھے وہاں
یہاں تک ایک سونے کا آیا نظر

چمن ششم در بیان عروسی عابدان مرتاض

کہ اے ہیں سے آتا ہے شاہ زمن
کہ تھا اشتاوکر ایک شیریں زبان
مگر رسم دنیا سے باہر نہ تھی
ہوا دائمی عقد کا خواستگار
سنی دیونا سفتہ کی آبرو
نہو تا ادا اس سے زنہار شرط
تماشے زمانے کے آئین نظر
روان تیر سے نشانہ ہوا
نظر آئی شکل مکان کبیر
وہ بوڑھی کے اسکے نگہبان ہیں
مجھے بھیجئے نام کا کچھ نشان
ملاقات خالی سے ہے مختصر
ملے برہمن سے ہوئے شادکام
کہا ہے مزاج مبارک بحال
کبھی سیر دریائی ہے سو نیکی جام
سب اسباب عشرت مہیا ہوئے
ہوئی نغمہ سنج اکطرف جلترنگ
گیا اک مہا رج نون کا گذر
برہمن سے گویا دوبارہ بیٹھے
کہ اک ہفتہ پورا ہوا ہو تمام
صفت میں ہے غنچہ کی صد در وہاں
ہر اک سنگریزہ جواہر کا گھر

جو مرتاض ہیں عابد خوش خصال
پھرا تھا پہر اک انکا عقد بدن
یہ عابد گیا اک کبیشر کے گھر
پدر اس پری رو کا حیران ہوا
اگرچہ نہ انکار اس سے کہوں
کہا اسنے اے عابد خوش خصال
جو تحفے وہاں سے مجھے لاکے دے
بیابان دریا سے زیر قدم
یہ دیکھا کہ ہے ایک عالی مکان
جو سردار دیوان تھا بن بہدر نام
کہا میں برہمن ہوں یہ ہر دہ بتا
کبھی دیو نے جاکے اندر خبر
آ کے سرفراز اسکی تعظیم کی
لگی تھی سفر کی جو پاؤں میں خاک
جو کھانے سے فارغ ہوا برہمن
ہوئی مجلس رقص آراستہ
برہمن تھا وہ محو حسن و جمال
کہ انسان کی تھی شش صد و شصت سال
بھلا کچھ بھی اسباب کی ہے خبر
یہ کہکر گیا کہ وہ کیلاس پر
گیا تین دن تک وہاں پر مقام
طلائی مکان آسپر آراستہ

ہوئے جلد زندہ بحکم خدا
عروسی کا فرمائیے آنکے حال
سنا نام اسکی زن شش سخن
وہاں شکل خورشید آئی نظر
تھی فکر یہ دل پریشان ہوا
مبادا اٹھے یہ دعا سے زبون
یہاں سے روانہ ہو سوئے شمال
تو یہ دختر رشک مہ ہے ساتھ
ہوئیں منزلیں طے جو وہ یکقلم
زمین جسکی رفعت میں ہے آسمان
ہوا اس کبیشر سے یوں ہم کلام
فقط تیرے آقا سے ہے مدعا
ہوا اس برہمن کا آن تک گذر
جگہ مسند خاص پر اسکو دی
کیا آب شفا ہے دھو کے پاک
ہوئے جمع رقاص سیمیں بدن
لگیں ناچنے مکان کا لیا راستہ
کہ پیدا ہوا وجد کا دلکو حال
سنو آخر داستان کا مال
کہ گذری ہے مدت یہاں کسقدر
مہادیوجی اسکو آئے نظر
روانہ ہوا چوتھے دن شاد کام
مرصع جواہر سے پیراستہ

سکھائے انھوں نے لڑانے کے فن
ہوا حکم انداز وہ تیر زن

ستارہ ترقی پہ اقبال کا
پھر آیا وہ خشت سے گھر بال کا

ہوئی اسکے ہمراہ فوج قلیل
کیا دشمنوں کو یہانتک ذلیل

نو و اور نو تھے برادر بہم
کیے قتل اسنے یہ سب یکقلم

بڑا تھا جو انمیں وہ تھا تاجدار
نہ ٹھہرا وہ در جنگ پائے قرار

ہوا پست لشکر گریزان ہوا
کہان جائے چھپنے کو حیران ہوا

رکھیشتر تھا صحرا مین اک بھر گنام
سندھی مین چھپا آنکے یہ وقت شام

عدو نے بھی اسکا تعاقب کیا
کہان چھپکے جاتا ہے وہ بھیا

سندھی تک جو آیا شجاعت شعار
رکھیشتر سے پوچھا کہ ای ذی وقار

بظاہر تو پنہان ہیں یون دیکھیے
عدو کو چھپایا ہے سو دیکھیے

کہا اس کھیشتر نے ای شہریار
کہ جس شخص نے مجھسے ہو خواستگار

سندھی مین تو وہ شخص آیا نہین
پتا ہین نے کچھ اسکا پایا نہین

مگر اک برہمن ہے وہ ارو میان
تجھے چاہیے کھتری کا نشان

سنے شاہ دوران نے جب یہ کلام
گرایا تو پھر یہ کہا ہون غلام

چھپا ہے ابھی آکے وہ کھتری
مگر آپ آتے ہین اس سے بری

دیا کھتری کو برہمن قرار
مجھے اب نہین غوی کارزار

یہ کہکر وہ رخصت ہوا انتجاب
سندھی مین کھیشتر بھی آیا شتاب

یہ اس کھتری کو سنایا سخن
بتایا تجھے رام نے برہمن

جو کھتری ہین باقی وہ سب کین نہان
بچائی عدو سے ہی اس طرح جان

رہ کھتری پر نہ رکھنا قدم
طریقہ وہ بیکار ہے یکقلم

پسند نظر ہون برہمن کے کام
برہمن کہینگے تجھے خاص و عام

سنے جب کھیشتر کے اسنے کلام
اسی جا کیا اسنے اپنا مقام

جدھشتر پہ یہ حال روشن ہوا
پتا کھتری کا جب برہمن ہوا

چمن سیزدہم در بیان پناہ گرفتن کبوتر از باشہ

جو کھیکم نے کی ختم گفتگو
ہوئی پھر جدھشتر کو یہ جستجو

کسیکو کوئی شخص دے جو پناہ
چھپائے عدو سے شغال نگاہ

بھلا اسکو بھی کچھ ملیگا ثواب
دیا اسکا کھیکم نے سنکر جواب

کبوتر نے باشے سے مانگی امان
ہوا پاس اسکے جا کر نہان

عقب اسکے باشہ بھی آیا وہان
چھپا ہے شکار آکے میرا یہان

مجھے دی کہ بھوکا ہون طعمہ کرون
تسلی ہو خالی شکم کو بھرون

وہ بولا کہ مانگی ہے اسنے پناہ
مجھے حفظ جان ہے اسے دم نگاہ

سوا اسکے جس شے کا ہو خواستگار
پرندہ اور ہین انکو کر تو شکار

نہ دونگا مگر یہ کبوتر تجھے
ملیگا دوا کو نہ اک پر تجھے

کہا اسنے مجھکو نہین اور چاہ
فقط ہے کبوتر پہ میری نگاہ

کیا اس سے راجہ نے پھر یہ سخن
کہ حاضر ہے اسکے عوض یہ بدن

یہانتک ہو منظور خاطر تجھے
کبوتر کے مقدار دونگا تجھے

لیا اسنے بھی اس سخن کو قبول
ہوا مطلب راجہ آخر حصول

ترازو منگائی اسی دم وہان
چھڑانے لگا کاٹ کر بوٹیان

رہا پر کبوتر کا پلہ گران
ہوئین بوٹیان جسم کی رائگان

ہمہ تن ہوا راجہ اسپر سوار
ہوا ہے اسنے لگے گل کے ہار

لگے دیوتا یکدگر مدح خوان
صحابہ بھی حاضر ہوا اک زمان

وہ باشہ جو اندر تھا اندر بنا
سبب اسکی ہمت پہ وہ خوش ہوا

[illegible] سب زخم اچھے ہوئے
وہ ایام نکبت کے سب طے ہوئے

صحابے یہ دونون گئے پھر سوار
نظر آئی خلد برین کی بہار

کہ جو کہ دیگا کسی کو پناہ
ملیگا ثواب اسکو بے اشتباہ

چمن چہاردہم در بیان حال خاصیت زنان

چد ھشتر کا حاصل ہوا آمد عیاں
زبان سے بہر حکیم کے یہ داستان
کیا نادر و خوش بیان نے سوال
کوئی زن اگر دون نہین عیب دار
کوئی غیر و بیگانہ آنے نپائے
نہین اُسکا صحبت سے بہتر ہو دل
اگر آئے ہمبستر کوئی نوجوان
سے ہے زن پہ ہر چند شوہر فدا
یہانتک ہوا اُس پری سے کلام
نگہبان تھا وہ لیل و نہار
برہمن نے اُس سے کہا ای پسر
وہان کا ہے جانا جو مد نظر
کبھی سر پہ رکھتا ہو وہ تاج زر
کبھی پر ہین طاؤس کے اُسکے پاس
کبھی سرخ رنگ ہے سپید و سفید
کبھی قد ہو کوتاہ گہے ہے بلند
کبھی سوداگر کی شکل گہ برہمن
کبھی شکل کنجشک طاؤس باغ
سے ہے ہیان وہ گھر مین آنے نپائے
یہ کہکر ہوا وہ برہمن روان
قضا نے بلا مین پھنسایا اُسے
یہ کہتا تھا تدبیر کیا کیجیے
مکان برہمن کا دربان تھا

یہ احوال سنکر پھر اُس نے کہا
کیا مجھسے نارد نے اکدن بیان
کہو کیا زنون کی طبیعت کا حال
زنون کا ہمیشہ رہا بد شعار
کوئی بدچلن پاس جانے نپائے
کہ یہ آگ ہے وہ ہر دم مشتعل
نظر آگیا راہ مین ناگہان
نہین پاس عزت کا اُسکو ذرا
سنئے اور قصے کو دون اختتام
نہ ہو پاس اُس گل کے تا دخل خار
نگہبانی زن ہے مد نظر
مگر دلکو اندر سے رہتا ہے ڈر
کبھی ہے وہ بنتا برہمن پسر
کبھی خوش کبھی غم سے چہرہ اُداس
کبھی شاد و خرم کبھی ناامید
کبھی شکل مسکین کبھی خودپسند
کبھی بنیے یا چھتری کا چلن
کبھی باز ہے وہ کبھی شکل زاغ
کبھی اُن کے نزدیک جانے نپائے
سنو اُسکے شاگرد کی داستان
مصیبت کا دن یون دکھایا اُسے
ملے درد و غم کیا دوا کیجیے
وہ اندیشہ دل مین کہ حیران تھا

رہا شاد ہو مجھسے حال زنان
ملی راستے مین آنھین اک پری
دیا اُس پری نے یہ ہنسکر جواب
رہی شوہرون کی ہمیشہ نظر
وہ کرتے ہین یکجا زمین آسمان
پریزاد ہوتے ہین ہر چند خوب
یہی لمین آتا ہوا سوقت وان
خدا مکر زن سے ہمیشہ بچائے
برہمن سے ہو اور یہ داستان
مرید ایک رکھتا تھا وہ برہمن
مگر آج درپیش ہے ایک کام
بناتا ہو وہ صورتین بیقیاس
کبھی خوبصورت کبھی زشت رو
کبھی پیر بنتا ہو گاہے جوان
کبھی عاملون کی طرح آشکار
کبھی تیر و شمشیر و خنجر لیے
کبھی طوطی خوش بیان کی روش
کبھی مادہ نر کبھی شیر نر
حفاظت دل و جان سے کرنا مدام
عجب فکر مین وہ گرفتار تھا
پریشان اس فکر مین رات دن
مبادا وہ اندر نہ آئے یہان
حفاظت پہ ہر وقت مد نظر

مفصل ہو خاصیتون کا بیا
ہر اک عیب سے حسن اُسکا بر
بیان کیا کرون ہو مقام حجا
نہ غیر کا گھر مین ہرگز گذ
کہ ہوتی ہین آخر کو رسوائیا
نہین حسن مین جنکے دخل عیو
کہ صحبت کے قابل ہو یہ نوجو
کوئی اُنکی بات تو پر اصلا
تصدق کیے زن پہ نقد
زمانے سے پاکیزہ اُسکا چلن
کہ ہو جگ کا ایک جا اہتما
مبادا نہ آئے وہ عورت کے پا
یہانتک کہ گھر مین آتی ہو
توانا کبھی اور کبھی ناتوا
حماقت کبھی سر پہ اُسکے سو
کبھی خالی ہاتھون مین ہے زر
کبھی بلبل گلستان کی رو
نئی صورتون سے ہے آتا
ہے پاس اسبات کا صبح و
حفاظت سے ہر دم شوہر کا
طبیعت تھی ایکدم مطمئ
وہ تبا نہ مجکو بتائے یہا
شکم مین کیا زن کے اُسنے گذ

کرتا پاس بیگانہ آنے نپاے — کوئی ہاتھ ہرگز لگانے نپاے
کرتا وہان اسنے خوش خیال — وہ رخ ماہ کا جسکو حاصل کمال
یہ پایا کہ تعظیم لائے بجا — کہ سے رسم تسلیم جھک کر ادا
تھی طاقت نہ جنبش دست و پا — بنی آئینہ وہ لگی سکتہ ہوا
خزان اس چمن کی ہوئی ہم بہار — ستم ہے کہ دلون پہ تھا اعتبار
ترے وصل کی ہے تمنا مجھے — نہین ہے تکبر سے پروا تجھے
زبان نے ذرا منہ مین یاری نہ کی — وہ چپ شکل تصویر اسدم رہی
کہا دلمین یہ زن ہے پرہیزگار — جواب سخن بھی ہوا ناگوار
شکم مین وہ شاگرد تھا جو نہان — وہ سمجھا کہ اندیشے مین ہے گمان
بنا دیوتون کا ہی تو بادشاہ — پسند آئی ایسی ضلالت کی راہ
یہ سمجھا کہ ازبس ہے نادان تو — عبث دیگا ایسا مین جان تو
جو چاہون ابھی دون تجھے بددعا — نہین ہے مگر حکم استاد کا
نہ سرزد ہو پھر اسطرح کی خطا — مناسب ہے ترک ایسے اعمال کا
کہ ناگاہ آ پہونچا وہ برہمن — سنے اسنے گذری تھی جو یہ سخن
یہ کہکر کہا پھر کہ حاضر ہے زن — نہین اسمین اصلا کوئی بدچلن
مجھے اس بلا سے رہا کیجیے — یہ عہدہ کسی اور کو دیجیے
جو کچھ دن ہوئے اسطرح پھر بسر — زن برہمن گھر مین تھی جلوہ گر
خداداد حاصل یہ تھا اختیار — وہ جاتی تھی اکدن ہوا پر سوار
جو خوشبو مین وہ پھول تھا بے نظیر — زن برہمن کے ہوا دلپذیر
ہوئی شکل بلبل کے وہ نغمہ زن — جو وہ گل پسند آیا پرلے بہن
چمن کا سنا جو بہن نے کلام — طبیعت نہایت ہوئی شاد کام
کہا زن نے پھولون کا اسسے سوال — کہ ہین باغ جنت مین اسکی نہال
وہ قوت خدا نے عطا کی ہے آج — نہین ایسے پیر کی مجھے احتیاج

کیا سحر و افسون سے یہ اسنے کام — حفاظت کا اسطرح تھا اہتمام
جو پہونچا قریب بہ زن گلعذار — وہ سمجھی کہ ہے کوئی زناردار
بدن مین کیا یہ محافظ نے کام — کہ زائل ہوئی اسکی قوت تمام
کہا اس سے اندر نے اے گلعذار — ترے حسن پہ ہے مراد دل نثار
غرور اسقدر اسپہ بیجا رہے — دل و جان سے بندہ خریدار ہے
عفیفہ تھی جو وہ نہ تھی خوش خصال — یہ چاہا کہ کچھ دے جواب سوال
جو اندر نے عورت کا دیکھا خیال — ہوئی وان کی اکدم سے دہشت کمال
خفا ہوکے مجھکو ہے یہ بددعا — ہزار دلکو پیدا ہوا دفعتا
شکم سے نکل کر ہوا آشکار — کہا واہ رے اندر بدشعار
تجھے دی تھی گو تمرشی نے اسکی سزا — نچکھا مگر دل سے اسکا مزا
نہین آبرو پر نہ پانی پھرے — بلاؤ نہین اس سبب سے گھرے
اگر پاس عزت کا منظور ہے — نہ آجاے استاد کا قہر ہے
سنے راجہ اندر نے جب یہ سخن — روانہ ہوا جلد سوے وطن
کیا خوش شاگرد نے جب بیان — کہ اسطرح احوال گذرا یہان
مرا یہ ہنسا اس گھر مین شوا ہے — عبادت سے دل کو سروکار ہے
غرض برہمن سے وہ رخصت ہوا — روانہ براہ عبادت ہوا
سباو رہتی اسکی اک رشک حور — سراپا بھرا تھا سراپا مین نور
ہوا پھول سر سے جو اسکے جدا — زن برہمن تھی جہان وہ گرا
زن برہمن جلوہ گر تھی جہان — کہ اتنے مین وہ بھی آئی یہان
خوش شاگرد کر دو کوئی میرے ساتھ — ابھی بھیجدون اپنے ہے اسکو ہاتھ
عبادت مین شاگرد مشغول تھا — بلایا اسی وقت حاضر ہوا
وہ شاگرد بولا کہ جاتا ہون مین — ابھی باغ جنت سے لاتا ہون مین
یہ کہکر ہوا سوے جنت روان — ہوئی راہ طے اور پہونچا وہان

ہزاروں فنیلیٹے ہم گیسوہین ل
یہ دنیا گئی ہادگا ؤن پاس
یہ چاہا کرے اس جگہ پہ قیام
ہمین تیری صحبت گوارا نہین
دل زار میرا کہین شاد ہو
مگر تجکو اک جا نہین ہے قرار
جہانمین ل آتا ہر رہتی ہو تو
کہا ہے مرتاض ہین آشتگار
مری جو ہر شخص کی قدر ہے
سنے مادہ گاؤن نے جب کلام

زمانہ محبت مین ہے پابنگل
گلے مین پڑا حسن کا تھا لباس
دکھایا ہر ایک طرح کا احتشام
کسیکا سیاہ پر اجارا نہین
تنفر ہے کیون مجھسے ارشاد ہو
اسی وجہ ساقط ہوا اعتبار
نہین تجکو ہے خواہش آبرو
ہزارون ل جان تجھپر نثار
اگر ماہ تو بھی ہو تو بدر ہے
ہوا شور ہے کا بہم اہتمام

بھر اس مین ہے حسن کا جو غرور
سراپا مین زیور جڑاؤ سجے
ہوئی اسکی صحبت انھین ناگوار
جو دنیانے پائی نہ جاے قیام
دیا مادہ گاؤن نے اسکو جواب
سوا اسکے غرہ بھی ہو حسن پہ
ہوئے گوہر گوش جب یہ سخن
مری جا دکرتے ہین برنا و پیر
جو مجرم ہم اس جاسے پھر جاؤنگی
خلاصہ یہ حاصل ہوا مدعا

پھر اک نوجوان ہے بہ درد و
کرشمہ فدا ناز و عشوہ ادا
لگائے زبان سنکے در شاہ ہوا
ہوئی بالجاجت وہ یون ہمکلام
کہ بیشک ہے تو حسن مین لاجواب
نہین نیک بد پہ ہے تجکو نظر
ہوا دلمین دنیا کے رنج و محن
فدا تجھپہ ہین بادشاہ و فقیر
یہ عزت کسی جا نہ پھر پاؤنگی
ملی بول سرگین مین دنیا کو جا

چمن شانزدہم در بیان اختتام سانک پرب

یہ مضمون تھے رنگین رقم ہو چکے
لکھا یہ بھی مضمون ہے کچھ جدا
پہ غلہ بھی دنیا ہرا خدا
بڑا سب ہے اس گا کا دان ہے
کیا شکلپ جسنے اک گاے کا
اسی سے ہین پیدا ہوئے گاؤ نر
پل و مندر و حوض و مہمان سرا
ثواب اسکا حاصل ہو جیسے فنا
لکھا سب ہے چارون کا طریق
پسر بھی کئی طرحکے ہین بیان
کچھ ان مین نہین صورت بزم و رزم
کہ کوسک تھا اک اچھا نامدار

جو مطلب تھے زیب قلم ہو چکے
کہ جنسے سر روز ہو کئی فائدا
پس مرگ ہے بخشتا خدا
نہین اجر کا اسکے پایان ہے
جہانمین جو تھا اسنے سب کچھ دیا
سکے فائدا نہین ہین سر بسر
بنائے جو دنیا مین ہے فائدا
یہ تفصیل ہے نثر مین سب لکھا
کہ ہو نظم کو اسکی موزون ضیق
ہر اک قوم کی ہے جدا داستان
کیا اس سبب سے نہ موزون کا عزم
رکھیشر سی تھا اسکا شعار

اب آگئے ہین صدقونکی صورت رقم
زمین کا ہو دینا نہایت ثواب
بزرگی بہت گاے کی ہے رقم
اسی سے ہین خوش کہ قلم دیوتا
کہ بگھی کے ہوتا نہین کوئی کام
جو وہ کشتکاری کے آتے ہین کام
مکان گا کو ہر زمین باغ چاہ
لکھا خوب ہے کتخدائی کا حال
کیا خوب ولادکا انفصال
یہ حالات قصے مین ظاہر نہین
تیہون اک کھیشر تھا عالیمقام
گیا تا کرے راج اسکا تباہ

بہت طول تین یہ زیبا نہین
کرے کیا اسے نظم اپنا قلم
ملا کا ہوا فزون کچھ اس سے حساب
حقیقت مین ہے قاصر زبان قلم
بر آیا اسی سے ہر اک مدعا
کہ ہر جگ مین صرف اسکا مدام
کہ غلے سے دنیا کا ہے انتظام
یہ ہمین کو دے کچھ نہین اشتباہ
ہے شرح عیان جو حرام و حلال
ہے شرح تقسیم ترکہ کا حال
رقم نظم مین یون ہو سبکا ز بین
کیا اسنے اسباب کا اہتمام
[illegible] بادشاہ

لیا آزمائش نے ہر وقت تنگ ۔ نہ چھوڑا مگر شاہ نے اپنا ڈھنگ ۔ زر و مال عابد نے سب پہ یا ۔ ساٹنک کر خالی خزانہ کیا

نہ آئی ذرا شہ کی ابرو پہ چین ۔ وہی سکی خدمت ہی دلنشین ۔ ارے لیے پہ اکدن ہوا جو سوا ۔ وہ رانی وہ راجہ بنے راہوا

اتو جسم کو ڈروتے ایسا کیا ۔ کہ دریا لہو کا بدن سے بہا ۔ ہوا خوش غرض عابد خوش نہاد ۔ وہ سمجھا یہ سب راسخ الاعتقاد

کٹے دست ہر زخم پہ جو ملا ۔ وہ جاتے رہے زخم سب پر ملا ۔ نکالا زبان سے یہ اسنے سخن ۔ کہ ہوگا نہ بیرہ ترا برہمن

ہر اک بات بھیکم کی ہولا جو آب ۔ قلم سے بچھوٹی رہ انتخاب ۔ خدا نے جیسے سی ہو نیت بخیر ۔ کرے نشرین جملہ تفصیل سیر

ساٹنک پرب تمام ہوا

خیابان چہاردہم از چمنستان سواد ہندوستان یعنی اسمید پرب و درین پرب دو ہزار سہ صد اشلوک است

چمن اول دربیان ترغیب دادن بیاس راجہ جدہشٹر را برائے اسمید جگ

قلم اپنا جو رشک شبدیز ہے
جو بھیکم پتا سے نے پائی وفات
قلم کیا لکھے حال رسم عزا
ہوئے گوہرافشان کہ شاہ زمان
گنہ اس سے سب دور ہو جائینگے
سمند سیہ رنگ در کار ہے
تنو مند و خوانون کا یون ہی شمار
رقم ہوا اگر ہر برہمن کا حال
زبان دہ وہ رین جنھی ان شیر دار
سمون کے بھی بال سلک گہر
ہراک برہمن کو یہ دے بادشاہ
جبین پر نصب اسکے اک لوح زر
اطاعت ہو جس شہ کو مد نظر
ہزار لشکر بین گھوڑی کے ساتھ
قصہ ہو اسمید کے جگ کا

پرستی کہین چال مین تیز ہے
ملی انکو دنیا دون سے نجات
بہ آئین شاہان ہو سب ادا
اسی طرح ہی کاروبار جہان
غم و درد سب دل سے ہو جائینگے
کر اس جگ مین وہ سزاوار ہے
چھپاست اسکی ہون دس ہزار
تو کثرت زر نقد کی ہو کمال
شمار انکا لکھا قلم نے ہزار
کر آئے سمان کہکشان کا نظر
مقرر رہا تھا اسکے فوج و سپاہ
وہ بے شک کے نام نشان کی خبر
وہ چاکر کی صورت ہو حاضر ادہر
صفائی کے پھیرینگے وہ اسپہ ہاتھ
کرے ہوم پوجا وہی جا بجا

ہری اس سے ہو آتش و خاک آب
برسنے لگا ہر طرف ابر غم
بیاس آئے اک دن جدہشٹر کے پاس
کرو تم بھی اسمید کا انتظام
ثواب عظیم اس سے ہوگا حصول
انجام در بس سے نہو اسکو کام
قلم لکھے تفصیل خیرات کی
فلک وچ ہو ایک فیل بلند
مطلا ہو سینگ انہین ہر ایک کے
ارابہ مرصع ہو اک زرنگار
بہت نام اسکے ہون ہر کتاب
رقم اسپہ ہو اسکے راجہ کا نام
اطاعت سے جو شہ کریگا گریز
وہ گھوڑا کرے بول و سرگین جہان
جو راجہ کرے جگ کی ابتدا

ہو اسکے بنا برق کا ہو جو اسپ
ہو طفل و پیر و جوان کو الم
کہ پشتون کے غم سے نہایت اداس
مہرکی ام نے بھی کیا ہو یہ کام
مگر اسکا سامان ہے حد سے طول
جدھر چاہے راہی ہو وہ تیز گام
نشان چاہیے دنیا ہر بات کی
براق طلائی سے زینت پسند
بندھے ہون سم انکے زر و سیم سے
لگے جسمپر ہون بادرفتار جا
ستارونمین جس طرح سے ماہتاب
بیان فوج و لشکر کا ہو اہتمام
مہیا ہو گا ہنگامہ رستخیز
اسی طرح اسباب دے پھر دان
رہے ساتھ رانی کے وہ ایک جا

ہوئی فوج ہاتھوں سے اُسکے تباہ   کسیکو ملی بھاگنے کی نہ راہ
ارابہ سواران و فوج گران   لڑائی کو بھیجے سو آسمان
شکست ایک لڑکے نے دی فوج کو   ملایا وہین خاک مین اوج کو
مٹا فوج دشمن کا نام و نشان   ہوا مطمئن دل مین وہ نوجوان
جو راجہ کو حاصل ہوئی یہ شکست   گئے پھول ہمرنگ گل پا و دست
جو بیٹا کرن کا تھا اُس کو وہ پر   پڑی فوج دشمن پہ ناگہ نظر
کیا وہم مین فوج ہراول کو صاف   ہوا قتل سب لشکر بر خلاف
بیان کیا کرون حالت جو بناس   پریشان تھا طرفے دلمین اُداس
چڑھائی لڑائی پہ وہ آستین   کہا کیا کیا آسمان و زمین
لگے سینہ و دل پہ زخم خدنگ   اُڑا تا اثر ہوش چہرے کا رنگ
جو وہ شاہ بیہوش آیا نظر   ترحم ذرا آگیا حال پر
یہ تھے تکلم لب حرف دعا   افاقہ ہو حاصل اسے اے خدا
جو مضبوط تھا رشتۂ زندگی   ہوئی دور کچھ دیر مین بیہشی
مروت شجاعت کا پتلا تھا دم   کہا اے جوانمرد و اہل کرم
ہین اسکی تکلیف احسان کی ہون یہ بار   وہ گھوڑا تو کیا جان تک ہے نثار
قلم سے لکھے اقبال فرزند شاہ   لڑائی کی تھی بھیم سے اسکو چاہ
وہ قوت وہ طاقت وہ زور شباب   نہ شیر ژیان لائے پیچھے کی تاب
کہا بھیم سے اب یہ جاتا کہان   یہی رزمگہ ہے ٹھہر جا یہان
یہ کہکر اسے لے سے اُترا دلیر   اُٹھائی نظر بھیم پر مثل شیر
ہوئے گوش زد بھیم کے یہ کلام   کہا چپ رہ لڑکے زبان تیغ مین تھام
کھلونا لڑائی کو سمجھا ہے تو   ابھی گھر مین جا بیٹھ لڑکا ہے تو
جو تلوار کے پھل نظر آئین گے   یہ دیدے جو ہین بند کھلجائین گے
کرون ضمن کے سب وصف مین کیا رقم   اگر کوہ ہوتا نہ رکتا قدم

قیامت وہ برپا ہوئی آن مین   نظر آئی ظلمات میدان مین
تہمتن ہندو پر زور تھا یہ جوان   ہوئی شست اُسکی سپہ رائگان
عدو کی نہ تدبیر کوئی چلی   ہوئی بند مکر و فسون کی گلی
ہوا اسے جو آیا ادھر ایکبار   دیا بھیم کو کوہ پیرا ہوار
پھر آراستہ کی لڑائی کی فوج   تلاطم مین جس سے تھپیڑے فوج موج
قلم کیا کرے حال میدان بیان   بندھا مجلس رزم مین اک سمان
قیامت کا اُس جا ہوا کشت و خون   زمین رنگ خون سے ہوئی لالہ گون
یہ فرزند بجلی سے چالاک تھا   لڑائی مین سب طرح بیباک تھا
کمان سے روانہ کیے پانچ تیر   نشانہ بنا وہ شہ بے نظیر
دلاور تو تھا ہی وہ طفل جوان   مروت کا بھی آسکے اب کیا بیان
ہوا خواہ کی طرح دل منتشر   وہ جھلتا تھا دامن رخ شاہ پر
کہین آئے یہ جاء ہوش مین   شراب محبت ہوا اب جوش مین
ہوئین تو جو آن سے جو آنکھین چار   اس احسان سے ہوا شرمسار
تری اس شجاعت پہ مرتا ہون مین   محبت مروت پہ مرتا ہون مین
بغلگیر باہم ہوئے جب کہ جو   ملی صلح کو اُس جگہ آبرو
سہگ شہ کا فرزند تھا نامدار   شجاعت سخاوت مروت شعار
سمجھتا تھا وہ کوہ کو مثل کاہ   ہوا ناگہان بھیم سے سد راہ
پیادہ ہے کیون ہے سواری کہان   قضا کھینچ لائی ہے تجھکو یہان
پیادہ ہوا جب کہ یہ شہسوار   دل و جان سے آمادۂ کارزار
یہ چھوٹا سا منہ اور باتین بڑی   اُٹھانی پڑیگی مصیبت کڑی
دبستان سے حاصل نہین ہے فراغ   تماشے کی ہے عمر کر سیر باغ
جما الغرض گرز بازی کا رنگ   ہوئے قافیے پہلوانون کے تنگ
گلستان زخمون سے تن ہوگئے   ہوئے خون چکان تن چمن ہو گئے

تماشائی سب لیمن حیران تھے / خدا جانے کا ہے کے انسان تھے
زمین سے اٹھے بھیم بس ناگہان / اٹھا لیگیا جانب آسمان
بنا آپ بہ اسکو ہالہ کیا / خلاصہ زمین پر حوالہ کیا
جو گذرا تھا اسپر دکھایا اسے / اٹھا کر زمین پر بٹھایا اسے
اٹھایا انھیں جسمے اک فیل نر / لگایا بقوت سر بھیم پر
مقابل کی جانب روانہ کیا / نشانہ بنا تھا نشانہ کیا

زمین اس جگہ کی بدل جنگ تھی / بلا تھی قیامت تھی یا جنگ تھی
کیا سر پہ سو بار اسکو نثار / نظر آئی چرخی کی تازہ بہار
زمین پر سے اٹھا سنبھل کر دلیر / سر بھیم پر آیا مانند شیر
کیا نوجوانون نے یہ تازہ کام / وہان تھے جو تھی فلک احتشام
ادھر بھیم کی تیز دستی سنو / لیا گیند کی طرح سے فیل کو
نہ تھا دم لین اسکے ذرا اضطراب / دیے تھا ترکی کے ترکی جواب

جنگ کرنا بھیم کا فرزند جوبناس کے ساتھ
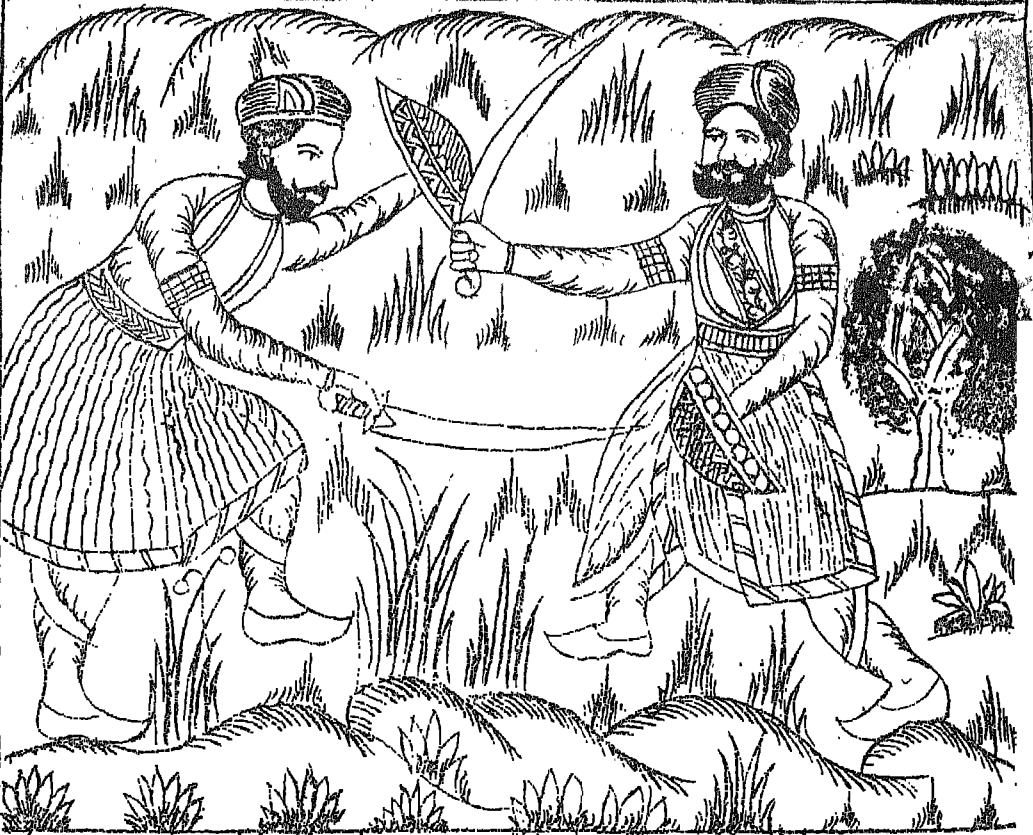
برابر چلے دونون طرفون سے وار / بدن پر نمایان تھے زخمون کے ہار
کسیطرح باہم نہ وہ بند تھے / بہم ایک سے ایک دہ چند تھے
گئے اسقدر دست و پا شل ہوئے / غرض دو اوکشتی سے مضمحل ہوئے

برابر فن جنگ دونون کو یاد / لڑائی کا یہ گھر وہ اصل فساد
ہوئی اسقدر کثرت مشت و مشت / شکستہ ہوئے فرق پہلو و پشت
قلم لکھے اب قصہ جوبناس / کہ تھا ابن جھارتھ لاوے کے پاس

ہوا رعد پر طعنہ زن طبل جنگ
مبدل ہوا غم سے عشرت کا رنگ

کہ بھیجا تھا بین نے محل میں سمند
مری وجہ سے اُس پر آیا گزند

کہا کون ہے بزم مین پہلوان
دکھائے ہنر جنگ کے جو یہان

سُنا پردمن نے پدر کا کلام
کہا قتل کر ایسا ہے میرا کام

جو رکھون مین اُسکو تہ تیغ تیز
کرے وہ قالب سے اُسکی گریز

یہ کہکر جو بیٹے پہ ڈالی نظر
لیا ستھ اور رتھ جنگ پر

ہوا وہ بھی ہمراہ اُسکے روان
ہتھیلی پہ رکھے ہوئے نقد جان

مقابل ہوئے آکے ایسال سے
ستارہ گرا اوج اقبال سے

رہا تن بدن کا نہ میدان مین ہوش
فرو ہو گیا سب شجاعت کا جوش

نہ لایا مین ایسال سے تاب جنگ
پڑا سینہ وہ لپکاری خدنگ

کیا اُسکے سینے کو گلگون سے چور
غضبناک ہو کر کہا اے بے شعور

یہان کچھ صفائی تو ٹھٹی نہین
کہین تیغ سے اور خنجر کہین

غضبناک تھے اُنکو گھیرا کیا
خوشامد سے سب ور غصہ کیا

ہوا آکے ایسال سے روبرو
اُچھلنے لگا رزمگہ مین لہو

برابر لگے اس طرح کے خدنگ
اڑا شکل غنچا جو چہرہ کا رنگ

سرکیشن جی کو نہ آئی جو تاب
عوض اُسکے پینے لگے یہ جو آب

تماشائیون کے جگر شق ہوئے
جوانون کے بھی رنگ رخ فق ہوئے

کہون کیا کہ اُنپر بھی گذرا وہ حال
پہلبان کو پیدا ہوا اک ملال

گئی بیہشی کچھ ہوئے ہوشیار
تڑپنے سے ٹھہرا دل بیقرار

جھٹ آپ سپر ہوگئے خشمناک
ہوا آپ کا جامہ ہوش چاک

کرن کا پسر تھا جو عالی نژاد
ہنر بھی تھے اُسکو زمانے کے یاد

بدن پر کھلے زخم ہم رنگ گل
ہر اک سمت تحسین کا تھا شور و غل

یہ چالاکی سے بڑھکے راہ گریز
نہ باقی رہی دلکو تاب ستیز

سرکیشن جی نے جو دیکھا یہ حال
کیا دل مین اپنے یکایک خیال

وہین پان کا ایک بیڑہ لیا
طرف سر جوان کے اشارہ کیا

اب ایسال سے ہو لیگا رتھ جنگ
کرے گرم ہے سر بازار جنگ

دکھاؤنگا مین اُسکو راہ فنا
یہ وقت ہے کہ تیر دلدوز کا

پھر سے اُسپہ جب خنجر آبدار
کلیجہ جگر سینہ پہلو ہون چار

کرن کا جو فرزند تھا نامدار
شجاعت کے گلشن مین تازہ بہار

یہ دونون جوان طالب جنگ تھے
دو لون مین لڑائی کے آہنگ تھے

لگا سینۂ پردمن پہ خدنگ
کہون کیا کہ فق ہو گیا تن کا رنگ

گریزان ہوا رزمگہ سے جوان
کیا کشن جی سے یہ قصہ بیان

سنا کشن نے پردمن کا جو حال
وہ غصہ ہوئے صورت برق لال

یہ میدان نہین گھر ہے اے بیحیا
کھلونا لڑائی کو سمجھا ہے کیا

جو آیا نظر بھیم کو حال زار
بغل مین لیا کشن کو اکبار

خلاصہ جو ٹھہرا وہ برہم مزاج
کہا بھیم نے قتل کرتا ہون آج

مگر بھیم اُس سے نہ سربر ہوا
وہین دفتر ہوش ابتر ہوا

پڑا تفرقہ ہوش مین یکقلم
یقین تھا کہ دیکھے وہ راہ عدم

ہوا اسقدر تیرباران کا زور
زمین و زمان مین پڑا ایک شور

شجاعت مین ایسال تھا لاجواب
کہ افلاک پر جس طرح آفتاب

عمل مین جو بیہوش لایا انھین
کوئی لخلخہ بھی سنگھایا انھین

کہا ست بھاما نے تب یہ سخن
ہری تھا قصورون سے وہ پردمن

اگر دل گیا ہو لڑائی سے ہار
تو ایسال سے مین کرونگا نزار

ہوا آکے ایسال سے جنگجو
چلے خوب سے اسلحہ دو بدو

کیے ایسے ایسال پر اُسنے وار
ہٹا جات میدان سے پا بے قرار

ہوا وہ نہ بچے سے اسکے رہا
کوئی فن نہ شمشیر زن سے چلا

دیکھا تھا جو کچھ دکھایا اسے / سرکیشن کے پاس لایا اسے
خدیو شتر نے اسکو بغل میں لیا / جبین مصحف پہ بوسہ دیا

شجاعت سے فرزند کی خوش ہوا / زر و گوہر و لعل خلعت دیا
سرکیشن جی بھی ہوئے شادمان / نہایت دل و جان سے تھی شادمان

ایسال جسدم ہوا ہوشیار / کیا آپ کو کشن جی پر نثار
پسر کا بھی سر ہوں احسان ہوا / کہ باعث تھا پابوسی کشن کا

خدیو شتر سے جان صفائی ہوئی / عداوت سے باہم جدائی ہوئی
اسی وقت حاضر کیا راہوار / کہا شہ نے تند ہوں پہ تیرے نثار

بجالاؤں آنکھوں سے جو حکم ہو / سر اپنا سمجھتا ہوں میں آپ کو

چشن ہشتم دربیان آمادہ شدن ارجن ہمراہ اسپ شکل بہر شگوفہ

چھٹا اسپ جب قید ایسال سے / ہوا اتصال اوج اقبال سے
پرستش کی سمجھی نہیں ہے یاد / روانہ ہوا اسپ شکل صبا

ہوا ابر کالمیت اسپ کے ہمرکاب / کہ تھا مردم دیدۂ آفتاب
جوانمرد تھا ارجن نامدار / ہوا الوح پر یکقلم اختیار

ہنر آزمودہ وہ ساری سپاہ / لیا تھا ہمراہ اسباب جاہ
بزرگ شان اقبال و جاہ و حشم / خدا کی عنایت سے زیر علم

سنو جگ کے اسپ کا اب بیان / ہوا استنا پور سے وہ روان

شگوفہ اول

مراتب سے جو کچھ کہ خیرات کے / ادا ہر جگہ پہ بخوبی ہوئے
ملا شہر نیل الدجیج بادشاہ / جو بربیر تھا اسکا نور نگاہ

گلستان میں آیا تھا گلگشت کو / کھلا گل وہاں جو وہ قصہ سنو
مدن منجری اسکی زوجہ کا نام / پسند آیا وہ شہسپ تیز گام

وہ سمجھی کہ یہ مال ہے باپ کا / خوشی سے اسے گھر میں پہنچا دیا
پڑا تھا جو لوح جبین پر رقم / ہوا حال معلوم سب یکقلم

نہ تھی اوہ انجام کی کچھ خبر / وہ عورت بھی راہی ہوئی اپنے گھر
یہ بربیر تھا طالب کارزار / بس ارجن کے آنیکا تھا انتظار

لڑائی کا سامان تیار تھا / شجاعت سے جو پائے پیکار تھا
وہ آراستہ خوب جرار فوج / کہ بے آبرو جیسے دریا کی موج

رقم کیا قلم سے ہو انکا شمار / ستاروں سے افزوں پیادہ سوار
مقابل ہوا ارجن پیلتن / لڑائی کی آتش ہوئی شعلہ زن

میانوں سے تیغیں ہلالی چمکتیں / شفق گون نظر آیا سب زمین
چمکنے لگا خنجر آبدار / رواں ہر طرف خون کی آبشار

خدنگوں سے سینے کیے چور چور / اجل خوف سے جان کے دور دور
پڑا جب کہ نیزہ ہوا دل کے پار / ہوئے چار آئینے صدمے سے چار

بیان کیا کروں گرز کی ضرب کا / تپا خود و بکتر زرہ کا نہ تھا
لڑائی کی جسوقت پہونچی خبر / پسر کی حمایت کو آیا پدر

جو بربیر کی اک بہن خوب تھی / رقم ہو کہ آتش سے منسوب تھی
وہ آتش ہوئی فوج میں شعلہ زن / ہزاروں جلے مردم پیلتن

لگائے جو ارجن نے پانی کے تیر / تو پیدا ہوا ایک ابر مطیر
وہ آتش نہ ہرگز ہوئی آہ سرد / کیا آگ نے اسکے پانی کو گرد

جو ارجن ہوا دل میں حیران کار / ثنا خوان آتش بنا ایکبار
کہا شفقت ہی تیرے لیے / نہو برق اسطرح تیرے لیے

ترحم کی لازم ہے اس دم نظر / پانی پڑے میرے امید پر
تری آنچ کی تاب نہیں لکو تاب / طبیعت کو پیدا ہی اک اضطراب

جو آتش سے ارجن نے کی التجا / اسی وقت جلنے سے لشکر بچا
اس آتش نے جسدم کنارہ کیا / پریشان خاطر ہوا بادشاہ

وہ سمجھا کہ ارجن شہ بنگالہ راج — سوا صلح کے کچھ نہ پایا علاج
وہ جو الاجو سمجھا یہ شاہ تھی — پھری تھی جو قسمت تو گمراہ تھی
وہ باندھے ہوئے جنگ پر تھی کمر — نہ راضی ہوئی حیف اس صلح پر
رلی چار ناچار میدان گرم — زمین سخت نعلوں سے گھوڑوں کے نرم
ہوا قتل اس شہ کا لشکر تمام — قضا کا تھا میدان میں اہتمام
یہ آیا نظر شہ کو انجام کار — عدو سے ہوا صلح کا خواستگار
غضبناک تھی جو زن بادشاہ — روانہ ہوئی وہ بحال تباہ
کہا جا کے بھائی سے اے نیکنام — کیا سارے لشکر کا ارجن نے کام
وہ تھی دست دشمن کی ہرگز اسیر — ہوئے قتل شوہر کے خویش و عزیز
اگر ہو سکے تو مری داد دے — عوض خون کا حل کر ارجن سے لے
وہ اہلاک تھا اسکی بھائی کا نام — بہت سے کیے اپنی اسنے کلام
مجھے جنگ ارجن کا یارا نہیں — گزرنا اس سے ہرگز گوارا نہیں
کیا تو نے شوہر کا برباد گھر — مری خاندان پر سے اسد قم نظر
جہاں دل میں آئے وہاں جائیے — یہاں سے اب آپ [illegible]
یہاں سے بھی جب الا پھر [illegible] — وہ غم سے دلہن کہ چہرہ سفید
جو آوارہ ہر سمت پھرنے لگی — بلاؤں کے لشکر میں گھرنے لگی
بیابان و دریا تھا زیر قدم — عداوت ترقی پہ تھی دمبدم
ہوا اسکا گنگا پہ اک دن گذر — چھپے تا گلے پاؤں پانی میں تر
کنارہ کیا یوں ہوئی تر زبان — گنہگار ناحق ہوئی میں یہاں
سنا جبکہ گنگا نے تازہ سخن — ہوئی صاف عورت سے یوں نغمہ زن
گنہگار ہونے کا باعث ہو کیا — جواب اسطرح زن نے اسکو دیا
جو بھیکم پتامہ تھا تیرا پسر — کیا ملک ہستی سے اسنے سفر
اسے تیر ارجن نے کشتہ کیا — بدن سارا زخموں نے خستہ کیا
نہ جسکے تیغ جہان میں ثمر — وہ زن بید کی رو ہوئی پاک تر
سنا جبکہ گنگا نے زن کا کلام — چلی صاف تیغ زبان بے نیام
لگے ایسا ارجن پہ زخم خدنگ — کہ آرجا ہے لشکر کے چہرہ کا رنگ
تن زار شش ماہ بیجان رہے — غم و رنج کا ایک سامان ہے
وہ عورت تھی گویا عداوت کا گھر — یہی فکر تھی اسکو شام و سحر
کہ ارجن رہے تیر قضا میں رواں — مٹے لوح ہستی سے نام و نشان
اسی آگ میں جل بجھی خاک تھی — شب و روز اسباب کی تاک تھی
وہ آتش ہوئی شعلہ زن ایک روز — عداوت میں ارجن کی جو سینہ سوز
گری آگ میں شوق سے جل گئی — وہ پروانگی کے مانند جب گل گئی
دکھایا یہ جلنے نے عورت کو رنگ — نکل آئی آتش سے شکل خدنگ
کیا ترکش پور ارجن میں گھر — کہ اس تھان کی ہے آگے خبر
ہوا اسپ اس شہر سے جب روان — عقب اسکے تھا ارجن نوجوان

شگوفۂ دوم در بیان چھپیدن اسپ در سنگ

ہوا پدرت کوہ پہ جب گذر — ملا اسپ نے جسم کو سنگ پر
نمایاں ہوئی تازہ شان خدا — نہ ہرگز ہوا سنگ سے وہ جدا
ہیبت دلمیں حیران ارجن ہوا — کوئی سحر و افسون نہ اس سے چلا
وہاں ایک عابد تھا صحرا نشین — گیا اسکے نزدیک با دل حزین
اور کا ہوا اس سے یہ خواستگار — تو راز نہان یوں ہوا آشکار
یہ عابد کی زوجہ ہے پتھر نہیں — یہ جاندار ہے سنگ مرمر نہیں
وہ کینے پہ عابد کے چلتی نہ تھی — طبیعت اسی وجہ سے تھی پھری
دعا سے زبون نے دکھایا یہ رنگ — بنایا ہے انسان سے خالق نے سنگ
نجات اسکی اس صورت سنگ سے — فقط آپ کے ہاتھ ملنے پہ ہے
ملا ہاتھ ارجن نے جو سنگ پہ — خدا ساز آئی وہ عورت [illegible]

چسپیدہ ہونا سیام کرن اسپ کا پتھر مین

ہوا دور ارجن کا رنج و محن
چھپا جس گھڑی سنگ سے راہوار
سنا اسنے جسوقت حال سمند
کیا اپنے قبضے مین وہ راہوار
جدا ہر برادر لگے بے حساب
شمار انکے فیلون کا لکھے قلم
ارابہ سواران عالی وقار
پیادے جو تھے ساتھ ہمر کمک
سوا اسکے اس شہ کا تھا حکم تیز
سنا تھا فرزند اس شاہ کا
پسر نے بھرا اسکا جام مراد
جو صحبت سے اسکی یہ فارغ ہوا
ہوئی آگ غصے کی شعلہ فگن

شگوفہ سوم در بیان رسیدن اسپ بشہر ہنس الدہج

روانہ ہوا شکل باد بہار
عقب اسکے ہر ارجن ہوشمند
ہوا جنگ کے واسطے خود سوار
کہ ہفتاد سردار تھے ہمرکاب
ہزار اسپہ ستر کی افزون رقم
برابر تھا فیلون سے انکا شمار
شمار انکی تعداد کا ہشت لک
لڑائی سے جس شخص نے کی گریز
تہیہ لڑائی مین چلنے کا تھا
یہ سمجھا کہ پیدا کریگا فساد
سنا دھو کے میدان کیجانب چلا
وہ آتش کہ پھکنے لگا تن بدن

ملی اور اقلیم مابین راہ
قدمبوسی کشن کا تھا خیال
برادر تھے اس شاہ کے دس جری
سنو حال ہر ایک سردار کا
ہر اک فیل انمین سے سرمست تھا
نبرد آزما لاکھ اسوار تھے
جوان انمین ہر ایک تھا نیکنام
کسی کی سنین گے نہ فریاد گوش
ہوئی حیض سے اسکی عورت جو پاک
ہوئی اسکو خلوت مین تھوڑی دیر تنگ
لیا شہ نے جب فوج کا جائزا
دیا حکم جلدی سے لاؤ اسے

روانہ ہوئی قرب شوہر وہ زن
وہان کا تھا ہنس الدہج اک شاہ
پھر آئی طبیعت ہوا دل نہال
شجاعت سے تھا دعوی ہمسری
کہ تھا سب کے ہمراہ سامان جنگ
بلندی مین کوہ گران پست تھا
کہین برق سے تیز رفتار تھے
رہا عمر بھر ایک عورت کا کام
اٹھے یگ مین تیل کے دونگا جوش
کیا شوق صحبت نے سینہ کو چاک
کہ شہوت کا تھا گرم میدان جنگ
تو فرزند اس شہ کا حاضر نہ تھا
ابھی شکل میدان دکھاؤ اسے

نہ مانے حکم ناطق کو مانا نہیں — وہ گیسو کے مانند الجھا نہیں
کرے عذر جو کچھ وہ بیجا ہے — سزا دوں سزا کا سزاوار ہے

سنا چاکروں نے جو یہ حکم شاہ — گرفتار کرنے چلے روسیاہ
ملا راہ میں ناگہاں وہ دلیر — کہ آتا تھا میدان میں مانند شیر

جو محکوم تھے درپے جستجو — بنے مفت میں دشمن آبرو
گرفتار مجرم کی صورت کیا — شہ ہنسدھج کو جو لا کے دیا

توقف کا پوچھا ولا در حال — کہا کچھ اشارے سے تھا انفعال
ادب نے مفصل نہ کہنے دیا — نہ کھل کے کہا پردہ رہنے دیا

دکھاتا ہے وہ اپنی قدرت کا کھیل — کہ اک گہ میں جوش کھاتا تھا تیل
اٹھا کر تب اسکو دیا اس میں ڈال — نہ میلا ہوا جسم کا ایک بال

زباں پر ولادر یہ نام خدا — کہیں برف سے سرد وہ بن بنا
مقرر جو تھے اس جگہ برہمن — انھوں نے کہا شاہ سے یہ سخن

ابھی جوش پر تیل آیا نہیں — اسی وجہ اسنے جلایا نہیں
نہ جلنے کا اسکے یہی ہے سبب — ہوئے مستعد امتحان پر وہ سب

وہ جلدی سے لے آئے اک ناریل — خدا نے کیا انکو کیسا ذلیل
وہ دونوں میں پڑتے دو پارہ ہوا — یہ حکم قضا کا اشارہ ہوا

لگے اس سے مجروح وہ برہمن — کھلا اور لوگوں پہ تب یہ سخن
کہ بیشک یہ فرزند ہے بے قصور — کدورت ہوئی دل سے راجہ کے دور

جو میدان میں آیا وہ شیر ژیاں — قضا نے کہا الاماں الاماں
وہ لڑکا ہوا مستعد جنگ پہ — لیا تیغ ارجن کا سینہ سپر

خدنگوں کا باران برسنے لگا — بنا ابر نیساں برسنے لگا
وہاں تھی جو سفاکیوں پر اجل — انھوں سے گئیں صاف وہیں نکل

جدھر دھر لیا اسنے تلوار پر — گرے ایک دو پر تو دو چار پر
سپر نے کرن کے دکھائے ہنر — سپر کر دیا صاف سینہ جگر

گرایا مگر زخم نے تن کے — ہوئے راستے بند سب کے
ہوا پدمسن کا بھی احوال غیر — میسر ہوئی صاف غفلت کی سیر

ہوا کرت پرنا پہ بھی وقت تنگ   نہ باقی رہا دل کو یارائے جنگ
کوئی کام آیا نہ جنگی ہنر   زمین پہ گرا جبکے وہ بے خبر
ارابے سے وہ بھی گرا سر کے بل   گئے قوت و زور کے بل نکل
وہیں آ گیا وحشت لشکر کا دل   کوئی شرمگیں اور کوئی خجل
کسی سے نہ کچھ بھی وہان بن پڑا   کہ تھا اس دلاور کا لوہا کڑا
جو اس نوجوان نے سنا یہ کلام   کہا کیا شجاعت کا لیتا ہے نام
بنا آپکے صدقے سے وہ نامدار   عجب کیا جو تجھسے ہوا آشکار
شجاعت تری سکھلاتا ہوں میں   ہنر کا تماشا دکھاتا ہوں میں
وہ میدان نیچا دکھاؤں تجھے   کہیں آفریں دیوتا سب تجھے
یہ کہکر سپاہی پہ لگائے خدنگ   ہوئی رن میں ارجن سے آغاز جنگ
کیا آپنے ارجن پہ جو وقت تنگ   اُڑا شکل سیماب چہرے کا رنگ
جھکی تھی قضا طائر جان پر   کوئی اور چارہ نہ آیا نظر
اسی وقت پہونچے مدد کو وہان   تصور سے گویا ہوئے وہ عیان
جو ارجن نے دیکھا سری کشن کو   کہا ایسا ہی چاہیے کیوں نہ ہو
یہ کہکر پھر ارجن سے بولا جوان   بھلا بچکے جاتا ہے مجھسے کہان
کرونگا قیامت بپا ان وہ بپا   تماشے کو آئینگے سب دیوتا
وہیں تیر و ان سے لیے تین تیر   کہا ہنس کے خاموش ہو اے شریر
پسر نے بھی یہ عہد و پیمان کیا   تجھے ناوکون کو بفضل خدا
سری کشن نے جب سنے یہ کلام   یہ فرمایا ارجن سے اے نیکنام
وہ بیشک ہے اسکا ثانی نہیں   یہ تحقیق ہے لن ترانی نہیں
یہ ہوتا ہے ضبط آدمی سے کہیں   کہ ہم تم سے یہ کام ہوتا نہیں
قلم لکھے دونون کا احوال جنگ   جو ارجن نے رکھا کمان پر خدنگ
کمان سے وہ ناوک روانہ کیا   مقابل کو جسدم نشانہ کیا

ہوا ایسا آکر مقابل ہوا   پڑے تیر ایسے کہ بیدل ہوا
قلم کیا کرے حال سا تک بیان   جو تھیں یاد بھولیں وہ چالاکیان
پسر نے کیا گرم میدان سرد   ہر اک پہلوان کا ہوا رنگ زرد
کسی کو نہ آئی لڑائی کی تاب   ہر اک شخص تھا صورت اضطراب
جو ارجن نے دیکھیں یہ چالاکیان   شجاعت کا اپنی ہوا سخت خوان
سری کشن تیرے سہایان تھے   سدا ساتھ رہتے وہ نگہبان تھے
وہ ہمراہ تیرے نہیں ہیں جو آج   سر جنگ کرتا ہوں تیرا علاج
رکو کون سی تدبیر لڑنے کے بل   کہ تھی آتش عشق کر گئی زبان جل
جو تیر انگنی پہ ہے تجھکو غرور   کرونگا تجھے سر سے وہ آج دور
ہوئی دونوں میں جب سے وہ ضرب حرب   کہ روکون جال تھا زخموں سے کرب
ہنر تھے جو کچھ یاد بھولے وہان   پڑے ہاتھ نقلی وہ تیر و کمان
سری کشن جی کو کیا دل سے یاد   نہایت انھیں اس سے تھا اعتماد
ہوئے کشن ارجن سے جسدم دوچار   کہا جان سے اپنے ہوا یہ نثار
جہان میں نہیں تم سا بندہ نواز   کہ کس طرح واسطگون کو ہو ناز
چڑھیگا میدان میں وہ رنگ جنگ   کہ ہوگی تری عقل کی عقل دنگ
سنے جبکہ ارجن نے حرف گزاف   غضب آ گیا اسکے چہرے پہ صاف
خطا جو دم رزم یہ تیر کھائیں   تو آبا و اجداد دوزخ میں جائیں
نہ کاٹون جو تیرو تن میں اس گھڑی   تو دوزخ کی جھیلوں مصیبت کڑی
پڑا تیری عقل و خرد میں خلل   جو کھائی قسم تو نے یون بے محل
وہ مرد ایک عورت کا ہو آشنا   کسی دوسری پر نہ راغب ہوا
وہان جمع تھے اندر اور دیوتا   تماشے کو آئے بڑے سب ہوا
گوبردھن اٹھانیکا تھا جو ثواب   دیا تیر کو کشن جی نے شتاب
نہایت تھا چالاک وہ نوجوان   ہنرمند زور آزما پہلوان

تو غافل رہا اپنی تدبیر سے
گرایا اسے کاٹ کر تیر سے

سنو حال بھر چشمش کشن کا
جو ارجن نے ناوک لیا دوسرا

تو کاٹون اگر تیر سے تیر کو
یہ سوگند ہے وہ گنہ مجھپہ ہو

خدنگ سنا ناوک سے ٹکڑے کیا
زمین پہ گرا پارہ پارہ ہوا

مدد کشن کو تھی جو بد نظر سے
کیا نصب بڑھا کو سوفار پہ

یہ تدبیر مضبوط جب کر چکے
زبان مبارک سے گویا ہوئے

دیا تیر کو مین نے وہ بھی ثواب
پسر نے دیا سنکے تازہ جواب

اسے سنکے ارجن نے کھائی قسم
کرون تیر سے تیر کو دو قلم

پسر تھا حقیقت مین عالی نژاد
اسی وقت کی یہ قسم اسنے یاد

عذاب اسکا گردن پہ میری رہے
جو ناوک کو ناوک سے ٹکڑے کرے

گیا ایک ٹکڑا سوے آسمان
زمین پر گرا ایک ٹکڑا یہان

جو دونون کے پیمان پورے ہوئے
دلون کے سب ارمان پورے ہوئے

اٹھایا سرکیشن نے جب وہ سپر
ہوئی اس سے پیدا ضیا سے قمر

جو دیکھا یہ حیرت فزا ماجرا
ہوئے سخت حیران سب باپوتا

زمین نے جو بخشی دیا وہ ثواب
پسر نے کہا کشن سے یہ جواب

جو ہو قربت زدن سے استادگی
یہ کہکر کمان کو جو دی چاشنی

جو ارجن سے کھائی گو دونون نے ال
لیا تیشہ سے تیر کو ایکبار

قضا کو ملا اسکے واسطے مین گھر
مسلط ہوئے آپ پیکان پر

سمجھے جو کرتار مین یہ ام سکے
پدر کی اطاعت سے تر سینے ملے

اب ارجن سے اسوقت ارشاد ہو
کر تازہ کرے مجھسے پھر عہد کو

جو راہ عدم کا نمون رہنمون
تو گردن پہ سر دیوتا کا ہو خون

جو وصف جماد یو سنسد چھپا ہے
بنارس مین جا کر تو گنگا نہاے

کمان سے ہوا تیر ارجن رہا
دلاور نے اسکو دو پارہ کیا

کہ ناگاہ وہ آسمانی بلا
گری سر ہوا نوجوان کا جدا

ڈھلکتا ہوا شکل غلطان گہر
سرکیشن کے پاس آیا وہ سر

در آئی در یمن سرکیشن کے
جو [illegible] سر پہ قلم دو لکھے

اٹھا لینا سر سعنو کا سرکیشن کا ہاتھ مین اور پیدا ہونا روشنی کا اس سے اور در آنا دامن مبارک سرکیشن مین

مقابل سے لشکر مین پھینکا وہ سر
وہ چھٹنے لگا شمع ساں ارد گرد
ہر اک چشم پر جوش آئی نثار
دلاور کا تھا سر یہ بھائی بڑا
دم تیغ مارا گیا نوجوان
کہا ششدنے مین غم سے دیتا نہین
سرکیشن نے سر جو پھینکا میان
سرکیشن سے وہ سر نوجوان
بیان اب کرون حال اس شیر دلیر
جو تھا پسر دشمن وہ جویاے جنگ
کہا اسکو ارجن سے تھی جستجو
کیے حملہ ہم خون مین پیر رہ ان
صفت تیر ارجن کی کیا ہو رقم
وہ بیرق پہ ارجن کے تھو جلوہ گر
رہا کر دیا کشن نے قید سے
کیا کچھ نہ احسان کا دل مین پاس
زبان پیہ یہ لایا کرای پہلوان
کہ یا ہستناپور کی سمت جا
کہا اسکی لوگون سے ارجن نے تب
خلاصہ وہ لشکر مین جب آ گھس گیا
جو چالاک تھا ارجن نامدار
لیا دست چپ مین جو گرز گران
شجاعت کا اسکی ہو کس سے شمار

ہوئی فوج دہشت سے زیر و زبر
گریبان وہ دامن کیا تار تار
شرر رشک خونابۂ آبدار
لڑائی مین بے شبہہ ادھم کرا
ملیگا تماشے کو باغ جنان
پسر پر مین یہ جان کھوتا نہین
قصہ اسکا تو نہین کچھ عیان
روانہ کیا جانب آسمان
وہ تھا گونجتا ہر طرف مثل شیر
نظر آیا میدان مین مقتل کا رنگ
تجسس تھا میدان مین چار سو
مقابل ہوا ارجن نوجوان
ارابہ عدو کا ہوا جب قلم
بڑھائی دم اپنی ہان اسقدر
چھٹا صید شاہین کی صید سے
گیا تیر سان جلد ارجن کے پاس
تباہ اس ارابے کو پھینکون کہان
بیابان کا پایا تماشا دکھاے
امان جی اسے مین نے لیجاو اب
گئی بیہشی کچھ افاقہ ہوا
کیا کار تازہ دم کارزار
مٹایا ہزارون کا نام و نشان
کیے چور اسنے ارابے ہزار

شہنشاہ ہنس الدھج نامدار
جو دامن تھا آپے گریبان کے چاک
وہ آنکھین تھیں جھرنا اشک تھین *
کہا بادشاہ سے کہ میرے پدر
عوض اپنے بھائی کا لیتا ہون مین
سر اپنا اس غم سے ہر چاک چاک
اٹھا کر زمین سے شہنشہ نے سر
وہ ہر سکی نظر سے پنہان ہوا
شجاعت مین یکتا تھا یہ بے نظیر
دو دونون دست و گریبان ہوئے
جو دس تھا موج ان بحر موج
ہوئین الغرض ناوک اندازیان
وہ کود از مین پہ کہا الامان
کہ اس نوجوان کو کیا اسمین جبر
مقید کو جب دم رہائی ملی
ارابہ لیا ہاتھ مین شکل گل
اشارہ ہو پھینکون سر کوہ پہ
کرنا لگا ارجن نے مارا جو تیر
جو خنجر کو سینے پہ اسکے دھرون
قضا اسکو پھر لائی میدان مین
ہوا دست راست اسکا تن سے جدا
کرون پہلوانون کا مین کیا شمار
پھر ارجن نے اسپر جو مارا خدنگ

ہوا اس غم نو سے سینہ فگار
ملے چاک سے خوشنما ان کے چاک
بنی چادر آب ہر آستین
نشانہ نہ اشکون کے غم سے گہر
جواب اسکا ارجن کہ وہ تیار ہو نہین
اڑاتا ہون اب تیغ سے سر پہ خاک
دھرا جا کے جو زانو سر کشن پر
چھپا اسطرح طائر جان ہوا
بہت خوب معلوم تھے علم تیر
گل زخم کی چاک دامان ہوئے
در آیا یہ مانند شمشیر موج
ہدف تیر حیرت کا تھا آسمان
نچھوڑی ہنومان نے اسکی جان
جو لایا وہ پیش سرکیشن چیز
قضا نے یہ پردہ اٹھا کے اسکو دی
یہ چاہا کرے شمع دشمن کو گل
کہ دریا مین ڈالون بشکل گہر
ہوا صاف بیہوش یہ بے نظیر
شجاعت کا ہرگز نہ پھر دم بھرون
کیا قتل لاکھون کو اک آن مین
اگر وہ دلاور جوانمرد تھا
کیے قتل میدان مین تھی ہزار
اڑا دو شمن سے دست چپ مثل جنگ

سوا عورتوں کے تھا ایک مرد | کرے کس طرح اُس سے کوئی نبرد
وہان بادشہ تھی جو پرمیلا نام | وہ کرتی تھی اقلیم کا انتظام

کیا اپنے تابع تیں اس اسپ کو | کہا فوج سے جلد تیار رہو
ہوئی جنگ کو فیل پر خود سوار | شجاعت و دلیری پہ اسکی نثار

چلی لے کے میدان جو وہ مرد نار | سوار اسکے ہمراہ تھے ہشیار
ادھر عورتین تھیں نہ تھا کوئی مرد | ادھر پہلوانوں کے چہرے تھے زرد

جو ارجن سے آکر ہوئی روبرو | زبان پر تھی پہلے یہی گفتگو
دم تیغ مرنا ہے بے فائدہ | مزا اپنے پیالہ چلے وصل کا

کہ حاصل ہو کچھ لذت زندگی | اسی بات میں خیر ہے جان کی
دیا اسکو ارجن نے ایسا جواب | کہ بشنیک ہے تو غیرت آفتاب

لگے منہ ہوا ہے سخن گوش زد | دکھاتی ہے صحبت تری روز بد
ارے تو تیرے نزدیک ہے جو جوان | وہ چھپیس دن کا ہوا ہے جوان

سوا اسکے چلتی نہیں زندگی | بھلا مجھکو وہ بھر ہے کیا زندگی
کہے آ کے ارجن سے پھر یہ کلام | کہ آخر کو تیرا کرے گی میں کام

مگر ایک ہو آسمان و زمین | مرے ہاتھ سے جان بچتی نہیں
ترے سر پہ اسدم چڑھی ہے قضا | چکھاتی ہوں اسکا ابھی مزا

بنی اب ہے اس گھڑی جان پر | خوشی میں کئی روز ہونگے بسر
وہ ارجن نہایت ہی چالاک تھا | لڑائی میں سب طرح بیباک تھا

وہ سمجھا کہ اب وقت ہے جان پہ | مگر تیر کا کچھ دکھاؤں ہنر
سمجھ کر یہ دل میں لگائے خدنگ | سماں بندھ گیا جنگ کا وقت تنگ

فن تیر میں وہ بھی تھی بے نظیر | شکستہ کیا اسکا ہر ایک تیر
نہ پہونچا قریب اسکے کوئی خدنگ | ہوئی عقل ارجن کی اکبار دنگ

کہ ناگاہ آئی اک آواز غیب | کھلا اسپہ یون پردۂ راز غیب
اسے عہد و عقد سے ہوے فریب | دکھائیگی ورنہ فراز و نشیب

کریگی یہ انتوں کو کلشا ضرور | کہ ہو زندگی تیری اسکے حضور
سنا جب یہ اُس نوجوان نے یہ صدا | کہا میں فدا تجھپہ اے مہ لقا

مجھے تیری صحبت سے کیا ہے گریز | نہیں مجھکو منظور ہرگز ستیز
مگر جگ کے جو قربانی ایام میں | تعلق ہے اسکے سب کام میں

میں کہتا ہوں یہ عہد بعد فراغ | اٹھا دونگا دل سے یہ فرقت کا داغ
ہر استناپور میں ہے مکان | خوشی سے تشریف لانا وہاں

وہ سمجھی کہ ہوگا یہ مطلب حصول | کیا عہد ارجن کو دے کے قبول
دیا لا کے ارجن کو وہ راہوار | ہوئی صاف تو فوج سب کا روار

اٹھائے وہاں سے جو اُسنے قدم | ہزاروں فدا اُسکے قدموں پہ دم

شگوفۂ ششم در بیان سیدن اسپ شپہر دیوان

ولایت میں دیوون کی پہونچا سمند | وہان سے بھی اجہ کو آیا پسند
طلسمات کا کارخانہ وہان | عجب رنگ کا نخل ہر بوستان

جو وہ نخل پھلتے تھے وقت سحر | تو ہوتا تھا پیدا ہر اک جانور
بیان کس سے ہو شان رب جلیل | بشر کی جگہ آدمی اسپ و فیل

اسی طرح کے تھے طلسمات سب | قلم لکھے احوال دیوون کا اب
جو دیوون کا فرمانروا تھا وہان | عداوت تھی ارجن سے دل میں نہان

کہ مارا تھا اک دیو کو بھیم نے | عدو جان کا تھا یہ اسوقت سے
اس اقلیم میں تھا جو دیوون کا شور | پئے جنگ کو جمع سب کر [illegible]

لڑائی کا میدان پایا قرار | مقابل ہوا ارجن نامدار
ادھر لشکر دیو کا تھا ہجوم | ادھر فوج ارجن کی میدان میں دھوم

سر کوہ سے دیو نے کی نظر | پڑی ناگمان مشکل ہنومنت پر
کہا کچھ چلیگا نہ اس سے فسون | کیا اسنے لشکر میں دیوون کا خون

ہر دن [illegible] میں بیان
ہوئے [illegible] جانب صف آرا [illegible]
ہوا رن کے میدان میں آغاز جنگ
کھیا تھا دونوں طرف ساز جنگ

صفت جنگ کی ایک [illegible]
[illegible]
وہ جو آلہ چلنے تھی تھی خدنگ
وہ شمع عداوت شکل پتنگ

[illegible]
[illegible] ارجن کا افسوس کام
جدا سر ہوا جسم مجروح سے
قفس تھا تہی طائر روح سے

[illegible] میدان کیا
کہ بیس الف [illegible] اس وقت کشتہ ہوا
ہوئے جو کہ کیت و نیسال قتل
ہوئی اور بھی فوج پامال قتل

دلاور جو ارجن کے ہمراہ تھے
عدم کو یہ ان سب سر راہ سے
بنی تھی جو انون کی وہ جان پر
تھی ایک کی دوسرے کو خبر

رہا پردمن کام آیا دلاورت
گرا خاک پر زخم کھایا دلاورت
ہوئے رائگان سب کے جنگی ہنر
سر اک پہلوان کی بنی جان پر

ہزاروں جو باقی تھے کشتہ ہوئے
[illegible] زخموں سے خستہ ہوئے
زمین سے ہوا بحر خون موج زن
ملا خاک و خون میں ہر اک پیلتن

نکلنے ہر بدن پر وہ زخموں کے لہر
گلستان کی میدان میں تھی بہار
کیا مختصر طول مضمون کو
کہو حاصل مطلب اب سے سنو

جدا ہوتا سر ارجن کا ببر باہن فرزند کے ہاتھ سے

ہوا عمر بنہایت حال سپاہ
ہر [illegible] پر اسان بحال تباہ
پڑا الغرض عجب اک ہر فوج پہ
بجے فوج کے شادیانے ادھر

ظفر یاب آیا پسر اپنے گھر
پدر [illegible] سے اور [illegible] نظر
[illegible] دیکھا کہ ہے عالم بہشتی
وہ تھم جب [illegible] پہونچا تو آیا تھا جی

ہوا بکچہ [illegible] وہ ہوئی ہوشیار
طبیعت تھی پہلی سے بھی بیقرار
[illegible] لگی ابر نیسان کی طرح
برستی تھی مژگان باران کی طرح

پسر سے کہا اے شجاعت شعار
کیا باپ پر یہ کیا خوب وار
[illegible] الم اپنی مان کو دیا
بلا شبہہ کار نمایان کیا

مناسب یہی تھا سعادت یہ تھی
بہم آغوش بیٹے شوہر ہی سے کیا
پدر کو کیا خوش مجھ سی مان بھی شاد
طبیعت مین کیا کیا کدورت تھی
وہ بولی جواہر جو باسک کے پاس
تو زندہ ہو وہ ارجن نیک اساس
یہ باسک سے لینے جواہر گیا
جواہر نہ باسک کو دینے دیا
کہا مین مٹاؤنگا سانپونکا راج
دلاور تھا قعر زمین مین گیا
ہوا پیش راجہ جب فتحیاب
کہ تھا دھرتسٹا ایک سانپونمین نیب
کہا اپنے بیٹون سے اس سانپ نے
ببرباہن اس غم مین تن ہے نزار
ظفریاب آیا جو وہ نوجوان
الوپی وہ چترانگدا ان
ریاست کا سامان مہیا وہان
سرکشن سے تیج ہوتے کہان
اس انداز کا پر ہوا انجام نیک
زن و مرد تھے اور ہمراہ چار
ببرلاش یہ تھی جو وہ نوحہ گر
چھوٹے کنتی سے یہ دیو کی
گرا پہلے قدمون پہ وہ کشن کے

ادا کی جو تو نے مروت یہ تھی
جوانی مین یہ داغ تازہ دیا
نہ بھولیگی پھر عمر بھر غم کی یاد
کوئی چارہ سازی کی صورت نہ تھی
پھر آگے مین ہین فائدے بقیاس
سوا اسکے جی اٹھے لشکر تمام
وہ بیٹے کو بھی تب سے راضی ہوا
وہان سے جو ناکام الٹا پھرا
مدد کی نہین تب مجھے احتیاج
پڑی تھی جو سانپون کے سر پہ بلا
جواہر کو لیکر پھر آیا شتاب
وہ غصہ کرا تھا بدن اسکا کانپ
ملے اس گھڑی قت کو ہاتھ سے
جواہر کو حسرت سے دیکھا کرے
سر اپنا نہ ملا نہین پایا نشان
ہوئین مجھ سے شوہر کے گریہ کنان
کہ آہونکا پہونچا فلک تک دھوان
کہ یہ خواب دیکھا ہے شب کو مرا
مین جاتا ہون تجھی ہے تدبیر ایک
قلم پھر کریگا یہ اسم آشکار
یہ دی بھیم جانون نے انکو خبر
چہارم بتائی نشان بھیم کی
کیا جلد آگاہ اس حال سے

اسی کو جو پیدا کیا تھا تجھے
کیا مان پہ کیا خوب احسان آج
یہ سنکر وہ فرزند حیران ہوا
الوپی تھا اک دخت باسک کا نام
اسے آپ جیوان پہونچا نہین
یہان ایک فنی بھی تھا تیز گام
مگر اور جو سانپ تھے نامدار
یہ سنکر وہ فرزند عالی تبار
جواہر کیا اسنے مجھسے دریغ
بہت غرق بحر فنا مین ہوئے
وہ باسک بھی فنی کے ہمراہ تھا
جواہر کے ملنے سے ہوا دلمین خار
اگر سر بکٹ گیا ارجن کا سر
خلاصہ وہ سمجھے سبھکم پدر
گرا لاش ارجن پہ بیہوش وہ
سگرش یہ سر پر بپا تھا شور
قلم حال کنتی کا لکھے شتاب
یہ احوال تھا انپہ سب آشکار
یہ کہکر ہوئے وہ گرڑ پر سوار
جو پہونچے وہان تک اک آن مین
کہ کیشن جی رونق افروز ہین
وہ فرزند ارجن تھا جو بھیم جان
کہا مین گنہگار ہون سر بسر

کہ شکل تب بھی غم دکھانے تجھے
نکالا جو تھا دلمین ارمان آج
وہ بالون کی صورت پریشان ہوا
اسی گھر مین کہتا تھا اپنا مقام
جو آجاے وہ ہاتھ اسدم کہین
کہ مشہور تھا پنڈریک اسکا نام
تو سمجھے وہ آغاز و انجام کار
ہوا جنگ کے واسطے خود سوار
چلاؤنگا سانپون کو مین آپ تیغ
بہت زخم کاری کو کھا کر موئے
سنو اور تھا تب زندہ اک سانپ تھا
کہ نافع تھا باسک سے وہ بار بار
چرالا جو میدان سے بے خوف تر
چرا لیگئے صاحب دنیون کے سر
وہ غم جس سے تھا خود فراموش وہ
سرون کو چرا لیگیا کوئی چور
اسی شب کو دیکھا پریشان خواب
کہا سچ نہ دیکھا ہے جو حال زار
ہوا پردان مثل باد بہار
ملی لاش ارجن کی میدان مین
مددگار ارجن ہین جلسوز ہین
ہوا انکے دیدار سے شادمان
جدا کیسے جگر سے آج سر

جلی لاش شوہر کے ہمراہ زن
پسر ایک تھا سرو رشک چمن

پڑا بادشاہت میں جب تفرقا
ہوئی شہر سے دایہ لیکر جدا

گدائی سے ہوتے تھے وہ دن بسر
وہ دایہ تھی اور شیرخوارہ پسر

قضا کار دایہ کو آئی اجل
پڑا پرورش میں پسر کی خلل

وہ تھا ساتھ لڑکوں کے پھرتا مدام
گلی کوچہ زیر قدم صبح و شام

یہ پھرتا تھا اکدن بشکل فقیر
نکل آیا زیر مکان وزیر

نجومی تھے حاضر وہاں غیب دان
وزیر اُسنے بولا پئے امتحان

نجومی تھے وہ فتنۂ روزگار
کیا انگلیوں پہ اُسی دم شمار

یہ سنکر لگا صاف سینے پہ تیر
پریدہ ہوا رنگ رخ وزیر

بلا کر دیا حکم جلاد کو
کر قتل پر راز افشا نہو

اگر خوش ہوا اسطرف سے مزاج
بہت دونگا انعام میں تجھکو آج

کہا قتل معصوم سے ہے ناروا
مجھے خون ناحق سے کیا فائدا

چھٹی تھی جو انگشت پائے پسر
پڑی اسپہ ناگاہ اُسکی نظر

بتا دشمن جان کو بہتا دیا
جو انعام موعود تھا وہ لیا

نتھا روبرو اُسکے نور نظر
بنایا اُسے اپنا لخت جگر

جو بیکس کا فضل خدا یار تھا
اُس عامل کو حاصل ہوا فائدا

مفصل سنی داستان پسر
یہ ہوا اُسکی خوش طالعی کا ثمر

طبیعت کو اُسکی نہ آیا قرار
دم صبح اکدن ہوا خود سوار

ہوا تر زبان یوں کہ اے جو بناس
بتاؤں تجھے کام آ میرے پاس

پہونچ جائے اُس تک جو نامہ مرا
تو احسان سر پہ ہو بیشک ترا

یہ بیچارہ جو اُسکا محکوم تھا
ولیکن نہ بردست مقسوم تھا

نتھا کارسازی سے اُسکی خبر
ہوا قرب اُس شہر کے جب گذر

وہاں آکے یہ نوجوان سو گیا
گذر وقت دستور کا ہو گیا

عقدہ طے ہوئے عمر میں چار سال
پلا پاس اپنے کے وہ نونہال

جو تھا کوتوال ایک آباد شہر
وہاں پہونچے وہ لوگ تھا دوپہر

مگر تھی دل و جان سے اسپر فدا
سرکتی تھی پہلو سے دم بھر جدا

اُسے ساتواں آٹھواں سال تھا
نگہبان خالق بہر حال تھا

کسیکو اگر رحم کچھ آگیا
تو روٹی کا ٹکڑا کہیں پا گیا

جو تھی اسپہ افضال رب قدیر
پڑی ناگہاں زیر چشم وزیر

کرو حال اس طفل کا تم بیان
مقدر کا لکھا ہو پھر عیان

کہا اس گھڑی بولتی ہے یہ فال
تیرے گھر کا مالک ہو یہ خورد سال

نہایت ہوا دل میں اندیشہ مند
یہ تدبیر اُس وقت آئی پسند

رہے پاس ہر وقت اسباب کا
یہ فتنہ نہ مورد ہو آفات کا

وہ جلاد بیشک خدا ترس تھا
پسر کو بیابان میں لیگیا

بلا شک یہ معصوم ہے بیگنا
چھری اسپہ پھیری نہ [illegible]

کیا اُسکی خنجر سے اپنے جدا
ہوا ہاتھ سے موت کے وہ رہا

خدا اُس پسر کا نگہبان تھا
گذر ایک عامل کا اُس جا ہوا

مقرر ہوا چندرہاس اُسکا نام
نظر پرورش پر تھی ہر صبح و شام

بنا کچھ دنوں میں امیر و کبیر
ہوا اطلاع حال سے وہ وزیر

پڑی دل میں اُسکے عجب کھلبلی
ہوئی غنچۂ دل کو اک بیکلی

گیا گھر میں عامل کے وہ بیقرار
کیے خرچ مکر اور افسون ہزار

مدن نام میرا جو فرزند ہے
شب و روز دل اُس سے خرسند ہے

نتھا اُسکو معلوم انجام کار
رقم کیا ہے اسمیں بخط غبار

قضا کی نشانی وہ فرمان تھا
بنا نامہ بر وہ جوان چھبیلا

بنا غیرت خلد تھا ایک باغ
کرے ور گلگشت سینے کا داغ

وہ گلگشت کو باغ میں آئی تھی
بحکم قضا زندگی لائی تھی

ہوئی بلبلِ حسن سے وہ دوچار
جو نزدیک آئی وہ آشفتہ زار
تو دیکھے یہ تھا مُہر کا جو نشان
وہ نامہ تھا اُس گُل کے بھائی کا نام
یہ یوسف کی تازہ خریدار تھی
پڑھا یا فقط لکھ ہیں اک حرف نہ پا
اُسی حال پر اسکو چھوڑا وہان
مدن کو جو خط اُسنے آکر دیا
جو شادی کی جلد اُس گُل کے ساتھ
وزیر اپنے گھر میں جو داخل ہوا
وہ کہتا تھا دل میں کہ یہ کیا ہوا
کہا ایکدن اُسنے ای چندر ہاس
دمِ صبح تنہا روانہ ہوا
مگر حق تعالے کی وہ شان ہے
خبر اسکو اختر شناسون نے دی
جو تھا چندر ہاس اُس جگہ نامور
تو یہ سلطنت ایسی رونق پذیر
تھی شاہ کو بادشاہی کی چاہ
پڑھی تھی جو سر پہ مدن کے قضا
بنایا خدا نے اُسے شہریار
بنا اسکا شوہر یہی چندر ہاس
وہ پہونچا جو اُس جا سو خود پیر
پہ پہونچی خبر جب ملکوش [illegible]

بناچار الفت سے سینہ فگار
ہوئی شکل پر نوجوان کی نثار
ہوا باپ کا نام اُس سے عیان
پڑھا زہر آلودہ مضمون تمام
دل و جان سے اک عاشقِ زار تھی
جو لکھا تھا لکھ اسکو لکھا کیا
موافق جو تھی گردشِ آسمان
بنا کام مضمون خط نے کیا
غرض لکھ کے لکھا لگی اسکے ہاتھ
پراگندہ کچھ اور بھی دل ہوا
بنا یہ فساد اور پیدا ہوا
کہ دیبی کا مندر ہے بستی کے پاس
نہ کچھ حال تھا اسکا جانا ہوا
فرشتون کی بھی عقل حیران ہے
کرشمہ ہا باقی ہے کل زندگی
عیان سب ہیں اوصاف علم و ہنر
صفاتِ حمیدہ میں ہے بے نظیر
نظر آئی کیا تازہ شانِ الٰہ
غرض اسکے صحرا کی جانب گیا
نگین تاج و تخت شاہی نثار
ملازمانِ جاہ و حشم بھیجیان
لیا کاٹ جلاد نے تیغ سے سر
لگا غم کے سینے پہ اک اور تیر

محبت کا سینے میں جو گُل کھلا
پڑی ناگہان ایک تھیلی نظر
جو تھیلی کا تسمہ کشادہ کیا
رقم یہ عبارت صحیفے میں تھی
یہ قدرت ہے اُس گُل کا لکھا تھا نام
کیا پھر اسی طرح اُس خط کو بند
کوئی دم میں جاگا وہ بیدار بخت
چمکتے جو تھے طالعِ چندر ہاس
خدا نے قضا سے اُسے دی نجات
حقیقت ہوئی اُنپہ جب آشکار
وہ اس فکر میں سخت حیران تھا
پرستش وہان کی ہے رسمِ قدیم
جفا جو کو تھا قتل مدِ نظر
جو بوڑھا تھا اُس شہر کا بادشاہ
وہ رکھتا تھا فرزند سے لیکن ولع
جو راجہ کے تھا وہ پسند مزاج
مدن کو دیا حکم حاضر کرے
مدن کو ملا راہ میں چندر ہاس
ترقی پہ تھا اوجِ اقبال و جاہ
جو اُس بادشہ کے تھی اک ماہرو
گدا کو خدا نے کیا بادشاہ
یہ تھا حکم جو پہلے آئے وہان
مکان عبادت میں آیا دوان

وہ حسن و ادا خاک میں سب ملا
کہ اُس نوجوان کے تھی زیبِ کمر
پتا خط کے مضمون سے یہ دیا
کہ دینا لکھا اپنا مہر کو ابھی
وہ چالاک تھی کیا کیا اُسنے کام
کہا اب نگہبان ہیں گلشن چند
بہر حال تھا جو مددگار بخت
تو شہنی اسکو حائل ہوئی بے قیاس
وہ دیکھ نگیا جام آبِ حیات
بنا بیٹھے بیٹھے یہ اُٹھا غبار
عدو بن گیا طفل کی جان کا
نہ آگاہ تھا مکر سے وہ یتیم
بنی اپنے غم نو سے تھی جان پر
یہ نازل ہوئی سر پہ طرفہ بلا
تھا خانۂ سلطنت میں چراغ
کہا دیجیے جو اُسے تخت و تاج
ابھی تاج زر اُسکے سر پہ دھرے
روانہ کیا جلد راجہ کے پاس
جو یہ چندر ہاس آیا نزدیک شاہ
وہ ملائے ہوئے حسن میں آبرو
مدن کا سنو اب وہ حال تباہ
اُسی پہ ہو تلوار کا امتحان
لبون پہ غم و رنج سے نقد جان

ہوا انکھوں سے دیکھا یہ حال پسر
ہوا لگھٹ کے ٹکڑے الم سے جگر
ہوا پا پسر کی محبت کا جوش
نہ باقی رہا اسکو کچھ عقل و ہوش
یہ احوال سنکر گیا چندر ہاس
گرا دونوں لاشوں پہ وہ بے حواس
نہ دیکھا دل سے ثنا خواں ہوا
کہ جی اٹھیں دونوں یہ خواہاں ہوا
دیا افسردہ نے یہ اسکا جواب
کہ پیدا ہوئے لیکن سر اضطراب
اثر میں ہوئی وہ دعا مستجاب
ہوا صبح زن چشمک یابی آب

کیا غم سے فرزند کے سینہ چاک
اٹھائے لگا سر پٹکنے پہ خاک
گلا کاٹ کر اپنے ہاتھوں موا
پسر پہ پدر بھی تصدق ہوا
جو کچھ دیر میں اسکو آیا شعور
ہوا عالم بیہشی حسرت سے دور
خدا ساز آئی وہاں یہ صدا
پڑی تیر سے کشتہ دشمن پہ تیغ قضا
عداوت سے پہلا نہیں ہے نظر
کہ پہونچا نہیں اسکے ہاتھوں ضرر
خدا ساز اٹھے وہ دونوں ہوئے
وزیر و مدن صاف زندہ ہوئے

زندہ ہونا راجہ کا مع فرزند چندر ہاس کی بدولت

لیا سر پہ احسان داماد کا
مروت کہوں اس میں شک کیا
وہ آباد تھا کشور چندر ہاس
کہ تھا وہ بصفت میں بیش از قیاس
ہوا انکا اس شہر میں جب گذر
شکار افگن اس شاہ کے تھے پسر
گئے شاد گھر اپنے لائے انھیں
ملیدے بنا کر کھلائے انھیں
کرشن ارجن کا پایا نشان
نہایت ہوا دل میں وہ شادمان
ملاقات منظور تھا حرج کار
ملاکش سے آکے وہ شہریار

سنائی جو نارد نے یہ داستان
سر کشن و ارجن نے جب دھیان
قلم لکھے آن اسواروں کا حال
کہ قائل ہو اس داستان کا آل
گئے تھے جو فرزند بہر شکار
نظر آئے رستے میں دریا ہموار
جو مضمون تھے لوح جبیں پر رقم
پڑھے اس شہنشاہ نے یکقلم
مروت کا گھر تھا جو خوش نصیب
یہ سمجھا کہ میں جنگ کے دن قریب
بہت سن رسیدہ تھا وہ شہریار
برس کا تھا میں تین سو کا شمار

ہوا تھا جو یہ دم الدیجئ اسکا پسر
کیا جانشین اسکو سونپا وہ گھر

ہوا آپ بھی ساتھ انکے سوار
حوالے کیئے دونون رہوار

روان پھر ہوئے سب سمت شمال
ملا ایک دریا سنو انکا حال

شگوفۂ یازدہم در بیان پہنچنے سید اسپ کے بدریائے عظیم و ملاقات بگدال

کہ دریائے اخضر سے تھا ہمکنار
سمندر سے تا بہین پہنچے ہزار

درختے جو دریا مین تھے ہر سمت
ہراسان ہوا ارجن ہوشمند

کوئی بیچ آتی تھی تدبیر آہ
پڑی اک جزیرے پہ ناگہ نگاہ

وہان ایک تھا بد دیرینہ سال
جو پہونچا وہان لشکر بے ملال

یہ ارجن جو بجایہ کے آیا قریب
نظر آیا اک جا سے عجیب

کہ ران و زانوں کے مابین نخل
نمودار تھا تھی پریشان عقل

نہایت ہی وہ نخل تھا بارور
نہ تھی کل ہزاروں وحش کے ثمر

لگائے تھے چڑیوں نے بھی آشیان
سنو ان کھیشتر کی اب داستان

کہ نام اسکا بگدال مشہور تھا
کمال انکو حاصل بہر حال تھا

یہ فرمایا ارجن جو آیا قریب
مبارک ہو یہ جگ اے خوش نصیب

رکھیشر ہون بگدال ہے میرا نام
مجھے رات دن ہے عبادت کا کام

مجھے عمر کی کچھ نہیں ہے خبر
گئے بیس برہما یہان پر گذر

جو برہما کی ہوتی ہے طے زندگی
تو صورت نظر آتی ہے ہشتر کی

ہر اک سمت آتا ہے پانی نظر
نکلتا ہے برگد کا اس میں شجر

پسر ایک آتا ہے اسپر نظر
فدا حسن پہ جسکے شمس و قمر

فقط چھپتا ہے نہ انگشت پا
اشارہ سر کیشن جی پر کیا

سنا یہ ہوا اس سے بہت یہ پسر
سراپا میں ہم شکل ہے سر بسر

ہر اک عمر برہما مین دیکھا یہ حال
گذرتا نہیں جسپہ وہم و خیال

ہزاروں کھیشتر سے ہو نہیں خبر
پرستش پہ آنکی ہے ہر نظر

خلاصہ وہ شبیر آسکے جو ہاتھ
لیا ان کھیشتر کو بھی اپنے ساتھ

وہان سے روان پھر ہوئے وہ سمند
ہوا وہ کسی جا نہ پہونچا گزند

شگوفۂ دوازدہم در بیان سید ارجن بشہر جید رتھ

غرض پہونچے اس شہر میں ناگہان
پسر جید رتھ کا تھا حاکم جہان

یہ وہ جید رتھ ہی جو میدان مین آہ
ہوا دست ارجن سے کشتہ تباہ

سنا اس پسر نے جو ارجن کا نام
کیا آہ جانکاشنے صاف کام

شلا اسکی مان کا تھا مشہور نام
نظر میں ہوا روز مانند شام

جو آنکھوں سے دیکھا یہ حال پسر
ہوئی اپنے احوال سے بےخبر

جو کچھ دیر میں وہ ہوئی ہوشیار
تو رونے لگی مثل ابر بہار

بہایا وہ اشکوں نے دریا وہان
زمین پہ ہوا قلزم نو رواں

گئی پاس ارجن کے وہ خستہ جان
کیا حال رو رو کے اپنا بیان

کہ شوہر کا پہلے کیا تو نے خون
پسر کا ہوا اب یہ حال زبون

کہ جسوقت اسنے سنا تیرا نام
گئی جان شیرین ہوا وہ تمام

کہیں کیا کہیں کا نہ رکھا مجھے
نہ آیا ذرا رحم مجھپر تجھے

جو بھائی تھا جیو دھن نامدار
ہوا قتل وہ بھی دم کارزار

ہوا آپ کے ہاتھوں سے وہ گھر تباہ
دکھایا مجھے تو نے روز سیاہ

یہ کہہ کے روتی تھی وہ زار زار
کیا آج فرزند کو بھی نثار

بہن پر کیے خوب ظلم و ستم
لکھایا ذرا حال پر رنج و غم

اٹھاؤں بھلا کس کس کا غم
بٹھایا ہے سینے پہ نقش الم

ہر کیشن جی ادرس سب کے ہین
ہر اک وقت فریاد رس سب کے ہین

جو ارجن کی خاطر تھی مد نظر
کیا لطف زندہ ہوا وہ پسر

دل اپنے در مہربان خوش ہوا
فزودہ غم و رنج سر کش ہوا

ہوا دور دل سے غم نور عین
ذرا بھی نہ باقی رہا شور شین

روانہ ہوئے ہستنا پور کو | شتابی بھی گوپی ساتھ آنکلے وہاں

چمن نہم در بیان ہر کشن جو پیش از رسیدہ ہستنا پور

شتابا و سب حال بگداں کا | زمانے کے حاضر ہیں سب شہریار
یدھشٹر کے لانے کے سامان کیے | بڑی دھوم سے گھر میں لائے انہیں
کروں وصف اس بزم کا کیا بیان | اڑا ہوش جب طائر عقل کا
وہاں کے بیاں کس سے اعجاز ہوں | وہ زمین جو سوچا سنو اسکا حال
کروں وہ اسباب کیا شمار | جو راجہ تھے ہمراہ آئے وہاں
تواضع ہوئیں ضیافتیں بھی ملیں | ہجوم ایک جاؤں کا تھا وہاں

چمن دہم در بیان شروع کاروبار جگ

بچے جا بجا لعل یاقوت و زر | ہوا تھا جو امید کا دن قرار
عزیز اقربا مجلس آرا ہوئے | لگے جمع ارباب عشرت وہاں
کسی جا پہ تھے جمع اہل علوم | زمانے میں اک جگ کی دھوم تھی
کیا غسل دونوں نے اکبارگی | زمین جگ کو جتنی درکار تھی

ہر کشن کا حال اب یہ سنو | یدھشٹر نے دیکھا ہوا شادماں
یدھشٹر لب گنگ جو تھے مقیم | پھر آئی یکایک خوشی کی نسیم
ہر کشن نے آکے مژدہ دیا | بہت خوش ہوئے سب رفیقان ناگہاں
لیکر محل ساتھ اپنے سبھی | نزدیک جگ کے سب بٹھائے انہیں
ہوئے جمع چھوٹے بڑے سب وہاں | زباں قلم سے ہو کیا شکر ادا
جہاں کشن خود کارپرداز ہوں | بنایا سپہ کو بشکل ہلال
دیا لا کے بھائی کو وہ راج راج | اترنے کو رہنے کو پائے مکاں
ہوئیں خاطریں جتنی بھی ملیں | ہر اک کی حشمت کا کیا ہو بیان
ہوئی جگ کی بزم آراستہ | تھا گنج و حشم کو وہاں آراستا
وہی خوشی ہر طرف جلوہ گر | سب اک جا پڑے تھے کہ خویش و تبار
سب مہمان رونق افزا ہوئے | لگے ہر طرف باجے عشرت وہاں
کسی سمت تھی بید خوانوں کی دھوم | ہر اک صورت رنج معدوم تھی
یدھشٹر کے ہمراہ تھی دروپدی | وہ صاحب نے ایسی کی تھی رسی

بزم امید جگ کی تصویر ہے

ہوا گوشزد جب یہ ماجرا
لٹے رام سے بھی یہ نوں سپہر
قلم اب مفصل لکھے داستان
ببھیکن کو حاصل ہوا تخت و تاج
کھلے ہر طرف باب عیش و طرب
جو لچھمن تھے بھائی یہ اُنسے کہا
بیابان مین بہتر ہو اُسکا مقام
کہا رام سے یہ جو بیجا خیال
کھلا عیب کا تم پہ سب حال ہے
جو تھی پاکدامن و رشک چمن
مقدر سے کچھ زور چلا نہین
گریبان سحر کا ہوا چاک چاک
لیا آہ لچھمن نے سیتا کا ساتھ
وہ جنگل کہ دشوار جسمین گذر
بلاؤن کا گھر آفتون کا مکان
ظلم الاماں کا ہے اسدم مقام
غرض آئے اندر تھا اتنک وہان
وہ طاری ہوا عالم بیہشی
جو لچھمن نے دیکھا یہ احوال زار
خدا سے طلب کی جو اسدم دعا
یہ کہکر جو قدمون پہ سر رکھدیا
کہ ناگہ ہوا اُس جگہ پہ گذر
کھیشر سے سیتا بھی آگاہ تھین

سلف مین بھی گذرا ہے یہ ماجرا ۔ کھیشر جو گیا ل تھے خوش کلام

شگوفۂ اول بیان جنگ لوکس و کش با راجہ رام چندر مشتمل بر چار غنچہ

لٹے رام سے کس طرح وہ جوان
کیا نامزد اسکو لنکا کا راج
خوشی چین عشرت کے سامان سب
طبیعت ہوئی سیتا سے ناحق خفا
کرین تا نہ مطعون مجھے خاص و عام
زمانے پہ روشن ہے عصمت کا حال
زمانے کا روشن سب احوال ہے
نہ میلا ہوا رنگ ہے بدن
وہ رشک چمن اب ہے صحرا نشین
کیا دامن شب نے سمٹے خاک
زمین پر مقدر نے دی ٹیک ہاتھ
تھکے جسکی وسعت مین مرغ نظر
نمودار غول بیابان وہان
ذرا چپ ہو منہ مین زبان اپنی تھام
یہ ہے حکم بھائی کا سچ ہے بیان
اُلجھنے لگا آہ قالب مین جی
ہوا برق سے بڑھکے دل بیقرار
گئی بیہشی کچھ افاقہ ہوا
مرخص ہوئے گھر کا رستا لیا
یہ بیکس خرابی مین آئی نظر
پریشان و خستہ جگر آہ تھین

جو لنکا سے سیتا کو لے آئے رام
اودھ کے گلستان مین آئی بہار
جو لنکا مین سیتا رہین چند ماہ
مجھے پاس ہے ننگ و ناموس کا
لگا دل پہ لچھمن کے تازہ خدنگ
سمجھتا تھا راون تو دختر سے کم
در آئی جو آتش مین کھائی قسم
مگر حکم کا وہ جو محکوم ہے
ہوئی شب اسی فکر مین جب تمام
غرض مہر تابان ہوا جلوہ گر
بہار اور وہ ہے جو آئی خزان
گرد ون ہی تھی ہزارون مین شیر
نہ کوئی وہان آدمی زاد تھا
دل زار لچھمن جو مغموم تھا
وہ رونے لگین سنکے یہ زار زار
زمین پر گرین غش رخصت ہوا
یقین تھا یہی اُڑ گیا مرغ جان
تسلی بہت انکو لچھمن نے دی
جو تھا بالمیک رکھیشر کا نام
ہوئے بے خبر آگاہ اس حال سے
بیابان مین ٹھہرا دل بیقرار

سنایا وہ لوکس کا قصہ تمام
پڑھے ہین شتا عرون سے گھر
کیا قتل راون کا لشکر تمام
جسے پھر خزان کے نیا سے قرار
دل رام مین داغ تھا ایک آہ
رہی گھر مین اوسکے وہ مہ لقا
تغیر نظر آیا چہرے کا رنگ
سبق کا وہ بھرتا تھا ہر وقت دم
تو گلشن کا بجھنے لگی آگ دم
جو قسمت کا لکھا وہ معلوم ہے
نہ تھی صبح اندوہ کی تھی وہ شام
نہ سیتا کو اسبات کی تھی خبر
ہوئے باغ سے سو صحرا روان
وہی تھا جو زندگی سے ہو سیر
وہ صحرا درندون سے آباد تھا
سخن یہ جو تھم چشم سے رو کر کہا
برسنے لگا ایک ابر بہار
جو تھا نقد نذر محبت ہوا
روانہ ہوا اسکے باغ جنان
کرو صبر شوہر کی ہے یہ خوشی
ریاضت تھی مد نظر صبح و شام
خبردار تھے جملہ احوال سے
ہوئے دل سے کچھ وہ اس غم کو کھا

قریب انکے آکر جگایا انھین / ور ابھی نہ ہشیار پایا انھین
کہا دل مین صد شکر زندہ ہین یہ / عبث مین نے سمجھا تھا مردہ ہین یہ
جو بھائی کو زندہ بھائی سے ملے / تو ہنومنت سے ہنو کے پھر یون ملے
ہر اک پہلوان مین تحمل و تدبیر کے / یہ سمجھے ہو تم و ڈگئے ہین چلے
جو کس نے کمان کو دہلان زہ کیا / یہان پہر گردون نے بھی زہ کیا
کہا بھرتھ سے یہ ہنومان نے / صدا کچھ سنی آپکے کان نے
کہ ناگہ ہوا وہ جوان آشکار / لیے ہاتھ مین خنجر آبدار
کہا اسنے بھائی سے اے مہربان / یہ فوجین ہوا اس فوج سے بیکران
دیا اس دلاور نے لوکو جواب / سمجھتا ہون اس سحر کو مین جناب
قضا کھینچ لائی ہے میدان مین / فنا ہونگی فوجین سب آن مین
وہ میدان مین ہمشکل ظلمات تھا / زحل کا بھی رنگ سیہ مات تھا
اسیکہ نہ آتی تھی صورت نظر / فقط کام کرتے تھے آواز پر
تھے اپنے گھوڑون سے جب شہسوار / پیادہ و پیاسوار تھے راہوار
بڑی تیر کا ایک پل چل رہی / وہ کثرت رہی فوج جل مل گئی
ہوا میدان مین جو یہ جنگ / پڑی سینہ لو پہ آنکی خدنگ
جو کچھ دیر کے بعد آیا ستلے / عدو نے کف دست حسرت ملے
لگائے ارابے پہ اسنے خدنگ / ہوئی دیکھکر تیر کی عقل دنگ
نے کام میر وتن اسنے کیے / زمین پر ارابے کو جکڑ دیے
ارابے کی چولین سب ہل گئین / رہین گھوڑیا خاک مین ملگئین
لیا ہاتھ مین ایک کوہ گران / سنو اسکی ہیبت کا مجھ سے بیان
یہ چاہا کہ ہر نوجوان پر وہ کوہ / لگائے ملے خاک مین سب شکوہ
ہوا پارہ پارہ وہ کوہ گران / رہا کچھ بھی باقی نہ نام و نشان
دو لشکر ہوا جب کہ زیر و زبر / نہ تھی ایک کی ایک کو کچھ خبر

جو پانی کو چھڑکا بجائے گلاب / ہوا دور کچھ سر سے غفلت کا خواب
ارابے پہ اپنے لٹایا انھین / یہان بھرتھ کے پاس لایا انھین
وہ دونون لیرون کا بھی ہر تپا / ہنومان نے اس گھڑی یہ کہا
بلا وتیکے وہ قلعہ آسمان / یہ تھا تذکرہ اس جگہ ناگہان
وہ آواز پیدا ہوئی ہولناک / جگر تک زمین کا ہوا چاک چاک
یہ وہ نوجوان ہے کہ تھی جسکی یاد / شجاعت ہے اسکے بڑے استاد
مقابل ہو شیر اپنے کمان و خدنگ / وہ شمشیر تیغ قضا جس سے دنگ
تھے اسمین ایسے لا دو شجاع / کہین سو رہے بڑھکے ہر ہر شجاع
جو وہ چند ہوا اس سے کیا حال ہے / مددگار راما کا اقبال ہے
ہوئین جنگ مین ناوک انداز یان / بلا کے طلسمات جس سے عیان
سیہ آندھیون کا وہان ور شور / نہ پہنچے کبھی جسکو ظلمات گور
گھٹے ہر طرف سے جو فیلان مست / ہوئی خود بخود فوج جبار پست
لیا گھیر لشکر کو آفات نے / کیا کام فوجون کا ظلمات نے
ارابہ مرصع وہ زرین نگار / دم جنگ تھا بھرتھ اسپر سوار
ہوا پر اوڑا لے گئے تیر آہ / رہا حال اس نوجوان کا تباہ
زمین سے پھر اٹھا جو وہ نوجوان / کہا بھرتھ جاتا ہے تو اب کہان
رہی سینہ پر زلزل مصیبت کڑی / پھرا آسیا کی طرح سے گھڑی
جو ٹھہرا ارابہ تو سر پھر گیا / بہلیان بھی بھرتھ کا گر گیا
ہنومان کو بھی آئی جو تاب / وہ آگے بنا نوجوان کا جواب
برابر ہر اک سمت مین چار کوس / وہ محکم کہ الوند ہو پائیبوس
کہ ناگاہ اسنے وہ مارا خدنگ / نظر آگیا اک قیامت کا ڈھنگ
کیا فوج و لشکر کو اسنے تباہ / فنائی دکھائی ہزارون کو راہ
جو تھے جانومنت اسکے نامدار / سے تھے وہ بھی زخمی دم کارزار

جوجے جا ہوت انلوکس نے لیا	ہنومان پر تو نے قبضہ کیا	جو سیتا کے پاس آئے وہ فتحیاب	کیے پیشکش زیور لاجواب

آنا اور کس کا سیتا جی کے پاس زیور راجہ رامچندر کا لیکر مظفر و منصور اور بیقرار ہونا سیتا جی کا

پھر تو انکی ہنومنت پر جب نظر
پھر تھی آہ سیتا نے اک آہ سرد
ہو ٹکڑے ماندر کا دیکھا یہ حال
کہا ماں نے ای میرے لخت جگر
کوئی اسطرح کا بھی کرتا ہے کام
بزرگوں کا خون تمنے ناحق کیا
چچا یہ ہمارے ہیں یہ باپ ہیں
غم و رنج سے غیر احوال تھا
لیا اپنے زانو پہ شوہر کا سر

ہوا خنجر غم سے ٹکڑے جگر
رخ لالہ گون کو کیا غم نے زرد
خوشی میں ہوا اوسکو پیدا ملال
سمدھی اچھے تھے تمہارے پدر
شاہی یا راجہ دسرتھ کا نام
یہ بار گنہ سر پہ اپنے لیا
سمدھی اچھی جنگ میں آپ ہیں
وہ صدمہ تھا دلبرا حال تھا
تصدق کیے آنسوؤں کے گہر

وہ پہچان کر زیور راجچند
لگی تھا کہ یا لوٹنے پیٹنے لگیں
کہا ماں سے فرمائیے مہربان
کیا قتل میدان میں باپ کو
چچاؤں کو اپنے کیا قتل آہ
یہ سنتے ہی دونوں ہوے بیقرار
چلیں بیقراری سے سیتا دلان
جو مقتل میں پہونچیں سر رام پہ
دو پٹہ کبھی منہ پہ ملتی تھیں وہ

انا آسکا تھیں تو پھر رو دیں
پیٹنے لگیں جان کھونے لگیں
غم آیا کہاں خوشی میں یہاں
گنہگار ناحق کیا آپ کو
گئی جان سے مفت فوج و سپاہ
کہا ہم نہ سمجھے دم کارزار
ہر اک چشم اشکوں سے نہر روان
زمین پر وہ بیہوش آئے نظر
کبھی پاؤں پر آنکھیں ملتی تھیں وہ

خیابان پانزدہم از چمنستان سواد ہندوستان یعنی بیان آسرم پرب و درین پرب پانصد اشلوک است

یہ دارِ محن ہے مقامِ الم
قلم کی زبان پر ہے تازہ سخن
یہ اپنے ہی مطلب کی ہو آشنا
سوا دل جلانے کے آتا نہین
جدائی مین ہو اسکی راحت کمال
چچا کی اطاعت کیے تھے کام
فدا گاندھاری پہ تقسیم رہی
جدھشٹر کو ہر چند تھا اسکا پاس
شہہ کوروبنش کے پیش نظر
نہ کیون اپنے سندل ہون صبح شام
قضا بھی تو بیوقت آتی نہین
جدھشٹر کو اسکی نہ تھی کچھ خبر
جدھشٹر سے اس شہ نے اکدن کہا
کہو دن کیا گذرتے ہین اب برس

چمن اول بیان دلتنگی خاطر دھرتراشٹ از تعلق دنیا

یہ دنیا ہے سب پُر شبہ دار محن — محبت اس عورت سے اچھی نہین
کسیکا نہ کام اس سے ہرگز بنا — یہ خود حسن پر اپنے مغرور ہے
کوئی اس سے آرام پایا نہین — خدا اسکی صحبت سے رکھے بری
سنو اس شہ کور دیدہ کا حال — جدھشٹر کو بیٹھے ہوئے تخت پر
پہونچتے تھے بیدس کو صبح و شام — لگے تھے سرِ مو اطاعت مین فرق
اطاعت مین انکی تصدق تھا جی — مگر بھیم اس شاہ کا تھا عدو
نہ اس کا رضہ کو ہوا آئی راس — نہ تھا بھیم کو نیک و بد کا خیال
کہا بھیم نے اپنے خم ٹھونک کر — یہ باندھو ہی رہتے بھر زور سے
کیا ہے سرِ جنگ میدان مین کام — جو کانون سے شہ نے سنا یہ کلام
یہ کیا کیا کسیکو دکھاتی نہین — سوا صبر کے کچھ نہ پایا علاج

چمن دوم در بیان عزم دھرتراشٹ بسوے صحرا بہر عبادت

سبب عقل ناقص کے جو خون ہوا — وہ لڑکون کی الفت کا تھا سرخوش
نہین ہیچ کسی کی باقی ہوس — سفر ہی بس آٹھوین ن طعام

نہایت بیان اب الجھتا ہے دم
وفا کی ہر اپنے کسی سے کہین
یہ قربت ہے ہر شخص کی دو رہے
خدا اس پہ ہر ہیچ رو انسان پری
ہوئے پندرہ سال سنیئے خبر
شب و روز رہے خدمت مین غرق
سناتا تھا باتین کڑی رو برو
قلم لکھے اک روز کا تازہ حال
جنھون نے مٹائے نشان کورو کے
یقین تھا کہ غم سے ہو قصہ تمام
مکدر رہا اس گھڑی سے مزاج
چچا کا ہوا اس غم سے ٹکڑے جگر
نصیحت کسیکی نہ سننے کی گوش
زمین پہ پہنچتا ہون سر صبح و شام

فقط گاندھاری کو معلوم ہے — طبیعت نہ لینے سے خرم ہے
غرض اب بھی تو لگی ہے آرزو — ابھی شہ کی ہے رات دن جستجو
کہ سیر بیابان کرون روز و شب — بیابان کے میوے فقط کھاؤن اب
نہین ہے مجھے اسکی بھی اور چاہ — مگر کھاؤنگا یہ بھی مین گاہ گاہ
اکیلا مین کرتا نہین ہون یہ کام — بزرگون نے پیدا کیا ہے یہ نام
جدھشٹر نے جسدم سنے یہ سخن — لگا دل پہ اک تیر رنج و محن
کیا آنسوؤن نے جو چشمون مین گھر — بہے صاف فوارہ مژگان تر
بہنے لگا ایک دریان اشک — کہ ساون کی بادل کو تھا جس سے رشک
کہا اے شہنشاہ نیکو خصال — کیا آپنے دل مین شاید خیال
کہ میرا بس حکومت سے دلشاد ہون — بغم کشتگان سے مین آزاد ہون
خدا جانتا ہے جو ہے دل کا حال — عزیزون کے غم نے کیا پائمال
اطاعت سے ہے مد نظر آپ کی — تمہاری ہے منظور مجھکو خوشی
ارادہ جو اب ہے بیابان کا — تمہین بھی ہے ان طالب احسان کا
سعادت ہے خدمت کی مجھکو نصیب — بیابان مین ہر دم رہو مین قریب
جدائی کا تجھ سے نہ اٹھیگا غم — خدا آپ پر سے یہ جاہ و حشم
جو چھیڑ گئی ہجر کی داستان — بدر کر پہنچے بھی آئے وہان
اٹھا پھر تعظیم وہ بادشاہ — کرے جو حق حال اپنا تباہ
جو ہفتے سے کھائی نہتی کچھ غذا — وہ بیہوش ہوکر زمین پہ گرا
جس گاندھاری کو سب پہنچی خبر — ہوئی رونق افزودہ نوحہ گر
کہا شاہ کی کم غذائی کا حال — جدھشٹر کو سنکر ہوا اک ملال
کہا دیکھ ضعف بدن دیکھکر — کرسے لیٹین لیے بیہوش ہے
چچا ایک ہفتے سے کھانا نکھا کے — بھتیجا نے اسطرح سے آ کے لیے
جو چہرہ کا رخ تھا پہ صندل گلاب — ہوا دور کچھ بیہشتی کا وہ خواب
شہنشاہ کو اس سے آیا جو ہوش — ہوا دور سر سے وہ غفلت کا جوش
جدھشٹر کی عرض اے بادشاہ — خطا دُنیہ میری نہ کیجے نگاہ
ذرا نوش فرمایئے اب طعام — کہ تیغ خجالت سے ہوتا ہے کام
کہا شہ نے اے میرے لخت جگر — خطاؤن پہ تیری ہے کسکی نظر
بر آئیگا جبتک نہ وہ مدعا — نہ لیجاؤنگا مین زبان تک غذا
ارے مجھ سے الفت ہے بیٹا تجھے — اجازت بیابان کی دے مجھے
کہ ناگاہ تشریف لائے بیاس — کیا حاضر ہر دم نے آنکا پاس
سنایا جدھشٹر نے جب شہ کا حال — بیابان کے جانیکا ہوا جب سوال
انھون نے دیا اس طرح کا جواب — چچا کو ترے رنج ہے بے حساب
ہوا اسکے اب عمر کا ہے زوال — کرو رد ہرگز نہ انکا سوال
عبادت کو جاتے ہین مانع نہو — یہ ہے بید کی رو سے انکو سنو
قضا چھتری کی ہے دو راہ پہ — عنایت کرے حق تو ہو خوب تر
لڑائی مین کشتہ ہوئے شمشیر سے — کہ جنگل مین جاکر عبادت کرے
جدھشٹر کو القصہ راضی کیا — نکل آیا سب مطلب بادشا
کھلایا جدھشٹر نے اسدم طعام — کہا آپکا ہے یہ بندہ غلام
بن کے جانے کی رخصت لی — ہوا دل شہنشہ کا حد سے خوشی

چمن دوم بیان نصیحت دھرتراشٹ راجہ جدھشٹر را

...سے فرزند لخت جگر — سبے حق تعالے پہ ہر دم نظر
خدا تیرا حافظ نگہبان ہے — مددگار ہر وقت ہر آن ہے
...کو دنیا نہ ایذا کبھی — نہ فرزند سے غم ... کبھی
یہ سلطنت کا ہو دشوار کام — نہ غفلت کا ہو عدل مین اہتمام
...استی پر ہمیشہ نظر — [illegible]
[illegible]

چلنے کی ساعت ہوئی تھی قرار | **چہل وہشتم ویران شدن دھرتراشٹ بطرف بیابان** | برآمد ہوا گھر سے وہ شہریار

روانہ ہونا راجہ دھرتراشٹ کا طرف بیابان کے عبادت کے واسطے یہ لباس فقیرانہ

غرض بیٹے چو کمنٹ کو بوسہ دیا
پکڑ لیا کاندھاری کا ہاتھ
زن و مرد سب پاپیادہ رواں
روانہ جلو میں ہر اک خاص و عام
[illegible] اسوقت کا حال کیا
بدن پر تھا بادشاہی لباس
غم ہجر سے اپنا دامن بھرو
چھوڑونگی ہرگز میں انکے قدم
پرکھیت اور سہدیو کو
[illegible] درپدی کا بھی لین خیال
یہاں سکا بھی لین مدام
یا پھر جدھشٹر نے مان پھر چلو
یا سونپتی ہوں خدا کو تجھے
نصیحت بزرگانہ جب کر چکی
رکھی تھی ہمراہ انکے رواں

پرستش بھی کی اسکی اور یہ کہا
وہ کنتی ہوئی کاندھاری کے ساتھ
وہان ساتھ تھے طفل پیر و جوان
کہ چلنا تھا دشوار وہ اژدحام
کہ وہ ہستناپور تھا غم کدا
زبان پر فقط لفظ شکر و سپاس
کرو صبر [illegible]
رہونگی میں ساتھ انکے جبتک ہے دم
کسی طرح کا رنج دنیا نہ ہو
نہ پہونچے کسی طرح دلکو ملال
ملے روح کو اسکی آب طعام
مجھے اس طرح سے نہ بیکس کرو
بیان تب تو بھی خدا کو تجھے
ہوئی الوداع اس گھڑی دروپدی
بیان کی ہوئی ختم یہ داستان

بہت جیسے آرام دل کو ملا
اٹھایا بیابان کی جانب قدم
خلائق کا انبوہ ہر چار سو
جو بستی کے باہر پہونچا ہجوم
وہان سے کیا شہ نے سبکو جدا
جدھشٹر کے کہنے سے اسدم کہا
کہا ماں نے یہ بات اب اور ہے
نہ کہنا کبھی اس طرح کے کلام
کرن کے یہ دونوں پسر ہین بہم
کرن تھا تمھارا جو بھائی بڑا
وہ سب گلشن پانڈو کے گلعذار
کیا ماں نے ہرگز نہ کہنا قبول
نہ بھولے کسی وقت یاد خدا
لیے دھرتراشٹ نے سنجی کا ہاتھ
کنارے کنارے لب گنگ کے

نگہبان حافظ ہے تیرا خدا
یہ رستا تھا بازار اندوہ و غم
تھا ان شور غل کا غلو کو بہ کو
مچی آہ و زاری کی پھر تازہ دھوم
ملے اور اک اک کو رخصت کیا
کہ تم کاندھاری ہوا اب جدا
مجھے پھر کب آنکا منظور ہے
زبان پہ نہ لو گھر کے چلنے کا نام
نہ دیکھیں کسی طرح شکل الم
شجاعت سے میدان میں مارا گیا
سخن سنکے رونے لگے زار زار
ہوا دل کا مطلب انکے حصول
نہ پہونچے رعیت کو ایذا ذرا
ہوے کنتی و کاندھاری کے ساتھ
یہ پانچوں مسافر برابر چلے

زمین سے فلک جب کیسلو اٹھائے ❊ وہیں پر یہاں اس طرح سے نہ جائے
قیامت کا [illegible] بپا ❊ ہلدھشتر کا حد سے بڑا حال تھا
رہ حق مین گنتی ہوئی زر فدا ❊ ملیگا اسے وہ بڑا مرتبا
چلو آپ جو آنکی دھرن کو اب ❊ کرو دل سے تم دور رنج و تعب
بہت بادشاہانہ خیرات کی ❊ تھا سب تھی اسوقت جو باتکی
بنے اس مراتب کے وہ پیشوا ❊ قلم لکھے تفصیل آ سکی کیا

ہوئی منتشر شہر مین یہ خبر ❊ بنا ہر مکان صاف ماتم کا گھر
جو نارشنے دیکھا یہ حال تباہ ❊ کہا یون نے وہ دشمن تم غم کو راہ
ہوا ہوک یا جو کمتر نصیب ❊ دکھائینگے آپ انکو جو ہیں نصیب
تھلہ ھشتر جو آئے نب گنگ پہ ❊ ہوا ایک جا اس جگہ گدر کا گھر
جبتک اس جگہ کار پرداز تھے ❊ شہزادے کے نزدیک تا رہتے
جو گذرا حلہ ھشتر پہ یہ سانحا ❊ لڑائی کو اٹھارھوان سال تھا

بیان آسرم پرب تمام ہوا

خیابان شانزدہم از چمنستان سواد ہندوستان یعنی موسل پرب درین پرب سہ صد اشلوک است

چمن اول در بیان ظہور اسباب تمام شدن سلطنت پانڈوان

ترقی جہان ہے وہان ہے زوال
مخالف نہ دشمن نہ کوئی عدو
وہ تھے ہوتے ظاہر جہان بدشگون
نشان قافلے کا نہ تھا آشکار
دل زائرین سب کے اندوہ و غم
یدہشٹر کے دل کو ہوا انتشار
وہ سارن جو لبہدیو کا تھا پسر
بنایا اسے سوانگ اسنے وہان
چلے اسکے ہمراہ پیرو جوان
جو سارن اسے لیگیا انکے پاس
جنے گی یہ کیا کیجیے آشکار
یقین ہے یہ آہن کا دستہ جنے
ہوئی یہ خبر کوچہ ہر ان مین فاش
ہوا جبکہ اسدن کا دن دوسرا

گھٹا جب ملا ماہ نو کو کمال
طبیعت تردد سے تھی ایک سو
کہ ہو جسکا انجام بیشک یون
نمایان مگر ایک گرد و غبار
دکھائینگے یہ بدشگون کچھ الم
طبیعت نہایت ہوئی بیقرار
طبیعت سے پیدا کیا ایک شر
ننگا کردیا جو لباس زنان
چپٹ پیٹ است تھا مجمع کودکان
کیا اسطرح مضحکہ بے ہراس
جو بیباک تھے بولے وہ ایکبار
کہ جانو نہ سب جادوان کے سبب
کلیجا ہر اک کا ہوا پاش پاش
تو اک دستہ آہن کا پیدا ہوا

یدہشٹر کو گذرے جو چھتیس سال
عدو تھی فقط گردش آسمان
ہوا سے برستی تھی آتش کبھی
کہ چھپتا تھا جس سے رخ آفتاب
کہ ناگہ سنی دوارکا کی خبر
مفصل وہان کی سنو داستان
پسر سانب تھا جو سر کیشن کا
حقیقت مین جو مرد عورت بنا
رکھیشر یہ ونت فرا تھے جہان
زن جادوان ہے یہ پر گلعذار
یہ عورت نہین کشن کا ہے پسر
یہ کہکر سخن زاہد غیب دان
کہا کشن نے اسکا چارہ نہین
وہان دوربین ایک تھا ہوشمند

رہا انکے قبضے مین سب ملک و مال
سنو ہستناپور کی داستان
کہ دہشت سے جلتا تھا پانی کا جی
کبھی آسمان سے ہالے کا تازہ عذاب
ہوئے قتل سب جادوان یکدگر
کیا آگے اک شخص نے یون بیان
غرض اسنے بہروپ ایسا بھرا
حیا دور کی سب بے مروت بنا
وہ نارد و ویاسا رکھ غیب دان
برابر جو پوچھے دنون کا شمار
سمجھے ہیں سب مضحکے پر نظر
قریب یدہشٹر جو تھے سب وہان
کہ حکم خدا پر اجارہ نہین
یہ تدبیر معقول آئی پسند

بھی حسنِ کلام آہنگروں کو دیے
بہت طرح سو ہر سے اسکو گھسا
جو آہن کا ٹکڑا اسکے رہا
بنایا ہے مچھلی کا جو اسنے چاک
بنایا گیا اس سے پیکان تیر
کرا دگر سبین نکو نام سے
تن زار کا ہیدہ مانند کاہ
جنی مادہ سگ نے بھی بلیاں
خزانے بھی ہو جاویں ان کی تباہ
لیا قضا اقبال نے منہ کو پھیر
کہا کشن نے سبکو اکدن وہاں
ارابہ سواری کا اور گھوڑیاں
رتھیں وہ بھی پران ہوا کی طرح
بدن خوف سے اسکے تھرا گئے
کر زنار داروں کو تقسیم ہو
بجھانے اپنے چھڑک دی شراب
تنزل ہوا اقبال کا آفتاب
روانہ ہوئی کر کے تسلیم شرم
پلائی وہ بلبھدر جی نے شراب
کر اس چھتری کو بڑا ہے غرور
ہوکاٹا پور سردار کا اسنے ہاتھ
نہیں ستراجت کو کشتہ کیا
ہوئی طول باتوں میں جو گفتگو

بتاؤ اسے شر مہ ساریت کے
کہ ایک ٹکڑا اسکے رہا
اسے ایک مچھلی نے چارا کیا
پڑی اسکی آنکھوں میں غفلت کی خاک
دکھائیگا یہ شان رب قدیر
دیا حکم [illegible] کوئی سپیہ
سبھا سے خمیدہ چلی تھی راہ
زبونی کا آثار ہر سو عیان
ہوا انسے فسق و فجور آشکار
تنزل ہوا اوج سے کیا ہی دیر
تماشا کرین شہر کا جادوان
زمین سے گئیں جانب آسمان
نظر سے چھپیں وہ صبا کی طرح
ہوئی صبح سب سو دریا گئے
وہاں کا نیا سانحہ یہ سنو
ہوا کارخانہ سراسر خراب
مرتب ہوئی ایک بزم شراب
ہوئی تشنہ سے سو وہ بزم رزم
وہاں سے گیا شرم سے پاتر آب
شراب شجاعت کا دلمین سرور
تھی راستی اس گھڑی انکے ساتھ
ہوا ہر نہیں تو نے اسکا لیا
لڑائی کا سامان بندھا پھر وہ سو

بہاؤ اسے بحر زخار میں
جو وہ ریزہ آہن پیدا ہوئی ایک گھانس
وہ مچھلی پڑی دام صیاد میں
وہ آہن ملا جب کہ صیاد کو
جو اس سانحے کو ہوئے چند روز
اجل شکل انسان میں آئی وہاں
شگون زبون و زیر روکار
نمایاں جو جابجا گاؤں سے خر
زمانے کی باتیں ہوئیں برخلاف
زحل مشتری زہرہ شمس و قمر
یہ تھی گفتگو ناگہاں انکا چکر
جو تھیں ہیر قالش وہ بلبھدر کی
ہوا اس علامت سے سبکو ہراس
ہوا جادوان کا وہاں ازدحام
کر اس قسم میں ایک چالاک تھا
برہمن سے اس سے محروم سب
پیا پے وہاں جام چلنے لگے
چھلکنے لگا بزم میں تنگ سے
کہ ناگاہ ساتک کو سوجھی ہنسی
دیا کیرت برمانے بھی یہ جواب
سر کشن ساتک سے بولے کہ ہاں
جو ساتک نے اس سے کہا یہ سخن
میانوں سے تیغیں کھینچیں اکبار

نمایاں ہوا خار گلزار میں
لگی چھپنے لیگا وہ سانس
اجل آ گئی دستِ جلاد میں
اسی دم دیا جا کے حداد کو
فزوں ہو گیا آتش غم کا سوز
سراپا سیہ فام تھی الامان
کرا سے چھپے ہوئے آشکار
نظر خیر کی کب ہے انجام پر
بہت قرب پہنچا ہو وقت مصاف
ستاروں میں باقی نہیں اب اثر
ہوا کے ہوا اس سمے قت قدر
کھچی شکل سیرغ و منحوست تھی
تعجب ہر اک شخص کو بیقیاس
سر کشن جی نے منگایا طعام
ہرا شور رقصیدا ور پیالک تھا
عیاں چہرۂ کشن جی سے غضب
چتا کے جو پہرے تھے جلنے لگے
کسی پر نہ ظاہر تھا آہنگ سے
بھی کیرت برمانے کی دل لگی
کہ ساتک کو بھلا نہیں ہر جا یہ
جواب اس سخن کا یہ دے تو یہاں
ہوئی آتش غصہ اک شعلہ زن
ہوا گرم ہنگامۂ کارزار

جدا جو ہوا کرت برما کا سر
سرکشن جی تھے جب بیٹھے وہان
عجب گھاس میں کاٹ تھا تیغ کا
کیا جادوان نے اسے جلے تیغ
کیا بدھکے بھائی بھابی نے وار
پرودارک پہلوان تھا ہوشیار
سرکشن جی کا سنو حال اب
جو آیا ہوئے آپ اسپر سوار
ہوا بیابیہ شغل میں جلوہ گر
سرکشن آئے جو نزدیک تر
جوان دو انہیں تھا ہر نام ایک
جدھشٹر کو دارک سنائی خبر
کیا حال کے بسدیو سے حال زار
گلستان میں آئی بہار خزان
لیا ہرچہار جن کو مینے طلب
لیے آنکھ اب زندگی ہے وبال
سرکشن آئے جو بھائی کے پاس
لکھے بلبھدر کی داستان
وہی تھا ہے مشکل کوہ عظیم
بیابان میں بیٹھے وہ خستہ جگر
شکاری نے دیکھا کف پا کہین
ہرن پا کو سمجھا جو اسنے شکار
شکاری نے دیکھا قریب آکے حال

ہوئے اقربا انکے سینہ سپر
زمانے کے احوال پر سب عیان
مقابل جو آیا دو پارہ کیا
تو چلنے لگی اس جگہ بید تیغ
ہوئے قتل سب جادوان ایکبار
مہا کشن ہے ہون میں پر شمار

کہیں تھا حکم خالق میں خلل
جو پایان کی تھی جو آہن کا وہ
گیا اس گھاس کے سب جو سر کٹ گئے
رہی کچھ نہ تمیز وقت مصاف
کیا عابدون کی دعا نے اثر
خدا جانے بلبھدر جی ہین کہان

چمن دوم در بیان ہوشیار شدن سرکشن و بدن بلبھدر

تجسس میں بلبھدر کے پھرا
مگر خشک ہے زندگی کا شجر
ہوئے کچھ نہ بلبھدر انسے خبر
دیا کشن جی نے اسے کام ایک
ہوا دست صیاد سے قتل ہر
کہ مارے گئے جادوان ایکبار
مرتب ہوئی بزم زاری وہان
شکیبائی و صبر لازم ہوا اب
یہان اب ٹھہرنا ہے دم بھر محال

ہوئی جسم کی قطع تھوڑی سی راہ
تو سر سے سر کو فقط ہے وصال
اسی طرح آنکھیں ہین دونون بند
ہوا گھر کیجانب وہ جلدی روان
ہوئے بلبھدر جی سے جدا
لگا انکے سینے پہ تیر الم
سرکشن نے سبکو تسکین دی
ہر دلمین ہے وہ عزیزون کا غم
غرض پانون بسدیو کے چوم کر

چمن سوم در بیان اندھیان شدن سرکشن و بلبھدر

شگفتہ ہوا رنگ غنچہ دہان
کیا سوے دریا برنگ نسیم
زمین فرش تھی اور تکیہ شجر
وہ بیعقل تھا دلمین سمجھا نہین
نشانہ کیا تیر سے ایکبار
نہایت ہوا دلمین پیدا ملال

برآمد ہوا اس سے مار سفید
سرکشن کو اور بھی غم ہوا
وہ زانو پہ رکھے ہوئے ساق پا
کہ ہے کشن کا یہ کف پا نمود
اسی لوہے کا تھا یہ پیکان تیر
دھرا پاؤن پر کشن کے اپنا سر

ہوئے سانت سپردھن و دونون قتل
سرکشن کے تھی وہ پیش نگاہ
اجل کے سبب جو الٹ پڑ کے کھلے
پڑے نے پسر پر کیا حملہ صاف
ہوا صاف لحظے میں وہ گھر کا گھر
کہ اس رزم میں نہیں ہے نشان
ارادہ کیا اپنا اس جا طلب
نظر آئے ناگہ سجال تباہ
خدا جانے کسکا بندھا ہے خیال
تو دیکھا ذرا جانب کشن چند
حفاظت کرے عورتون کی وہان
روانہ ہوئے جانب دوارکا
ہوا عورتون کو بھی تازہ غم
کہان تھی یہ بات تقدیر کی
نہ ٹھہرونگا اس شہر میں ایکدم
روانہ ہوئے پھر وہ خستہ جگر
دل زار رنج و الم سے اداس
بزرگی میں تھا کوہسار سفید
ہر اک دیدہ اشکوں سے پر نم ہوا
سینے رنج و اندوہ میں مبتلا
کہیں پھر سے دشمنی میں فرد
کہ جس سے ہوئے قتل برنا و پیر
وہ نادم ہوا اپنی تقصیر پر

وہان کشن جی نے کیا جنگ تھا ۔ وہان آنکا کر پایا کرم سب ہوا
لیا کشن و بلبھدر کا جملہ کام ۔ لٹایا زر و نقد و زیور تمام
بہت مال اسباب زر ساتھ تھا ۔ مقام آنکے پہنچا ہے مین جو کیا
دلاور نے ہر چند کھینچی کمان ۔ نہ کام آئی اسوقت تاب و توان
بر آیا نہ ارجن سے اسوقت کام ۔ لٹا ہاے اسباب زیور تمام
جو دل مین آئے وہ سب خستہ جان ۔ وہ ماتم کا زور الامان الامان
محبت کی آتش تھی شعلہ فشان ۔ جلین پانچ کرکھیت مین رانیان
کئے آڈ سنیاسیون کے لباس ۔ کہ اسباب عشرت نتھا انکے پاس
یہی وجہ تھوڑا ہوا ہے رقم ۔ زیادہ الم سے الجھتا ہے دم
طبیعت غم و رنج سے تھی اداس ۔ گئے ایکدن جو قریب بیاس
عنایت سے تھا انکی وہ مجھ مین زور ۔ کر فیلون کو سمجھا کیا مثل مور
جو گذرا ہے احوال پیش نظر ۔ یہ تھا عابدون کی دعا کا اثر
یہی کام تھا انکو مد نظر ۔ ہوئے جاکے پھر اپنے گھر جلوہ گر
کہ پہونچا ہر اقبال کا انکے وال ۔ فقط زندگی کا یہی تھا مآل
سنتے جبکہ ارجن نے انکے سخن ۔ روانہ ہوا جلد سوے وطن

سپشت تھے جو وہ لاشہ جادو انسان ۔ انھین سنتے آہین جلایا وطن
سر کشن جی کی جو تھین رانیان ۔ وہ ارجن ہوا ساتھ لیکر روان
کیا رات کو چورون نے یہ کام ۔ لیا لوٹ اسباب زیور تمام
بہو چاہا کہ لے تیغ کو میان سے ۔ کرے قتل ہر دزد کو جان سے
ہوا خوب چورون کا مطلب حصول ۔ دل ارجن ناتوان تھا ملول
سنو کشن کی رانیون کا بیان ۔ کہ سولہ ہزار آٹھ تھین رانیان
ہوئین رسب جاکے صحرا نشین ۔ غم و رنج سے دل تھے انکے حزین
بہت طول تھا غم کا یہ حال زار ۔ مگر دل کو منظور ہے اختیار
سنو قصہ ارجن خستہ جان ۔ کہ باقی تھی اسمین تاب و توان
مفصل سنایا وہ سب حال زار ۔ غم کشن سے ہے یہ سینہ فگار
ہوئے تر زبان اسطرح سے بیاس ۔ طبیعت غم سے رہتا ہے اب اداس
سر کشن کا تھا جو مطلب بیان ۔ زمین کا کیا دور بار گران
یہ سب قوت تین تھین انھین کے سبب ۔ کرو ترک تم بادشاہی کو اب
ہوئی صبح اقبال و دولت کی شام ۔ قریب آئی شب ان ہر اک تمام

موسل پرب کا تمام ہوا

خیابان ہژدہم از چمنستان سواد ہندوستان یعنی جان پرب و درین

پرب سہ صد و بست اشلوک است

چمن اول در بیان ترک سلطنت پانڈوان و رفتن بطرف شمال

جدہشٹر کو جا کر سنایا یہ حال
اب اقبال کا کچھ نہیں اعتبار
کبھی اس سے ہے عیش و عشرت نصیب
سنا کشن کا جب جدہشٹر نے حال
پر کچھیت کا جیسا ہوا تھا جو بخت
سکھائی بہت اسکی بھی شستے راہ
دیا اسکو ارجن پوتے دہلی کا راج
نہ رکھا دریغ اُسنے آب طعام
کیا ترک سب دولت و ملک و مال
تو ہمراہ اپنے لیے نقد جان
نکل گو شہر سے جیسے گھڑی سیدہان

کہ ہے اوج اقبال کا اب زوال
کسیکو نہیں ہے یہاں پر قرار
کبھی یہ بناتا ہے غم کو حبیب
لگا ایک سینے پہ تیر ملال
دیا سلطنت کا اُسے تاج و تخت
رعیت پہ رکھنا کرم کی نگاہ
نہ کرنا نظر جانب تخت و تاج
رہے دھیان اس امر کا بھی مدام
عوض پیرہن کے درختوں کی چھال
بھلا اسا تب اب چھوٹتا ہے کہاں
رعیت کا قصہ کروں کیا بیان

کہا کشن و بلبھدر کا جملہ حال
تماشا دکھاتا ہے سب آسمان
کبھی دولت و جاہ دیتا ہے یہ
اسی وقت دنیا سے دل پھر گیا
جتبس نکو کار عالی مقام
نبیرہ جو تھا کشن کا بجر نام
سپے ہے کہ ہو جادوان پر نظر
جدہشٹر نے آخر بحکم بیاس
سنو بھائیوں کا بھی اب انکا حال
اطاعت میں پانچون کی تھی دروپدی
وہ رستے سے مانند ابر بہار

ہوا جادوان کا بھی گھر پائمال
گدا ہے کوئی کوئی شاہ جہان
کبھی دیکے پھر چھین لیتا ہے یہ
زر و مال نظروں سے سب گر گیا
وزارت مقرر ہوئی اسکے نام
سپے پاس الفت کا انکی مدام
قضا نے کیا صاف سب انکا گھر
بدن سے کیا دور شاہی لباس
جدہشٹر سے چاروں کو الفت کمال
کہ پیر لے اسباب دنیا نہ تھی
گرا ہی ہوا شہر کا شہر یاس

چھوڑنا پانڈوان کا سلطنت کو اور جانا طرف شمال کے

ملاقم عجب ہستنا پور ...

...و لوٹھین مسافر خوشی تھی کمال
...لر ایک کتّا بھی ہمراہ تھا
...نذر جب ہوا ایک تالاب پر
واحصار جن سے یون تب زبان
...سی قت پانی مین ڈالی کمان
...ان سے چلے جانب دوار کا
...مین جسکے آنکھین تھین گوہر فشان
...اڑ کے پھر بسوے شمال
...پھر ہوا آنکا اُس کوہ پر
...اتھی رہین جن پدمی کی اجل

پریشان ... ہستنا پور ...

کسی طرح کا تھا نہ دل پر ملال
رفیقون کی اقلیم کا شاہ تھا
الوپت تھا نام اُسکا مشہور تر
مین آتش دو مجکو میری کمان
دکن کیطرف پھر ہوئے سب روان
جو پہنچے تو ارجن نے سب سے کہا
زمین پر تھے اشکون کے دریا روان
پہاڑون کا لکھے قلم تازہ حال
جہانپر سے رہگیت دان سر بسر
پڑا ناگہان زندگی مین خلل

ارت و مرد ... جوان لوحہ ...

بیابان مین پایا کی صورت روان
چلے جب وطن سے سنو داستان
کیا غسل سب نے جو تالاب مین
اسی آب مین چکر ہر کشن کا
تماشے تھے ملکون کے مدِ نظر
یہان دوار کا شہر آباد تھا
ملا آب اشکون کا اُس آب مین
ہماچل پہ پہلے ہوا تھا گذر
وہان سے لیا چلکے کوہ سمیر
آسے سب ارجن کی تھی لین چاہ

وہ ابر قرہ ... ابر ...

زمین پھر گئی کیا پھرا آسمان
مسافر تھے مشرق کیجانب روان
نظر آیا اک شخص آ سب مین
خلاصہ یہ مضمون اُسپر کھلا
ہوا شہر گجرات مین جب گذر
ہوا پانی پانی بحکم خدا
مسافر تھے جون پہنچے پنجاب مین
تماشے پہاڑون کے مدِ نظر
قضا نے لگائی یہ کیون تھی دیر
دکھائی قضا نے جدائی کی راہ

اجل کی جو سہدیو نے پی شراب — وہ خوش تھا سو ان میں تھا انتخاب
اجل نے کیا پھر جہان سے سفر — کہ تھی حسن پر اپنے اسکو نظر

جو ارجن نے کھایا خدنگ قضا — فن تیر میں اپنے منفرد تھا
جو تھی زور و قوت پہ پھر دم نگاه — زمین پر گرا بھیم بیجان آه

چمن دهم در بیان روانه شدن راجه جدهشٹر به بهشت نفیس

جدھشٹر اکیلے جو مغموم تھے — لیا ساتھ کتے کو آگے چلے

سفر راہ اندر روانہ ہوئے — کہیں مہر سے شرمگے تابان ہوئے
جدھشٹر سے فرمایا اے تاجور — اندر آپ ہو جیسے جلوہ گر

محبت وداع اس جہان کی کرو — چلو سیر باغ جنان کی کرو
جدھشٹر سے اندر نے آ کر کہا — سنت دل کا حاصل ہو یہ مدعا

جہان ہو مرے بھائیون کا مقام — عنایت ہو مجکو وہان پر قیام
دیا سنکے اندر نے انکو جواب — ارم مین ہین سب غیرت آفتاب

تمہارا فقط انکو ہے انتظار — جدائی سے وہ بھی ہین بہت بیقرار
جدھشٹر نے اندر سے پھر یہ کہا — دل مبات سے میرا ایکسو ہوا

یہ کتا ہے اسوقت مین جو رفیق — سمجھتا ہون اسے مین اپنا شفیق
سنبھالا ہے اسنے یہ اے مہربان — رفاقت کا اب ہو چکا امتحان

سنا جبکہ اندر نے طرفہ کلام — کہا سگ کا ہی خلد مین کچھ نہ کام
یہ کتا نہ ہرگز وہان جائیگا — ارم مین نہ تل بھر جگہ پائیگا

جدھشٹر نے جسدم سنے یہ کلام — کہا کیا ہے پھر مجکو جنت سے کام
مجھے باغ رضوان کی پروا نہین — جدا مجھ سے ہوتا ہے کتا کہین

ہوئی طول آپسمین جب گفتگو — وہ سگ دھرم بنکے ہوا روبرو
جدھشٹر سے بولا وہ عالی مقام — مین کتا نہین دھرم ہے میرا نام

جو اسدم بھی منظور تھا امتحان — ہوئی جائے سگ سے یہ بات عیان
ہزار آفرین ایسے اخلاق پر — یہان بھی رہی راستی پر نظر

وہان سے چلے پھر بسوئے جنان — ارابہ بشکل ہوا تھا روان
کہ ناگہ ہوئے آکے نارد دوچار — جدھشٹر تھے انسے یہ خواستگار

جہان تھے انکے بھائی پہونچون وہان — یہ سنکر وہ نارد ہوئے ترزبان
یہان پر کسیکا نہین اختیار — فقط اسمین ہے دخل پروردگار

کیا پھر جدھشٹر نے حق سے طلب — مراد دلی جلد حاصل ہو اب
جہان ہین بھائی ہون مین پہونچون وہان — وہ دوزخ ہو یا ہو وہ باغ جنان

جان پرب تمام ہوا

خیابان ہیجدہم از چمنستان سواد ہندوستان یعنی سرگاروہن پرب و درین پرب و صد اشلوک است

چمن اول دربیان رفتن راجہ جدھشٹر در بہشت و دیدن برادران را

جدھشٹر نے رکھا قدم بہشت پر
جدھشٹر نے دیکھا جو یہ احتشام
جو نا دیکھے راجہ کا دیکھا یہ حال
ہوئے بہشت جو وہان سے روان
بھرے جا بجا تھے وان گوشت و خون
جدھشٹر کی خاطر پریشان ہوئی
جہان پائے جرجودھن پر غرور
سنو مجھ سے اندر کی اب داستان
ہوا جبکہ اندر کا اس جا گذر
نمایان ہوئے دھرم پھر ایکبار
خفا اسقدر دیوتون سے ہو
وردشت سے بولے تھے جو یہ سخن
سر راہ تھا ایک چشمہ روان
نہایا جدھشٹر نے آگے قدم
کوئی دم مین ناگاہ پہونچے وہان
ملی انکے پہلو مین ارجن کو جا
ہوئی عیش و عشرت سے تھے اتحاد
اور دروپدی کو بھی جنت مین گھر

نظر آیا جرجودھن نامور
کیا دل مین غصے نے اپنا مقام
کہا یہ نہین ہے مقام ملال
ملی راہ تاریک تر ناگہان
بلا مین یقین دوزخ کی سب ہے نمون
طبیعت نہایت ہراسان ہوئی
سے بھائیون پہ سقر کا ظہور
کیا دیوتون نے یہ انسے بیان
ہوا صاف کا فور رنج سقر
جدھشٹر سے بولے تھے بیقرار
مناسب ہے غصے کو تم تھوک دو
نظر آئے تمکو یہ رنج و محن
ورد آیا جو پانی مین شاہ جہان
جو شامل خدا کا تھا فضل و کرم
سر کیشن دل فزا تھو جہان
مہیا سب اسباب آرام کا
نظر بھیم آئے با غوش باد
قریب انکے نکل تھے پانچون پسر

کہ تخت مرصع پہ سے جلوہ گر
پھر اس جگہ سے عالی دماغ
عداوت حسد بغض کینہ جفا
کہ دیکھ کر سے پڑھتے تھی تنگ و تار
عیان ہمین دوزخ کا سارا عذاب
جو تھے دیوتا ساتھ انسے کہا
روانہ ہو تم مین ہونگا یہان
کہ دلکو جدھشٹر کے ہو کچھ ملال
عذاب سقر بے نشان ہو گیا
پھر اسوقت مین نے لیا امتحان
کہ راجاؤن کو دیوتا ایکبار
یہ دوزخ دکھایا اسی جھوٹ نے
صفت آدمی کی ہوئی صاف دور
بزرگ اور عابد ملے راہ مین
مگر چار بازو سے تھے جلوہ گر
مکین تھے جہان بارھوان آفتاب
شکل اور سمند یوعالی وقار
بہشت بریں میں ہراک کا مقام

ستارے سے بنے دیوتا دہ قمر
طبیعت الہٰی وہ ہو داغ داغ
یہ دنیا ہی کے واسطے ہو بنا
طبیعت وکس طرح ہو بیقرار
وہ آتش گرمی کا تھا کچھ حساب
کرم یہ غریبون پہ ہو آپ کا
یہ دوزخ بھی ہو مجھکو باغ جنان
اٹھائی ہے دوزخ کی ایذا کمال
وہ آتشکدہ گلستان ہو گیا
نہایا وہ ذرا فرق لئے مہربان
دکھاتے ہین دوزخ کی بھی کچھ بہار
یہ حق جلایا اسی جھوٹ نے
ملی جسم خاکی کو پوشاک نور
وہ مقبول تھے یاد اللہ مین
بنا مہر تابان جبین کا قمر
کرن تھیا وہان دکش ماہتاب
یہ بیٹھے تھے نزدیک اسنی کمار
مہیا خوشی چین ہر صبح و شام

جدھشٹر سے اندر ہوئے تر زبان ۔ کہ تھی قدر پہلی عدن دولت کی کان
دعا ہے مہادیو سے وہ قمر ۔ تولد ہوئی تھی وہ وزیر کے گھر

وہ سلطان آنکھون سے معذور تھا ۔ ملا انکو اوتار گندھرپ کا
ہے پانڈو اور کنتی و مادری ۔ مرے باپ پر ہین رنج و غم سے بری

سنائی جو بھیشم نے یہ داستان ۔ کیا انسے جنمیجے نے یہ بیان
کہ آخر ہوا سب کا انجام کیا ۔ کہا اسنے ہر ایک اوتار تھا

جہان پیر تھا ہر اک کا اصلی مقام ۔ گیا پھر وہان جاکے اپنا قیام
درون برسپت کے اوتار تھے ۔ قضا آئی سب علم بیکار تھے

وہ ملبھدر نکلا ارتھی جنکو آگ ۔ ملا تھا انھین جامۂ سیس ناگ
زنان سرکشن سولہ ہزار ۔ ہزارون دل و جان سے ہورہین نثار

ہوئین قلزم ہستی مین جو غرق ۔ بنی البشر کچھ نہین اسمین فرق
سنو نیدر کس بیراٹ و شل ۔ سب اوتار ہین دیو کے بر محل

یہ تیر چودھوان اوتار کلجگ کا تھا ۔ سکن کو دواپر کا جامہ ملا
جدھشٹر نے پائی تھی پاتال حرم ۔ اٹھائے زمانے کے سب سرد و گرم

کٹھروکسنے دیو نمین اپنا شمار ۔ خزان آگئی اس چمن کی بہار
جہان سے ہر آئے تھے عالی دتار ۔ وہان کی ہر اک چیز پر تھا اختیار

لبیب ادب تو قلم سے زبان اپنی تھام ۔ نہین زر فانی مین جاے قیام
روان آمد و رفت کی راہ ہے ۔ جو کچھ ہے وہ سب شان اللہ ہے

یہ حاصل ہوا مختصر کا مآل ۔ مہابھارت جملہ ہے خواب و خیال
ہر آغاز کا یہ سر انجام ہے ۔ فنا رنج و نابود آرام ہے

خاتمۂ کتاب مہابھارت

جو ہو خاتمہ اسکا ہربنس نام ۔ نہین کچھ مہابھارت سے اسکو کام

تعلق اسی اس سے اصلا نہین ۔ مہابھارت کے ساتھ دیکھا نہین

رقم ہو سرکشن کا اسمین حال ۔ کہ الفہرس الشمس ہین سب کمال
تولد کردن سے ہین مطلب رقم ۔ سب اعجاز ہین انکے زیب قلم

لکھے ہین جو آسان دشوار کام ۔ تصریح ہو شرح اسکی تمام
اگر حرف با حرف ہو وہ رقم ۔ ہزارون قلم کر ہون جنگل قلم

پڑھا ہوگا جسنے یہ احوال کل ۔ پسند آئینگے اسکو بنیاد گل
تسلسل یہ قصے کا اسمین نہین ۔ ملا یا ہے مطلب کہین کا کہین

اگر جانب طول جھکتا قلم ۔ تو ہوتا نیا شاہنامہ رستم
کیا او جانب دل نے خیال ۔ فقط روز مرہ کی ہے بول چال

نظر صاف تھی بندش چست پر ۔ ہر اک بیت تھی شک صالب گہر
صفائی سے ہو وہ صفائی بہم ۔ نہ ٹھہرے جہان نکتہ چین کا قدم

جو رکھے قدم ٹھیک تو تنہ کی کھائے ۔ جگہ نکتہ چینی کی تل بھر نپائے
سخنور جو ہین نکتہ دان ہوشمند ۔ انھین آئیگی کچھ زبان یہ پسند

نہ وہ ہاتھ سے دینگے انصاف کو ۔ نہ الجھائینگے بندش صاف کو
تواریخ ہے نادر روزگار ۔ سخن اسکا ہر اک ہے شاہوار

جو حاصل ہو گلگشت اس باغ کی ۔ تو ہو خار غم دور اکبارگی
دکھائے ارم اس گلستان کی سیر ۔ ہے طبع ہر قت جو لے خیر

پئے صدق لیلے تو بے اشتباہ ۔ ابھی فیض ہو جائین سارے گناہ
یہ قصہ نہین طرفہ اعجاز سے ۔ عجب اسکا انجام و آغاز ہے

یہ اک گنج ہے عبرت ہفت گنج ۔ رہے قربت جسکے ہو دور رنج
جو یاد آئین اسکے نشیب و فراز ۔ کہ ہے دولت جاہ پر پھر نہ ناز

جہان سے یا اندوہ و غم سب اٹھائے ۔ کسی دل جلے کو نہ کوئی جلائے
رہے راستی پر ہمیشہ نظر ۔ کہ ہے جھوٹ سے آدمی کو ضرر

یہاں بہار منظوم

فصاد پرست بھی یہ معمور ہے
جو شہرہ ہوا الف لیلہ کتاب
کیا چاہیے پور ہی منیران کا شور
سخنداں تھے جی مجکو پڑا انگی
سے تازہ تو یہ عروس کہن
قلمبند کین الف راتین جدا
دیا زیور طبع نے حسن اور
فقط دیر چھپنے کی تھی بک گئی
دوبارہ ہوئی چھپ کے تیار پھر
مگر اس نثر سے نثر ہے یہ جدا
طلب اسکو مطبع سے فرمائیں جو
اگر دلمین ہو کاوش خار فکر

اگرچہ بیشک یہ نوگا علی نو ہے
جدا اسکی بھی نظم کا ہے حساب
سہولت ہیں شاعران کو اور
جو شمع وش صحبت خانگی
کہ ہو دل سے مطبوع اہل سخن
حصول اس سے اصلی ہوا مدعا
نظر آئے محبوب دلکش کے طور
نہ مطبع میں باقی رہی بک گئی
ہوا سر دا پے گرم بازار پھر
ہر باتوں میں اردو زبان کا مزا
شگفتہ ہوں سیر میں لائیں وہ
طبیعت میں ہے کوئی آزار فکر

غرض داستان بہاری منظوم ہے
مجلد ہیں و نظم ان چار ہے
جو ہیں جناب مطبع ذی اقتدار
رہے اپنے پیرایۂ نثر میں
غرض حسب ارشاد عالی جناب
ہوئی نثر کے تیار جب یہ کتاب
جو یوسف کے مانند تھی وہ عزیز
خریدار مشتاق تھے خواستگار
نہ مطلب سے خالی نہ تمہید سے
فصاحت سے خالی نہیں بول چال
یہ وہ باغ ہے جسکی گلگشت سے
تو فی الفور باقی نہیں سبب ور ہو

کہ ہمتا رو نہین نظم کا عود ہے
ہے موزون ہزار و نہ استعارہ ہے
کہ یہ نظم و نثر آئینے او پرفشار
پر اس گل کو آپ بھی نگہ دیر
لکھی نثر و چھپین یہ کتاب
تو روشن ہوئی صورت آفتاب
بدل لیگئے ہو ل اہل تمیز
سر شمع پروانہ صورت نثار
غرض نثر یہ قابل دید ہے
وہ لفاظیان ہیں کہ دل ہو نہال
گلون کی روش غنچۂ دل کھلے
شگفتہ ہو دل طبع مسرور ہو

خاتمة الطبع

صح احسان خدا کیا کیجیے + شکر بیحد ہے ادا کیا کیجیے + ان دنوں جو اسکی مشیت ہوئی سلک سخن کی سطر زینت
ئی جمال شاہدان معنی پیرایۂ الفاظ سے باہر نظر آیا شمع کا نور ہے کہ فانوس سے چھنکر نظر آیا کوکب تمنا اوج حصول پر چمکا
آرزومندان خوش طالع کا مقدر چمکا یہ تو بطریق اجمال ہے آگے تفصیل مقال ہے جاننا چاہیے کہ شان و شوکت اور عظمت
جارت کی مخفی نہیں بیان حقائق ہندوستان میں اور ایسی کتاب لکھی نہیں تواریخ کے علاوہ دفتر اخلاق و آداب ہے
ل اسکی حکمت کا ایک باب ہے زبان سنسکرت میں تالیف کی گئی شرح و بسط کے ساتھ لکھی گئی سب طرح سے مکمل ہوئی
لے قبول سے متحمل ہوئی پانچہزار برس سے مسند آرایان ہند نے اسکو اپنا دستور العمل ٹھہرایا قانون فرمانروائی آئین ق
یا اس سے ہاتھ آیا جب ہندوستان تحت تصرف اہل اسلام ہوا یہاں تک کہ سلطنت تیموریہ کا استحکام ہوا عہد اکبر شاہ میں بچشم تامل ہوا

اُسکے اصول وضوابط کی طرف احتیاج پیدا ہوئی اس لیے دانایان روزگار نے دانشمند پنڈتون کے مقابلے سے حسب الحکم
فارسی مین ترجمہ کیا نہایت چند کوشش عمل مین لائے تمام کتاب کو اٹھارہ جلدون مین ترتیب دیا یہ نسخہ بھی کمال دلپذیر
ہوا پسندیدہ ہر صغیر وکبیر ہوا ہندو مسلمان نے پارس کہا سبھون نے گنج گوہر سمجھا غالباً ایسا کوئی خاندان عالی ہوگا جہان
یہ گوہر بیج بیشا لی ہوگا اب بھی وہی روز بازار ہے ہر ادنی اعلی طالبگار ہے لیکن لیکہ قیمت اُسکی سو ڈیڑھ سو روپیے
سے کمتر نہین بقدرون تہیدستون کو میسر نہین ہر چند سبھون کو ہوس ہے مگر کسکو دسترس ہے بارے سخندان شیرین
کلام منشی الوطا رام ثنایان تخلص مرحوم نے طرفہ ہمت باندھی افادۂ انام وافاضت خاص عام پر مستعد ہوئے کمر
عزیمت باندھی اول سے آخر تک خلاصہ اُس ترجمہ فارسی کا اردو مین نظم کیا جس مقام پر کچھ شبہہ گذرا اصل کتاب سنسکرت
[illegible] اُنکے بیتون مین سب مضمون آگیا دیکھیے دریا کوزہ مین سما گیا سبحان اللہ کیا داد سخنوری دی ہے عروس معنی کی
کیسی زیوری کی ہے غرض یہ مثنوی کہ ترجمہ فارسی کا انتخاب ہے اپنے طرے کا زبانہ دانش مہابھارت کا لب لباب ہے
اس سے بیشتر پانچ بار مطبع اودھ اخبار واقع لکھنؤ مین چھپی تھی اور اب بسبب فور خواہش طلبگارون کے چھٹوین مرتبہ بمقام
کانپور مطبع نامی منشی نول کشور صاحب سی۔ آئی۔ ای۔ بسرپرستی امیر الاشیم رئیس عالی ہمم سرچشمۂ
فیض وکرم ستودہ خصال فرخندہ خو معلی القاب عالیجناب منشی بابو پراگ نراین صاحب بھارگو مالک مطبع
دام اقبالہ بماہ ستمبر ۱۹۰۵ء مطابق سمبت ۱۹۶۲ بکرماجیتی چھپکر تیار ہوئی حسن صورت ومعنی سے قابل
نظارۂ اولی الابصار ہوئی تصحیح کا ذکر کیا کیجیے کہ جو خود مصنف کی نظر سے گذری تھی یہ نقل اُسی کی ہے اہتمام کی
کیا کیجیے کہ کارگزاران نے بڑی مشقت کی ہے صفائی خوش خطی لکھنے کی حاجت نہین عیان کو بیان کرنیکی ضرورت
نہین بالجملہ اہل دید اس شاہد رعنا کو دیکھکر پھڑک جائینگے مشتاقان بینش منتظر نگاہ ہنگام معائنہ حظ وافی اٹھائینگے

تاریخ طبع از مورخ کامل منشی بھگوان دیال صاحب عاقل اسسٹنٹ مطبع

ترجمہ ممتاز کتاب	شائع گشت چون لطافت	عاقل سال عیسوی گفت	اکرم نظم مہابھارت ۱۹۰۵ء

اعلان

کلمت مال - مع فرہنگ از منشی تلسی رام سررشتہ دار کمشنر دہلی

مجموعہ صفات انسانی - بموجب پوتھی پرانون کے از منشی لال جی سری واستو کاکوری -

گنجینہ دلکش منظوم - از منشی جگناتھ ذوق شتر -

شیو سہسر نام - از منشی شنکر دیال فرحت

بشن سہسر ناماولی - از پنڈت لال جی -

ست نام بھاشا - از منشی جے کرن

سکٹھ چالیسی - از منشی شنکر دیال فرحت

کاشی استتی - از منشی چھیٹن لال -

سورساگر بھنور گیت - مترجمہ منشی نتھو لال جی

شکنتلا ناٹک - مترجمہ منشی کاظم علی

امان پت دیکھی - از منشی لال جی کاکوری سوانح عمری سرمد پنڈت امان پت تیواری اجودھیا باسی

بائن سورکرت - از منشی نتھو لال جی

بشن سہسر نام سٹیک اردو ناگری از سری بیاس جی دارہ واز دیگرس

مجموعہ بدہان - بھوجن کرن - گوروکرن نت کرم -

مدن مکھ چٹا - بھرتر ہرشنگ ترجمہ منی لال جی

کلمات دین برہم سماج

طریقت عبادت برہم سماج

گیان پرکاش - از منشی گلزاری لال

گیان ساگر بھاشا - مع فرہنگ از منشی گردہاری لعل

کالیستھ دھرم درپن - از پنڈت راجچرن

مخزن برہم گیان - از لالہ جید یال سنگھ

کاشف دقائق - مذہب ہنود از حکیم مکھن لال

بھار بند رابن - از راے بندرابن جی -

برج بن جاترا - از منشی نتھو لال جی -

اودھر نامہ استت - سری مہادیو جی کی از بابو چھوٹو لال جی انسپکٹر مرزاپور تخلص خوب

لودھیشٹر جہانم - اردو ناگری مع تصاویر از منشی کنور بہادر نائب سررشتہ دار دفتر انگریزی

لاؤنی بنارسی مرہٹی خیال بھاشا زبان دیبونکی استت بنائی شری مت کاشی گر بنارس پرم ہنس

ولادت کنھیا جی ونرسنگھ اوتار - مترجمہ منشی بنی دھر سیاہہ نویس نان پارہ

دیوی چرتر مع قصائد مدحیہ جانکی چرتر از لالہ مہابلی پرشاد

گنگا اہری - اردو ناگری مترجمہ جگناتھ ساستر شتولی و مترجمہ لالہ بلدیو داس کالیستھ

پوتھی موکش گیان - از لالہ جگوپال -

انند امرت برشنی نثر - مع کوشش ہندی -

رکمنی منگل طرب - از لالہ راج بہادر تخلص طرب

رام لیلا منظوم - باتصویر از منشی رام سہاے تمنا -

بشن لیلا منظوم - باتصویر از منشی رام سہاے تمنا -

ہنومان چالیسا تصنیف ایضاً

سائین کے سو خیال - معروف بہ چمنستان خیالات گوہر از منشی گیندی لال

بھاشا بخط ناگری اتہاس

مہابھارت سنبل سنگھ چوہان پسند عالم (۱) آدی پرب (۲) سبھا پرب (۳) بن پرب (۴) براٹ پرب (۵) اد یوگ (۶) بھیشم پرب درون پرب کرن پرب شلیہ پرب وگدا (۷) استری پرب (۸) سوپتک پرب -

رامائن رام بلاس - از ایشری پرشاد

رامائن تلسی کرت - مع تصاویر چھپیکسا تران کانڈ

رامائن تلسی کرت مع تصاویر اور حاشیہ آنس دیکا

دتنگا سادھاں مع انکار بھر کوش عمدہ چھاپہ

ایضاً بہت جلی قلم مع تصاویر و چھپک

ایضاً خرد قدیم مع چھپک بہت ہی پرانوں سے مقابلہ کی گئی ہے کوئی دوہا چوپائی رہنے نہیں پایا بہت سدھوا کر چھاپا گیا ہے

ایضاً حسب مراتب بالا چھاپہ ٹیپ جدید طبع

ایضاً - رامائن تلسی کرت مع ٹیکا سکھدیو جی بڑا مرغوب ٹیکا ہے جس نے دیکھا پسند کیا۔

ایضاً - ساتون کانڈ رامائن تلسی کرت منفرد اور علیحدہ علیحدہ بکتے ہیں

رامائن بالمیکی - ساتون کانڈ رامائن بالمیکی بھاشا کے جدا جدا کانڈ بھی فروخت ہوتے ہیں حسب تفصیل ذیل۔

(۱) بال کانڈ (۲) اجودھیا کانڈ (۳) ارنیہ کانڈ (۴) کشکندھا کانڈ (۵) کسکنڈ کانڈ (۶) لنکا کانڈ (۷) اوتر کانڈ

رامائن مشید ارتھ کوش - از مہاراجہ بنارس

رامائن کا اتہاس - از رگھوناتھ کپ

رامائن مانس دیپکا - از ایشر کپ

رامائن گیتاولی سٹیک ٹیکا - از سنجیا بھر جی

سکھ ساگر جلی - مترجمہ بابو مکھن لال -

بنی پتر کا مول از گسائیں تلسی داس جی

ولش پرکاش - حالات ریاست بوندی از گنگا سہائے

سیتا بن باس - بنگلہ زبان سے ترجمہ ہوا مترجمہ ہرنس لعل

سری رام بیاہوتسو از مہادیو شکل

سندر بلاس - از سندر داس جی

کرشن بال لیلا بھاشا - از جگنا تھ سہائے

نج بلاس سار اولی از گوردھن داس

نام ماہاتم - از منشی رام دیال

متھلا ماہاتم یعنی جنکپور کا ماہاتم از منگل داس جی

بجے چندر کا - از منگل داس جی۔

اودھ رامائن - ناگری از لالہ لال من

بگیان لہری از جمنا شنکر جی ناگر برہمن

بہار پیہت - از بابو طوطا رام علیگڈھ

رام چندر کا سٹیک از رام چرن جی و تلک از جانکی داس

ایڈیشن چندر کا

رام چی سٹیک

رام کلیوہ - مع تصاویر -

دیوی بھاگوت - بارھواں اسکند

پران

لنگ پران - مترجمہ پنڈت درگا پرشاد صاحب